کتاب و سنت کی روشنی میں

اسلام اور آسانیاں

احکامِ اسلام اور شریعت کے دیگر امور میں پائی جانے والی آسانیاں

مؤلف:
محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ



دار القدس
DAR-UL-QUDAS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگرمادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

اسلام اور آسانیاں

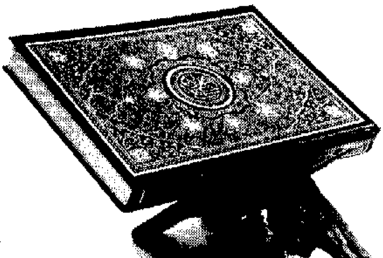
احکام اسلام اور شریعت کے دیگر امور میں پائی جانے والی آسانیاں



کتاب و سنت کی روشنی میں

اسلام اور آسانیاں

احکامِ اسلام اور شریعت کے دیگر اُمور میں پائی جانے والی آسانیاں



مؤلف:
محمد عظیم حاصلپوری

دار القدس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: .... اِسلام اور آسانیاں

مؤلف: .... محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ

ناشر: .... دارالقدس پبلشرز

دارالقدس پبلشرز

Ph: 042-37221565
Mob: 0300-7452885

فہرست

نماز اور آسانیاں

جنازہ اور آسانیاں

روزہ اور آسانیاں

زکوۃ اور آسانیاں

حج اور آسانیاں

قربانی اور آسانیاں

نکاح و طلاق اور آسانیاں

متفرقات

نیکیاں کمانے کے آسان راستے

عرض مؤلف

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ............

دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لیے پسند فرمایا ہے اور دینوں میں صرف دین اسلام ہی ہے جو اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لیے ہر طرح کی آسانیاں اور سہولتیں دی ہیں تاکہ اس پر کاربند رہنے والے کو دقت، مشکل اور تنگی سے نہ گزرنا پڑے۔ زندگی کے تمام شعبہ جات میں وہ اعتقادات و معاملات ہوں یا عبادات کہ اللہ نے ہر معاملہ میں انسان کے لیے آسانی پیدا فرمائی ہے انسان کو ایسی چیز کا قطعاً مکلّف نہیں بنایا جس کو کرنے کی اس میں طاقت نہیں اور اگر کہیں مشقت دیکھی تو سہولت اور رخصت دے دی۔ کیوں کہ رب العزت انسان کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتے۔

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتے ہیں اور وہ تمہارے ساتھ تنگی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔'' [البقرة: ۱۸۵]

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے دین میں تمہارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی۔'' [الحج: ۷۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ))

''دین تو سراسر آسانی کا نام ہے'' بخاری، الإیمان (۳۹)

دین اسلام خود سراپا آسانی ہے اور دوسروں کو آسانی کرنے ہی کا حکم دیتا ہے۔

عرض مؤلف

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ............

دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لیے پسند فرمایا ہے اور دینوں میں صرف دین اسلام ہی ہے جو اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لیے ہر طرح کی آسانیاں اور سہولتیں دی ہیں تا کہ اس پر کار بند رہنے والے کو دقت، مشکل اور تنگی سے نہ گزرنا پڑے۔ زندگی کے تمام شعبہ جات میں وہ اعتقادات و معاملات ہوں یا عبادات کہ اللہ نے ہر معاملہ میں انسان کے لیے آسانی پیدا فرمائی ہے انسان کو ایسی چیز کا قطعاً مکلّف نہیں بنایا جس کو کرنے کی اس میں طاقت نہیں اور اگر کہیں مشقت دیکھی تو سہولت اور رخصت دے دی۔ کیوں کہ رب العزت انسان کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتے۔

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتے ہیں اور وہ تمہارے ساتھ تنگی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔'' [البقرۃ:۱۸۵]

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے دین میں تمہارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی۔'' [الحج:۷۸]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ))

''دین تو سراسر آسانی کا نام ہے'' بخاری، الایمان (۳۹)

دین اسلام خود سراپا آسانی ہے اور دوسروں کو آسانی کرنے ہی کا حکم دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا))

''آسانی کرو سختی نہ کرو خوشخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ''

بخاری، العلم، باب ما كان النبي يتخولهم بالموعظة...... (٦٩)

گویا اسلام تنگی، تکلیف اور حرج کو دور کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ مشکلات، رکاوٹیں اور تنگیاں کھڑا کرنے کا حکم نہیں دیتا کیوں کہ خود اس میں بھی کسی قسم کی سختی اور تنگی نہیں۔

((لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ))

''دین میں کوئی زبردستی (تنگی) نہیں ہے۔'' [البقرة:٢٥٦]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عادت مبارکہ تھی اگر کسی معاملہ میں آپ کو آسانی دی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو اپناتے اور مشقت کو چھوڑ دیتے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کام کے اختیار کرنے کے لیے کہا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار کیا، بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے بارے میں کسی معاملے میں بھی انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کو توڑا جا رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے۔''

مسلم، الفضائل، باب مباعدته للاثام واختياره...... (٢٣٢٧)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے دین سراپا آسانی اور مجسمہ سہولت ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا))

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں پر سختی کرنے والا، عیب تلاش کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے آسانی کرنے والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔''

مسلم، الطلاق، باب بیان أن تخییر امراته لا یکون طلاقا إلا بالنیة (۲۰)

آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تلقین کرتے اور فرماتے تم دوسروں کے ساتھ نرم مزاج اور آسانیاں پیدا کرنے والے بنو۔ تنگی داماں کو جگہ مت دو۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیہاتی کا واقعہ بیان کیا کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اس کی طرف اٹھے تا کہ اس کی وجہ سے اسے ڈانٹیں اور ملامت کریں نبی ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب (والی جگہ) پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔

((فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ))

''کیوں کہ تمہیں تو صرف آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا''

بخاري، الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد (۲۲۰)

اللہ اپنے بندوں کی تخلیقی کمزوری کو جانتا ہے اسی لیے اس نے ہر مکان پر اس کمزوری کا خیال رکھ کر کسی کام کا حکم دیا ہے۔

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾

''اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعًا) کمزور پیدا ہوا ہے''

[النساء:۲۸]

اللہ تعالیٰ نے انسان پر کئی ایک انعامات کیے ان انعامات میں سے ایک انعام دین اسلام بھی ہے اور اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لیے کئی ایک رخصتیں، سہولتیں اور آسانیاں دی ہیں۔ مثلاً قبل از اسلام روزہ کی نوعیت سخت مشکل تھی جس میں دن اور رات سب شامل تھا لیکن اسلام نے صرف طلوع صادق سے غروب آفتاب تک اس کی تعیین کر کے آسانی کر دی۔ نکاح وطلاق کا کوئی قاعدہ نہ تھا عورت کو گھر کی نوکرانی اور شیطان کا روپ سمجھا جاتا تھا لیکن اسلام نے اسے بہو، بیٹی، ماں اور بہن کے معزز ترین رشتوں سے متعارف کروایا، عرب جہلاء بیٹی کو عار اور

رسوائی خیال کرتے تھے۔اسلام نے بیٹوں کو مساوی حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دینے کا حکم سنایا۔ پہلے دل میں اٹھنے والے خیال پر بھی پکڑ ہوتی تھی لیکن اسلام صرف اس پر مواخذہ کرنے کا قائل ہے جو قول وعمل میں آ جائے۔اسی طرح بھول چوک اور مجبوری پر پکڑ نہ کر کے بھی ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔

قارئین کرام..! دین اسلام کی دولت سے ہمیں مالا مال کرنے والے حقیقی خالق و مالک نے بہت سی ہمیں رخصتیں اور آسانیاں دی ہیں جن کا انکار معصیت الٰہی کا مرتکب ہونے کے مترادف ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو تھوڑے تقویٰ کے اظہار کے لیے اللہ کی دی ہوئی رخصتوں کا انکار کر دیتے ہیں حالانکہ نبی ﷺ کا معمول تھا کہ اگر آپ ﷺ کو دو کاموں میں سے ایک کے چناؤ کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ اس کو اختیار کرتے جو آسان ہوتا کیوں کہ جب رخصت ملے تو اس کا استعمال اللہ کو اچھا لگتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے قصر نماز کے متعلق فرمایا تھا کہ:

((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ))

"یہ ایسا صدقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے لہٰذا تم اس کے صدقے کو قبول کرو"

مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة المسافرين وقصرها (٦٨٦) وابوداؤد (١١٩٩)

یعنی چار رکعات نماز سفر میں دو پڑھنے کی رخصت اسلام نے دی ہے تو آدمی اس رخصت کو استعمال کرتا ہے گویا وہ اللہ کے صدقے کو قبول کرتا ہے اور اللہ کو یہ بہت پسند ہے کہ ایک معاملہ میں وہ آسانی دے تو اس کو قبول کیا جائے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ تُؤْتَى رُخْصَةٌ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ تُؤْتَى مَعْصِيَةٌ))

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کو اس طرح پسند کرتے ہیں جیسے اپنی

نافرمانی کے ارتکاب کو ناپسند کرتے ہیں۔''

ابن حبان (۲۷٤۲) واحمد (۱۰۸/۲) صحیح

میں نے اپنے معاشرے میں بعض اہل علم کو اکثر و بیشتر مسائل میں بہت متشدد پایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان مسائل میں امت کو کئی ایک سہولتیں اور رخصتیں عطاء کر رکھی ہیں جنہیں عوام الناس تک پہنچانا دعوت و تبلیغ کا حصہ ہے تاہم ہم نے اس بیڑے کو اٹھاتے ہوئے زندگی کے تمام معاملات وعبادات میں اللہ تعالیٰ نے آدمی کے لیے جو آسانیاں، سہولتیں اور رخصتیں دی ہیں انہیں یکجا کرنے کی یہ ادنیٰ سی سعی کی، یہ کوئی نئی چیز نہیں بلکہ قرآن وسنت اور مختلف ائمہ محدثین کی کتب سے آسانیوں کا انتخاب کر کے انہیں ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

انداز بات کو بدل دیتا ہے سیف
ورنہ زمانے میں کوئی بات نئی نہیں ہوتی

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت سے نوازے، میرے لیے میرے والدین، میرے اساتذہ اور ناشرین کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

اخوکم فی الدین

محمد عظیم بن غلام مصطفیٰ حاصلپوری

طہارت اور آسانیاں

تمام عبادات کے لیے طہارت بہت ضروری ہے خصوصاً نماز کے لیے وضو اور اگر غسل فرض ہے تو غسل کرنا فرض ہے کیوں کہ بغیر طہارت کے اللہ نماز قبول نہیں کرتا۔

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ))

''بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کی جاتی''

صحیح مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة (٢٢٤)

اسلام جو ایک مکمل دستور حیات لیے ہوئے ہے اس نے اپنانے والوں کے لیے ہر اس جگہ پر جہاں اس پر مشقت تھی آسانی اور رخصت دی ہے تاکہ اسے طہارت، پاکی اور ہر دنیوی اور دینی معاملات کو سرانجام دینے میں دقت پیش نہ آئے، اس مقام پر ہم اسلام اور شریعت کی طرف سے دی گئی طہارت کے سلسلہ میں آسانیوں اور رخصتوں کو مختصر طور پر ذکر کریں گے۔

پانی نہ ملنے کی صورت میں رخصت

طہارت کے حصول کے لیے اول چیز پانی ہے، پانی کی عدم دستیابی یا استعمال نہ کر سکنے کی صورت میں اسلام نے مٹی کو پانی کے قائم مقام قرار دیا ہے یعنی پھر انسان مٹی سے تیمّم کر لے تو پاک ہو جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ﴾

''اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلاء میں سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہمبستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور

ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمّم) کر لو" (المائدۃ:٦)

مریض کے لیے رخصت

ایسا مریض جو پانی استعمال نہیں کر سکتا یا پانی کا استعمال باعث ہلاکت ہو یا سخت سردی ہے اور گرم پانی کا انتظام نہیں اگر وہ پانی استعمال کرتا ہے تو ہلاکتِ جان کا خطرہ ہے ایسا آدمی تیمّم کر لے یہ اسلام نے اسے اجازت دی ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"مجھے غزوہ ذات السلاسل میں ایک ٹھنڈی رات میں احتلام ہو گیا مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ اگر میں نے ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا تو میں نے تیمّم کر کے ساتھیوں کو نماز فجر پڑھا دی (میرے ساتھیوں نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سارا معاملہ بتایا......تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں کہا۔"

سنن ابی داؤد، الطهارة، باب اذا خاف الجنب

زخمی کے لیے رخصت

وضو اور غسل کرنے والے کا اگر بعض حصہ زخمی ہے جہاں پانی لگنے سے بیماری کے بڑھنے کا خدشہ ہے ایسا آدمی اس مقام پر صرف مسح کر لے اسلام نے اسے رخصت دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

"وہ غسل اور وضو میں زخم والی جگہ پر مسح کر لے اور اس کی ارد گرد والی جگہ کو دھو لے۔"

السنن الکبریٰ للبیهقی (١٠٧٩) صحیح

جب تک پانی نہیں ملتا تیمّم کی رخصت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ))

''پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا ذریعہ ہے اگرچہ دس سال تک اسے پانی نہ ملے۔''

سنن ابی داؤد، الطهارة، باب الجنب يتيمم (٣٣٢) صحيح

غسل والے کے لیے رخصت

اگر کسی پر غسل واجب تھا اور اسے پانی میسر نہیں یا پانی استعمال نہیں کر سکتا تو وہ بھی تیمّم کر لے یہ اسلام نے اسے آسانی دی ہے جیسا کہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ایک آدمی جماعت سے الگ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا: تمہیں کس چیز نے نماز سے روکے رکھا؟ تو اس نے کہا: مجھے حالتِ جنابت لاحق ہے اور مزید یہ کہ پانی بھی میسر نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيْكَ))

''تم مٹی کو لازم پکڑو (یعنی تیمّم کرلو) بلاشبہ یہ تمہیں کفایت کر جائے گی۔''

بخاري، التيمم، باب الصعيد الطيب وضوء المسلم...... (٣٤٤)

تیمّم کا طریقہ

بندہ وضو یا غسل کی نیت کرتے ہوئے ''بسم اللہ'' پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارے پھر ہاتھوں پر پھونک مار کر دونوں ہاتھوں کو پہلے منہ پر پھیرے پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں پر اور بائیں ہاتھ سے دائیں پر مسح کرے۔ یا پہلے دونوں ہاتھوں کا مسح اور پھر منہ (چہرے) کا مسح کرے دونوں طرح درست ہے۔

بخاری، التيمم، باب المتيمم هل ينفخ فيهما؟ (٣٣٨) (٣٤٧) ومسلم (٣٦٨)

پانی کے پاک اور ناپاک ہونے میں جانچ کی سہولت

پانی ہمیشہ طاہر اور مطہر ہوتا ہے لیکن اگر اس میں نجاست گر جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

پانی کی پاکی اور ناپاکی کے سلسلہ میں بہت سے فقہاء الجھ کر رہ گئے ہیں۔لیکن اسلام نے بطور سہولت ایک آسان قاعدہ بنا دیا ہے۔کہ اگر پانی میں نجاست گر گئی پانی تھوڑا تھا یا زیادہ اس کا رنگ، بو، ذائقہ تبدیل نہیں ہوا تو وہ پاک ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ))

''بلاشبہ پانی کو کوئی چیز بھی ناپاک نہیں کرتی الا کہ پانی پر اس ناپاک چیز کی بو، ذائقہ اور رنگ غالب ہو جائے۔''

ابن ماجة، الطهارة، باب الحياض (٥٢) الضعيفة (٢٦٤٤)

نوٹ: یہ روایت اگرچہ رشدین راوی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے تاہم اس کے معنی ومفہوم کے صحیح ہونے پر اجماع ہے۔دیکھیں۔المجموع للنووی (١/١١٠)

مستعمل پانی کے استعمال میں رخصت

استعمال شدہ پانی (یعنی وضو، غسل یا کسی اور ازالہ نجاست کے بعد بچا ہوا پانی) فقہاء نے اس کے طاہر ومطہر ہونے میں بہت زیادہ اختلاف کیا ہے۔لیکن درست بات یہ ہے کہ اسلام نے ہماری آسانی کے لیے ماءِ مستعمل کو دوبارہ طہارت کے حصول کے لیے استعمال کرنا جائز قرار دیا ہے۔چند ایک دلائل قابل ذکر ہیں۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کے لیے پانی لایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا۔

((فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ فَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ))

''لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کے بچے ہوئے پانی کو حاصل کر کے اسے (اپنے جسموں پر) لگاتے تھے۔''

صحیح البخاری، الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس (١٨١)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ نے ایک برتن میں غسل کیا پھر آپ ﷺ اس برتن سے وضو یا غسل کرنے کے لیے آئے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! بلا شبہ میں تو جنبی تھی (یعنی میں نے غسل واجب اس پانی سے چلو لے کر کیا ہے اور یہ بچا ہوا پانی ہے آپ اس سے وضو یا غسل نہ کریں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ))

''بلا شبہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔''

سنن ابی داؤد، الطهارة، باب الماء لا یجنب (٦٨) وابن ماجة (٣٦٤) صحیح

سمندر کا پانی پاک ہے

ایک سائل نے سوال کیا اے اللہ کے رسول! ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور ہمارے پاس تھوڑی مقدار میں پانی ہوتا ہے ہم اگر اس سے وضو کریں تو پیاسے مر جائیں اس پر آپ ﷺ نے سمندری پانی سے وضو کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

((هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ))

''اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

ابو داؤد، الطهارة، باب الوضوء بماء البحر (٨٣) صحیح

گویا آپ ﷺ نے امت کے لیے آسانی پیدا فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر سمندری سفر کے دوران پانی کی طرح خوراک بھی ختم ہونے کا خدشہ ہو تو سمندر کے مردہ جانوروں (مچھلیاں وغیرہ) کو خوراک بنایا جا سکتا ہے لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ سمندر کا وہی مردار حلال ہے جو صرف سمندر میں ہی زندہ رہ سکتا ہے خشکی میں نہیں۔

سبل السلام (٧٢/١)

بلی جوٹھا کر جائے تو کوئی بات نہیں

بلی کے جسم اور منہ وغیرہ کو نجاست نہ لگی ہو تو اس کا جوٹھا یا جس میں وہ منہ ڈال جائے پاک ہے وضو، پانی اور دیگر استعمالات میں اسے لایا جا سکتا ہے۔

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لیے وضو کا پانی ڈالا اچانک بلی آئی اور اس برتن سے پانی پینے لگی، اس وقت حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے مزید اس برتن کو بلی کے لیے ٹیڑھا کر دیا حتی کہ بلی نے اس سے پی لیا، حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت مجھے دیکھا جب کہ میں انہیں دیکھ رہی تھی تو انہوں نے کہا: اے بھتیجی! کیا تو تعجب کرتی ہے؟ تو میں نے کہا: ہاں! پھر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ))

''یہ نجس و پلید نہیں ہے یہ تو تم پر اکثر گھومنے والی ہے۔''

سنن ابی داؤد، الطهارة، باب سؤر الهرة (۸۵) والترمذی (۹۲) حسن

اسلام نے ہمارے لیے یہ کتنی بڑی آسانی پیدا کر دی ہے کہ بلیاں اکثر پالتو بھی ہوتیں ہیں اگر ان کا جوٹھا ناپاک ہوتا تو ہم کئی ایک پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے۔ للہ الحمد

زمین پاک کرنے کا آسان طریقہ

اگر نجاست مائع ہے تو اس پر پانی بہا دینے سے زمین پاک ہو جائے گی اور اگر ٹھوس ہے تو گندگی کو ہٹا دیا جائے گا اور اگر تر ہے تو زمین کو صاف کیا جائے گا اور اگر خشک ہے تو اس کا خشک ہونا ہی پاک ہونا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اس کی طرف اٹھے تا کہ اس وجہ سے اسے ڈانٹیں اور ملامت کریں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ))

''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب (والی جگہ) پر پانی کا ایک ڈول بہا دو اس لیے کہ تمہیں تو صرف آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔''

صحيح بخاری، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد (٢٢٠) ومسلم (٢١٤)

مچھر، مکھی وغیرہ کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا

اسلام نے کتنی بڑی آسانی اہل اسلام کو دی کہ موسم گرما میں مکھیوں کے جھنڈ دکھائی دیتے ہیں اور پھر وہ طعام و مشروب میں پروانوں کی طرح گرتے پھرتے ہیں ایسے میں اگر مکھی، مچھر کی وجہ سے چیز ناپاک ہونے کا حکم ہوتا تو انسان بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرتا۔ لیکن اسلام نے یہ سہولت دی کہ ان اشیاء کے گرنے سے چیز ناپاک نہیں ہوتی البتہ اگر طبیعت ناپسند کرے تو وہ الگ بات ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْآخَرِ دَاءً))

''جب تم میں سے کسی کے مشروب میں مکھی گر جائے تو وہ اسے مکمل طور پر ڈبو کر پھینک دے کیوں کہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''مکھی اپنا وہ پَر (مشروب میں) ڈبوتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے۔''

صحیح بخاری، بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی مشروب احدکم (۳۳۲۰) وابوداؤد (۳۸٤٤) وابن ماجة (۳۵۰۵)

اہل علم نے حشرات میں سے ہر اس چیز کو مکھی پر ہی قیاس کیا ہے جس کا خون بہنے والا نہیں اور کہا ہے کہ شہد کی مکھی، بھڑ، مکڑی اور بچھو وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی ان کے گرنے سے بھی پانی وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا۔

بچے کے پیشاب دھونے کے متعلق ایک آسانی

آدمی کا پیشاب نجس اور ناپاک کر دینے والا جس کو دھونا بہت ضروری ہے لیکن اسلام نے چھوٹے بچے جو بار بار پیشاب کر دیتے ہیں کے متعلق ہمیں سہولت اور آسانی دی ہے کہ جو بچے دودھ پیتے ہیں ان کی خوراک صرف دودھ ہے اگر لڑکا دودھ پینے کی عمر میں پیشاب کر دے تو اس پر پانی کے صرف چھینٹے ہی مار لیے جائیں تو کافی ہیں دھونے کی ضرورت نہیں۔

حضرت ابو السمح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ))

''لڑکی کے پیشاب سے آلودہ کپڑا دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب سے آلودہ کپڑے پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں گے۔''

سنن ابی داؤد، الطهارة، باب بول الصبی یصیب الثوب (۳۷٦) وابن ماجة (۵٦٦) صحیح

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو لے کر جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اس بچے نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس کپڑے پر پانی کے چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں۔

صحیح بخاری، الوضوء، باب بول الصبیان (۲۲۳)

جانوروں کے پیشاب کے متعلق آسانی

زراعت پیشہ اور دیہاتوں میں مویشی پالنے والے لوگ اکثر اس مسئلہ میں پریشان رہتے ہیں کہ ہمارے کپڑوں کو گائے، بھینس، بکری، بھیڑ وغیرہ کا بول و براز لگ جاتا ہے اور ہم ان کپڑوں میں نماز کے متعلق پریشان ہوتے ہیں کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں وہ کپڑے پاک ہیں یا نجس......؟

قارئین کرام! یہی تو ہمارے دینِ اسلام کی خوبی ہے کہ وہ کسی بھی چیز اور کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہیں کرتا بلکہ ہر طرح کی ممکنہ اور با آسانی ہونے والے کام کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

اسلام نے ماکول اللحم (جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے) ان کے پیشاب کو نجس نہیں کہا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی (حالانکہ یہاں بول و براز کا ہونا لازم تھا) (ترمذی:۳۱۷)

اور عرینہ قبیلہ مدینہ منورہ میں آیا تو ان کے پیٹ خراب ہو گئے اور انہیں مدینے کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ تم اونٹ لے جاؤ اور باہر کھلی آب و ہوا میں جا کر ان کے دودھ اور پیشاب کو پیئو۔ انہوں نے چند دن پیا تو وہ سب درست ہو گئے۔ (بخاری:۲۳۳) نبی کریم ﷺ کا انہیں پیشاب پینے کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے نجس نہیں کہا جا سکتا۔ اکثر محدثین کا بھی یہی موقف ہے اگرچہ بعض نے اختلاف بھی کیا ہے۔

المغني لابن قدامة (٢/٤٩٠)

خواتین اسلام کے لیے طہارت میں آسانیاں

طہارت کے سلسلہ میں اسلام نے خواتین کو بھی کئی ایک سہولتیں فراہم کی ہیں جن میں دو کا تذکرہ اس مقام پر ہم کرتے ہیں۔

ا...... غسل جنابت کرتے ہوئے سر کے مکمل بالوں کو تر کرنا ضروری ہے لیکن خواتین کے لیے

آسانی ہے کہ وہ اپنے سر کی مینڈھیاں نہ بھی کھولیں تو انہیں اجازت ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال (مینڈھیوں کی صورت میں) باندھ دیتی ہوں، کیا غسل جنابت کے لیے ان کو کھولوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلاَثَ حَثَيَاتٍ))

''نہیں، بس تمہیں اتنا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی بہا دیا کرو۔''

صحیح مسلم، الحیض، باب حکم ضفائر المغتسلہ (۳۳۰) وابوداؤد (۲۵۱) والترمذی (۱۰۵)

۲......ایام مخصوصہ میں اگر خون کپڑوں کو لگ گیا ہے تو ان کو دھو کر انہی میں نماز پڑھی جا سکتی ہے اگر خون وغیرہ کے نشانات باقی بھی رہ جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور میں اس میں حائضہ ہو جاتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِذَا طَهُرْتِ فَاغْسِلِيْ مَوْضِعَ الدَّمِ ثُمَّ صَلِّيْ فِيهِ))

''جب تو پاک ہو جائے تو خون کی جگہ کو دھو لے پھر اس میں نماز پڑھ لے''

تو انہوں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! خواہ اس کا نشان ختم نہ بھی ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّمَا يَكْفِيكِ الْمَاءَ وَلَا يَضُرُّكِ أَثَرُهُ))

''تمہیں صرف پانی ہی کافی ہو جائے گا اس کا نشان تمہیں کچھ نقصان نہیں دے گا۔''

سنن ابی داؤد، الطهارة، باب المرأة تغسل ثوبها...... (۳۶۵) واحمد (۳۶۰/۲) صحیح

کھڑے ہو کر پیشاب کی رخصت

رسول اللہ ﷺ کا عام معمول بیٹھ کر پیشاب کرنا تھا لیکن ایک دفعہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر بھی کیا، اگر آج بھی کوئی ضرورت یا مجبوری ہو یا بیٹھ کر پیشاب کرنا ممکن نہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے لیکن پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا لازم ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا))

''نبی کریم ﷺ کسی قوم کی کوڑا کرکٹ والی جگہ آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔''

صحيح بخاري، الوضوء، باب البول قائما وقاعدًا (٢٢٤) ومسلم (٢٧٣)

قضائے حاجت میں قبلہ رخ بیٹھنے کی رخصت

قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے (بخاری:۳۹۴) لیکن اسلام نے آدمی کو رخصت دی ہے کہ اگر لیٹرین وغیرہ ایسی بنی ہو جس کا فلش کا رخ قبلہ کی جانب ہو تو عمارتوں میں جائز ہے۔

جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اکرم ﷺ کو شام کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پشت کر کے قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھا۔ صحيح بخاري، الوضوء، باب من تبرز على ...... (١٤٥)

مروان اصغر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے قبلے کی جانب اپنی سواری کو بٹھایا پھر اس کی طرف پیشاب کرنے لگے تو میں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں

((إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ))

''اس عمل سے صرف فضاء میں منع کیا گیا ہے اور جب تمہارے اور قبلے کے درمیان کوئی اوٹ حائل ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

ابوداؤد، الطهارة، باب الرخصة في ذلك (۱۱) وصحيح ابي داؤد (۸)

استنجاء کے لیے ڈھیلے استعمال کرنے کی رخصت

پانی میسر ہو تو اس کے ساتھ استنجا کرنا چاہیے اور اگر پانی میسر نہ ہو تو اسلام نے آسانی پیدا کی ہے کہ آدمی ڈھیلے استعمال کر لے لیکن یہ یاد رہے کہ پاکیزہ مٹی سے ہوں اور تین سے کم نہ ہوں۔

صحيح بخاري، الوضوء، باب الاستنجاء بروث (۱۵٦) (۱۵۲) ومسلم (۲٦۲)

ہاں اگر کوئی آدمی ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی استعمال کر لے تو اچھا عمل ہے لیکن واجب نہیں۔

سردی اور مسح کی سہولت

۱۔ آدمی نے سر پر پگڑی باندھی ہوئی ہے اور اتارنا نہیں چاہتا تو دوران مسح وہ پیشانی اور پگڑی کا مسح کر لے تو درست ہے۔ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔

صحيح مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة (۲۷٤)

نبی کریم ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔

بخاري، الوضوء، باب الرجل يوضى صاحبه (۱۸۲)

جرابوں اور جوتوں پر مسح کی سہولت

سردی یا کسی اور سبب کی وجہ سے آدمی جرابوں اور جوتوں کو اتارنا نہیں چاہتا اور اس نے انہیں حالت طہارت میں پہنا تھا تو وہ مسح کر لے اسے کافی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں پگڑیوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔“

سنن ابي داؤد، الطهارة، باب المسح على العمامة (۱٤٦) صحيح

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔"

سنن ابی داؤد، الطھارۃ، باب المسح علی الجوربین (۱۵۹) والترمذی (۹۹) وابن ماجۃ (۵٦۰) (۵۵۹) صحیح

نیز موزوں، جرابوں اور جوتوں پر مسح کرتے وقت ان کے اوپر ظاہر والے حصہ کا مسح ہوگا اور یہ بھی خیال رہے کہ جوتوں پر کوئی گندگی نہ لگی ہو۔

اونگھ وغیرہ میں وضو نہ ٹوٹنے کی رخصت

نیند نواقض وضو میں ہے اگر نیند سے حواس بالکل ختم ہو جائیں اور اگر ہلکی پھلکی نیند ہو مثلاً کھڑے یا بیٹھے بغیر ٹیک تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

صحیح بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب فضل العشاء (۵۵٦، ۵۷۱)

زوجین کا اکھٹے غسل کرنے کی رخصت

وقت، جگہ یا پانی کی قلت کے باعث یا کسی اور سبب سے اگر میاں بیوی اکھٹے غسل کرنا چاہتے ہیں تو اسلام نے اجازت دی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکھٹے ایک برتن سے اس طرح غسل کرتے کہ ہمارے ہاتھ باری باری اس میں پڑتے تھے۔

صحیح بخاری، الغسل، باب ھل یدخل یدی فی (۲٦۱)

غسل کے بعد وضو نہ بھی کرے تو درست ہے

فرضی غسل کرنے والا اگر مسنون غسل کرتا ہے اور دوران غسل اس کا ہاتھ شرم گاہ کو نہیں لگا تو وہ نیا وضو نہ بھی کرے تو اس کا غسل اور وضو ہو چکا ہے اور اس کے بعد نماز پڑھ سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔“

سنن النسائی، الطهارة، باب ترك الوضوء من بعد الغسل (۲۵۳) صحيح

غسل میں تاخیر کی رخصت

اگر جنبی آدمی وجوب غسل کے فوراً بعد کسی سبب سے غسل نہیں کرنا چاہتا تو وضو کر لے اور بعد میں غسل کر لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

”رسول اللہ ﷺ غسل کر کے سوتے اور کبھی وضو کر کے سو جاتے۔“

صحیح مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب...... (۳۰۷)

نجاست سے لاعلمی میں رخصت

دوران نماز اگر علم ہو گیا کہ بدن کے کسی حصہ یا چیز پر نجاست لگی ہے تو اسے اجازت ہے کہ وہ گندگی والی چیز کو دور کر دے اور اگر ایسا ممکن نہیں تو نماز ختم کر کے پہلے پاکی حاصل کرے کیوں کہ نماز کے لیے طہارت ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ جوتا پہن کر نماز ادا کر رہے تھے پھر جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ان میں گندگی لگی ہے تو آپ ﷺ نے جوتے اتار دیئے۔

سنن ابی داؤد، الصلاة، باب الصلاة فی النعل (٦٥٠) صحيح

نجاست سے پاکی حاصل کرنے کی سہولت

ا۔ اگر آدمی کے بدن پر مذی وغیرہ لگی ہے تو پانی کے چھینٹے ہی کافی ہو جائیں گے۔

سنن ابی داؤد، الطهارة، باب فی المذی (۲۱۰) صحيح

۲۔ منی وغیرہ کپڑے کو لگی ہو اور خشک ہو تو ناخن یا لکڑی یا کپڑے سے کھرچ کر اتار دیں اور تر ہو تو دھونے سے وہ پاک ہو جائے گا۔

صحيح مسلم، الطهارة، باب حكم المنی (۲۸۹، ۲۹۰)

۳۔ منی یا حیض کا خون وغیرہ سے کپڑا دھونے کے بعد اگر وہاں نشان باقی رہے تو کچھ حرج نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھوتی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے چلے جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میں پانی کے نشان باقی ہوتے۔''

صحیح بخاری، الوضوء، باب غسل المنی ..... (۲۲۹) و مسلم (۲۸۹)

ناخن اور بال کاٹنے میں رخصت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''ہمارے لیے مونچھیں تراشنے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے کا وقت مقرر کیا گیا کہ ہم انہیں چالیس دنوں سے زیادہ نہ چھوڑیں۔''

صحیح مسلم، الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ (۲۵۸)

منی دھونے اور کھرچنے میں اختیار

اسلام میں یہاں بھی ایک آسانی فرمائی کہ اگر کپڑوں کو منی لگی ہے اور وہ تر ہے تو دھو لو اگر خشک ہے تو کھرچ دو اگرچہ کپڑے پر اس کے نشانات باقی بھی رہ جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھویا کرتی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے نکلتے اور پانی سے دھونے کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میں موجود ہوتے۔

صحیح بخاری، الوضوء، باب غسل المنی و مزکہ..... (۲۲۹) وابوداؤد (۳۷۳) وابن ماجۃ (۵۳۶)

دار قطنی میں ہے کہ جب منی خشک ہوتی تو میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی اور جب تر ہوتی تو اسے دھو دیتی تھی۔ دار قطنی (۱/۱۲۵)

جوتا پاک کرنے کا آسان طریقہ

جوتا یا اس کے مشابہ اشیاء جن کے مسام نہیں ہوتے ان کو اگر نجاست لگ جائے تو صرف زمین پر رگڑنے سے ہی وہ پاک ہو جائیں گے، خیال رہے کہ نجاست باقی نہ رہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو اپنے جوتوں کو پھیر کر اچھی طرح دیکھے اگر کسی میں گندگی دیکھے تو اسے زمین کے ساتھ رگڑ کر ان میں نماز پڑھ لے۔''

ابوداؤد، الصلاة، باب الصلاة فی النعل (٦٥٠) وابن خزیمة (١٠١٧) وابن حبان (٣٦٠) صحیح

نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ))

''جب تم میں سے کوئی اپنی جوتی کو (چلتے ہوئے) گندگی لگا دے تو مٹی اسے پاک کر دیتی ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

''جب کوئی اپنے موزوں کے ساتھ گندگی لگا دے تو مٹی انہیں پاک کرنے والی ہے۔''

ابو داؤد، الطهارة، باب فی الأذی یصیب النعل (٣٨٥) وابن خزیمة (٢٩٢) صحیح

گھریلو اشیاء گھی وغیرہ کے متعلق ایک آسانی

پانی کے علاوہ دیگر اشیاء میں اگر نجاست گر جائے تو وہ انہیں نجس کر دے گی مثلاً گھی وغیرہ میں اگر چوہیا وغیرہ گر جائے تو اگر مائع ہے تو تمام چیز کو گرا دیں گے اور اگر جامد ہے تو چوہیا کو نکال کر اس کے ارد گرد کی چیز کو نکال دینے سے وہ پاک ہو جائے گی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے گھی کے متعلق سوال کیا گیا جس

میں چوہیا گر گئی ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ))

''چوہیا کو اور اس کے اردگرد جگہ سے گھی کو پھینک دو اور اسے (یعنی بقیہ گھی کو) کھالو۔''

صحیح بخاری، الذبائح والصید، باب اذا وقعت الفارة فی السمن الجامد والذئب (۵۵۳۸) (۵۵٤٠)

آغاز وضو میں بسم اللہ رہ گئی تو......!

آغاز وضو میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے ورنہ وضو کامل نہیں ہوتا۔

حدیث مبارکہ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((تَوَضَّؤُا بِسْمِ اللهِ))

''بسم اللہ کہتے ہوئے وضو شروع کرو''

مسند احمد (۱٦۵/۳) والنسائی (۷۸) وعبدالرزاق (۲۷٦/۱۱)

لیکن شریعت نے آسانی دی ہے کہ اگر کوئی نمازی وضو میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو کوئی حرج نہیں جب یاد آئے پڑھ لے جیسا کہ امام ابوداؤد نے امام احمد سے دریافت کیا کہ جب کوئی وضو میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) تو امام احمد نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اس پر کچھ نہیں ہے۔ المغنی لابن قدامة (۱٤٦/۱)

کیوں کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ))

''میری امت سے خطا، بھول اور جس کام پر مجبور کیا گیا ہو کے گناہ کو معاف کر دیا گیا ہے۔''

ابن ماجة، الطلاق، باب طلاق المکرہ والناسی (۲۰٤۳) صحیح

اعضائے وضو دھونے میں آسانی

اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ، دو دو مرتبہ اور تین تین مرتبہ دھونا سب طرح جائز ہے جو طریقہ

سہل لگے نیز بعض اعضائے وضو کو ایک اور بعض کو دو اور بعض کو تین بار دھونے میں بھی اسلام نے رخصت دی ہے۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً))

''رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔''

بخاری، الوضوء، باب الوضوء مرة مرة (۱۵۷)

۲۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ))

''نبی کریم ﷺ نے دو دو مرتبہ وضو کیا۔''

بخاری، الوضوء، باب الوضوء مرتین مرتین (۱۵۸)

۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا))

''نبی کریم ﷺ نے تین تین مرتبہ وضو کیا۔''

مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه (۲۳۰)

۴۔ کسی آدمی نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کس طرح وضو کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ پھر انہوں نے پانی کا برتن منگوایا، پہلے پانی اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور دو مرتبہ ہاتھ دھوئے پھر تین مرتبہ کلی کی۔ تین بار ناک صاف کیا، پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا (ایک مرتبہ) مسح کیا۔ اس طور پر آپ اپنے ہاتھ پہلے آگے لائے پھر پیچھے لے گئے۔

بخاری، الوضوء، باب مسح الرأس كله (۱۸۵) والدارمی (۱/۱۸۰)

مسح میں سہولت

سر کے مسح کا کامل طریقہ تو یہ ہے کہ ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے سر کے پچھلے حصے یعنی گدی تک لے جایا جائے اور پھر اسی طرح دونوں کو سر کے بالوں کا مسح کرتے ہوئے اسی جگہ واپس لے آئیں جہاں سے مسح کا آغاز کیا تھا۔

لیکن اسلام نے آدمی کے لیے آسانی پیدا کی ہے کہ اگر آدمی نے سر کا عمامہ یا پگڑی وغیرہ باندھی ہے تو وہ بعض پیشانی کے بالوں اور عمامہ یا پگڑی کے اوپر سے مسح کر لے تو اسے کافی ہو جائے گا اور اس کا مسح درست ہوگا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور پیشانی اور پگڑی کا مسح کیا۔''

مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة (٢٧٤)

اور اگر صرف عمامہ یا پگڑی پر ہی مسح کر لیا تو تب بھی درست ہے۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ))

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے تھے۔''

بخاري، الوضوء، باب المسح على الخفين (٢٠٥)

دوران وضو بوقت ضرورت کلام کیا جا سکتا ہے

دور حاضر میں عموماً مساجد میں وضو کی جگہ پر یہ مقولہ لکھا دیکھنے کو ملتا ہے ''دوران وضو' باتیں کرنا منع ہے۔

احباب گرامی! یہ کس کا قول، کس کا فرمان اور کس کی حدیث ہے؟ علم نہیں البتہ دوران وضو باتیں کرنے کی کوئی صحیح حدیث ہمیں ممانعت کی نہیں ملی۔ اسلام نے کوئی تنگی اور پابندی نہیں رکھی

لیکن بعض علماء جہلاء کا کردار ادا کرتے ہوئے ایسے فرامین جاری کر دیتے ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ دوران وضو بلکہ ہر وقت مومن کو فضول گفتگو سے بچنا چاہیے۔

علاوہ ازیں حدیث میں یہ بات تو ثابت ہے کہ دوران وضو آپ ﷺ نے کچھ کلام کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا اگر ضرورت ہو تو کرنا درست ہے اور اسلام کی طرف سے دی گئی ایک سہولت ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے موزے اتارنے کے لیے جھکا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا))

''انہیں چھوڑ دو میں نے جب انہیں پہنا تھا اس وقت میں وضو سے تھا پھر آپ ﷺ نے ان پر مسح کیا۔''

صحیح بخاری، الوضوء، باب اذا ادخل رجلیه وهما طاهرتان (٢٠٦) ومسلم (٤٠٨)

موزوں پر مسح بھی جائز ہے

سردیوں کے لیے دی گئی ایک سہولت یہ بھی ہے کہ وضو کر کے موزے پہن لو اور پھر مقیم ایک اور مسافر تین دن اور رات ان پر مسح کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا

((مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعَمَامَةِ))

''اور آپ ﷺ نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔''

جامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء فی المسح علی الجوربین والعمامة (١٠٠) ومسلم (٢٧٤)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین شب و روز اور مقیم کے لیے ایک دن رات مسح کی مدت مقرر فرمائی۔

مسلم ،الطھارة ، باب التوقیت فی المسح علی الخفین (٦٧٦) وابن ماجة (٥٥٣)

جرابوں اور جوتیوں پر بھی مسح درست ہے

اسلام کی یہ ایک بہت بڑی سہولت ہے کہ آدمی بسا اوقات بار بار پانی استعمال نہیں کرسکتا یا سردی کی شدت کو برداشت نہیں کرسکتا یا جوتے وغیرہ بار بار اتار نہیں سکتا تو ایسے تمام لوگوں کو اسلام نے یہ سہولت اور آسانی دے دی کہ ایک بار وضو کر کے جرابیں یا جوتے پہن لو پھر مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن رات تک مسح کرتا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا

((وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ))

''اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔''

صحیح ابی داؤد، الطھارة، باب المسح علی الجوربین (١٥٧، ١٤٨) والترمذی (٩٩) وابن حبان (١٧٦) صحیح

صرف شک پر وضو نہیں ٹوٹتا

بول و براز اور ہوا کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ تو مسلمہ مسئلہ ہے لیکن محض شک کی بنا پر وضو کے ختم ہونے کا حکم لگانا درست نہیں۔ یہ بھی ایک آسانی اور رخصت ہے۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز میں کوئی چیز (یعنی ہوا نکلتی) معلوم ہوتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

''ہرگز کوئی شخص مسجد سے باہر مت جائے تاوقتیکہ (ہوا خارج ہونے کی) آواز سنے یا بدبو پائے۔''

بخاری، الوضوء، باب من لا یتوضأ من الشك حتی یستیقن (١٣٧) ومسلم (٣٦١)

شرم گاہ کو چھونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے مگر......!

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ محض برہنہ ہونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے تو یہ بات غلط ہے جب تک شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگے وضونہیں ٹوٹتا اور یہ شرم گاہ اپنی ہو یا بچے بچی کی (مائیں بچوں کو جب صاف کرتیں ہیں اس وقت) لیکن شرط یہ ہے کہ اگر تو بغیر کسی کپڑے کے ہاتھ لگا تو وضوٹوٹ گیا اور اگر کپڑے کے اوپر سے تو وضونہیں ٹوٹتا یہ اسلام نے بہت بڑی آسانی دی ہے کبھی کبھار آدمی کو کھجلی وغیرہ کرنی پڑتی ہے اور کپڑوں کے اوپر سے وہ قُبل یا دُبر کو چھو لیتا ہے اگر محض چھونے سے وضوٹوٹتا تو آدمی بہت سی مشقتوں کو برداشت کرتا لیکن اللہ تعالیٰ نے آدمی کو بہت بڑی آسانی اور سہولت دے دی ہے۔ مسئلہ کی وضاحت کے لیے درج ذیل تین احادیث ملاحظہ فرمائیں:

حدیث اول: حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ))

''جس شخص نے اپنی شرم گاہ کو چھوا (بغیر پردے کے) وہ وضو کرے۔''

ابو داؤد، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر (١٨١) والترمذی (٨٢) صحیح

حدیث دوم: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے وضو کرنے کے بعد اپنی شرم گاہ کو چھولیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ أَوْ قَالَ بَضْعَةٌ مِنْهُ))

''وہ تو صرف اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔''

ابوداؤد، الطهارة، باب الرخصة فی ذلك (١٨٢) والترمذی (٨٥) صحیح

حدیث سوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَفْضَىٰ بِيَدِهِ إِلَىٰ ذَكَرِهِ لَيْسَ دُوْنَهُ سِتْرٌ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ))

''جو شخص اپنی شرم گاہ کو بغیر کسی پردے کے چھوئے تو اس پر وضو واجب ہے۔''

مسند احمد (۲/۳۳۳) والحاکم (۱/۱۳۸) صحیح

محض بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا

محض عورت کو چھونے اور اس کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس بات سے بھی شریعت کا اپنے ماننے والوں کے لیے وسیع الظرف ہونے کا ثبوت ملتا ہے کہ جس نے جگہ بہ جگہ پابندیاں نہیں لگائیں بلکہ آسانیاں دی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیا اور پھر نماز کے لیے نکل گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ وضو نہیں کیا۔''

ترمذی، الطهارة، باب ماجاء فی ترك الوضوء من القبلة (۷٦) وابوداؤد (۱۸۷) صحیح

سلسل البول اور مسلسل ہوا خارج ہونے والے کو رخصت

ایسا آدمی جس کو پیشاب کے مسلسل قطروں کے گرنے کی بیماری ہے یا اس کی بار بار ہوا خارج ہو جاتی ہے اور وہ اسے روکنے کی قوت و طاقت نہیں رکھتا اگر ممکن ہو تو وہ اس کا جلد علاج کروائے اور اگر ایسا ممکن نہیں تو وہ اس سلسلہ میں معذور سمجھا جائے گا۔ ایسے شخص کے لیے صرف یہی ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کر کے نماز مکمل کرے خواہ قطرے گرتے رہیں اور ہوا خارج ہوتی رہے۔ سعودی عرب کی افتاء کمیٹی کے مفتی شیخ ابن جبرین حفظہ اللہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

فتاویٰ اسلامیہ (۱/۱۹۵)

قرآن مجید کی تلاوت میں سہولت

قرآن مجید کو پڑھنے سے قبل پاکی حاصل کرنا چاہیے یعنی باوضو ہو کر تلاوتِ قرآن کی جائے لیکن شریعت نے اس میں وسعت اور آسانی رکھی ہے کہ آدمی حالت حدث میں بھی تلاوت قرآن کرسکتا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے ((بَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهِ)) "بے وضو ہونے کے بعد قرآن کی تلاوت کرنا"

پھر اس کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے حتی کہ جب بیدار ہوئے تو اپنی آنکھوں کو ہاتھ سے صاف کیا اور سورہ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی پھر لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف بڑھے اور وضو کیا پھر نماز شروع کر دی۔ بخاري، الوضوء، باب ايضًا (١٨٢) ومسلم (١٢٧٤)

مسواک کا حکم مشقت کی وجہ سے نہ دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت سے ہر اس کام کو دور رکھا جس سے اسے کرنے میں تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ انہی چیزوں میں سے ایک مسواک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ بِوُضُوءٍ وَمَعَ كُلِّ وُضُوءٍ بِسِوَاكٍ))

"اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے لیے نئے وضو کا حکم دیتا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔"

بخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة (٨٨٧) ومسلم (٢٥٢)

ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کی سہولت

عموماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے ایک وضو فرماتے تھے لیکن امت کی آسانی کے لیے یہ بھی عمل پیش کیا کہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک وضو کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کیں۔''

ابوداؤد، الطهارة، باب الرجل يصلى الصلوات بوضوء واحد (۱۷۲) والترمذى (٦١) صحيح

جنبی کے لیے اسلام کی سہولتیں

جنبی مرد ہو یا عورت اسے چاہیے کہ فوراً طہارت کے حصول کو ممکن بنائے۔ اگر کسی ضرورت کے تحت ایسا جلد ممکن نہ ہو تو اسے رخصت ہے مثلاً آدمی سویا ہوا تھا، اٹھا اور حالت جنابت کی تھی، روزہ رکھنا تھا، وقت کم تھا اسے رخصت ہے کہ پہلے روزہ رکھ لے اور پھر غسل کرے اسی طرح اور بھی کئی ایک سہولتیں ہیں مثلاً

۱۔ جنبی آدمی کھا پی سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَ لِلصَّلَاةِ))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں کچھ کھانا چاہتے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے۔''

ابوداؤد، الطهارة (۲۰۸) ومسلم (۳۰۵)

۲۔ جنبی حالتِ جنابت میں سوسکتا ہے:

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سویا کرتے تھے؟

تو انہوں نے فرمایا:

((نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ))

''ہاں اور آپ ﷺ وضو کرلیا کرتے تھے (سونے سے قبل)''

بخاری، الغسل، باب كينونة الجنب فی البيت اذا توضأ (٢٨٦)

ایک ہی غسل کے ساتھ تمام بیویوں سے مباشرت

مستحب امر تو یہی ہے کہ ہر بیوی کے پاس سے لوٹنے کے بعد الگ الگ غسل کیا جائے لیکن کثیر الازواج آدمی کے لیے سہولت ہے کہ وہ تمام بیویوں کے پاس سے آنے کے بعد آخر میں ایک ہی غسل کرلے تو اسے کافی ہوگا ہاں درمیان میں اگر وضو کرلیتا ہے تو نشاط کے لیے سودمند ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ))

''نبی کریم ﷺ ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی بیویوں کے پاس چکر لگا آتے تھے (یعنی مباشرت کرتے تھے)''

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک ہی رات میں تمام عورتوں سے مباشرت کرنے کے بعد ایک بار غسل کرتے۔

مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب و استحباب الوضوء له...... (٣٠٩) وابن ماجة (٥٨٨)

غسل جمعہ فرض نہیں مستحب ہے

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ))

''جمعہ کے دن جس نے وضو کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل ہے۔''

ابوداؤد، الطهارة، باب فی الرخصة فی ترك الغسل يوم الجمعة (٣٥٤) والترمذی (٤٩٧) حسن

میت کو غسل دینے والے پر غسل واجب نہیں

میت کو غسل دینے والا اگر وسعت رکھتا ہے تو غسل کر لے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو یہ ضروری نہیں بلکہ وضو ہی کافی ہو جائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

((كُنَّا نَغْسِلُ الْمَيِّتَ فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ))

''ہم میت کو غسل دیتے تھے تو ہم میں سے کچھ تو غسل کر لیتے اور کچھ غسل نہیں کرتے تھے۔''

دار قطنی (۷۲/۱) صحیح

حائضہ عورت قرآن سن سکتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں ٹیک لگا لیتے اور میں حائضہ ہوتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تھے''

بخاری، الحیض، باب قرأة الرجل فی حجر امرأته وھی حائض (۲۹۷)

حائضہ عورت قرآن پڑھ بھی سکتی ہے

ایام مخصوصہ میں عرب جہلاء کی طرح آج بھی بہت سے لوگ یہ فتویٰ دے دیتے ہیں کہ ان دنوں میں عورت قرآن نہ پڑھ سکتی ہے نہ سن سکتی ہے لیکن یہ خلاف سنت ہے ہاں یہ بات درست ہے کہ عورت ان ایام میں قرآن پکڑ نہیں سکتی اور مسجد وغیرہ میں نہیں جا سکتی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ

((أَنَّهُ لَمْ يَرَ فِي الْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا))

''وہ جنبی کے لیے قرأت (قرآن) میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''

صحیح بخاری تعلیقًا، الحیض، باب تقضی الحائض المناسك کلها الا الطواف بالبیت (٤٨٥)

استاد محترم حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حائضہ اور جنبی کے متعلق دو مسئلے ہیں:

① جنبی و حائضہ کا قرآن پڑھنا، ② جنبی اور حائضہ کا قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور چھونا۔

پہلے مسئلے میں درست اور صحیح بات یہی ہے کہ جنبی اور حائضہ قرآن پڑھ سکتے ہیں کیوں کہ ان کے لیے قرأت قرآن کی مخالفت والی کوئی ایک بھی روایت پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی۔

اور دوسرے مسئلے میں صحیح اور درست قول ہے کہ جنبی اور حائضہ قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتے اور نہ ہی چھو سکتے ہیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ((لَا یَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ)) اور معلوم ہے کہ جنبی اور حائضہ طاہر نہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ﴾

احکام و مسائل (١٤٤/٢)

حائضہ بوقت ضرورت مسجد میں داخل ہو سکتی ہے

نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

((نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ))

''مجھے مسجد سے مصلیٰ پکڑاؤ''

تو انہوں نے کہا میں تو حائضہ ہوں اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ))

''تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

صحیح مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله (٢٩٩)

نفاس والی عورت کو نماز معاف ہے

نفاس ایسے خون کو کہتے ہیں جو عورت سے بچے کی پیدائش کے وقت یا بعد میں خارج ہوتا ہے اس کے احکام بھی حائضہ ہی کی طرح ہیں یعنی نفاس والی عورت روزے اور نمازیں چھوڑ دے گی پھر روزوں کی تو قضاء دے گی لیکن نمازوں کی قضاء نہیں دے گی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کوئی بھی عورت چالیس راتیں انتظار کرتی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے حالت نفاس میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے۔

صحیح ابوداؤد، الطھارۃ، باب ماجاء فی وقت النفساء (۳۰۵)

نفاس (شلیے) والی عورت بوقت ضرورت گھر سے نکل سکتی ہے

ہمارے معاشرے میں ہندوؤں سے متاثر ہو کر اکثر بزرگ خواتین کہہ دیتی ہیں کہ نفاس (شلیے) والی عورت چالیس دن تک گھر سے باہر نہیں جا سکتی جب کہ شریعت نے ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ (مفتی سعودی عرب) ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ نفاس والی عورتیں بھی دوسری عورتوں کی طرح ہی ہیں کسی ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلنے میں ان پر کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی ضرورت نہ ہو تمام خواتین کے لیے ہی گھروں میں رہنا افضل ہے۔

کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾

"اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ"

فتاویٰ اسلامیہ (۲۴۲/۱)

استحاضہ والی عورت پر کوئی پابندی نہیں

حیض اور نفاس کے علاوہ کسی بیماری وغیرہ سے جاری ہونے والا خون استحاضہ کہلاتا ہے۔

مستحاضہ عورت عام عورتوں کی طرح پاک ہے ایسی عورت خاوند کے لیے حلال ہے اور یہ نماز، روزہ تمام ارکان کی پابندی کرے گی۔

حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہوں اور میں پاک نہیں ہوتی (یعنی ہمیشہ خون جاری رہتا ہے) کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ))

"یہ صرف ایک رگ ہے حیض نہیں ہے۔"

اس لیے جب حیض کا دن آئے تو نماز چھوڑ دو سابقہ (اندازے کے مطابق) اور جب اس کی مقدار ختم ہو جائے تو اپنے بدن سے خون دھو کر نماز ادا کرلو۔

بخاري، الحيض، باب الاستحاضة (٣٠٦) والترمذي (١٠٩) وابوداؤد (٣١٠)

مستحاضہ کے لیے آسانی

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہیں شدید استحاضہ کی بیماری تھی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انہیں دو کاموں میں سے کوئی ایک اختیار کر لینے کا فرمایا: ان دونوں کاموں میں سے ایک یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم یہ طاقت رکھتی ہو کہ ظہر کو مؤخر کرلو اور عصر کو جلدی پڑھ لو اور غسل کر کے دونوں نمازیں یعنی ظہر وعصر جمع کر اور مغرب کو مؤخر کرلو اور عشاء کو جلدی پڑھ لو غسل کر کے ان دونوں نمازوں کو جمع کرلو۔ تو ایسا کرلو۔"

ابوداؤد، الطهارة، باب اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة (٢٨٧) حسن

معلوم ہوا ایسی بیماری والی عورت دو نمازوں کو اکھٹا کر کے پڑھ لے تو اسے رخصت ہے نیز ہر نماز کے لیے وضو ضروری ہے اگر غسل کر کے پڑھے تو افضل ہے۔

حائضہ پر اسلام کی مہربانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں میں جب کوئی عورت حائضہ ہو جاتی تو وہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور گھروں میں میل جول رکھنا چھوڑ دیتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ﴾ (البقرة:٢٢٢)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ))

”تم ان سے ہر طرح کا فائدہ اٹھا سکتے ہو البتہ جماع و ہم بستری نہیں کر سکتے۔“

صحیح مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله (٣٠٢) وابن حبان (١٣٥٢) والترمذی (٢٩٧٧)

نماز اور آسانیاں

جن وانس کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے اور عبادات میں اہم ترین عبادت نماز ہے یہ وہ فریضہ ہے جس کے متعلق سب سے پہلے باز پرس ہوگی۔ نماز دین کا ستون ہے اور بندہ مومن اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے۔ اسی لیے دور رسالت میں مسلمان ہونے والے کو سب سے پہلے نماز سکھائی جاتی۔(الصحیحة ۳۳۰) نماز آنکھوں کی ٹھنڈک اور تمام صغیرہ گناہوں کو مٹا دینے والی ہے اور بے نماز انسان روزِ قیامت جہنم کے عذابوں سے دوچار ترک صلاۃ کی وجہ سے کیا جائے گا۔

نماز کی ادائیگی عمر کے دسویں سال کے بعد فرض ہو جاتی ہے۔ زندگی کے آخری لمحات تک ہر صورت میں ادا کرنے کا حکم ہے ہاں اسلام نے مومن کو کئی مواقع جہاں اسے نماز کی ادائیگی میں دقت تھی آسانیاں دیں ہیں تاکہ یہ باحسن طریقہ نماز پڑھ کر رب کی خوشنودی حاصل کر سکے۔ ہم یہاں بندۂ نمازی کے لیے رخصتیں، سہولتیں اور آسانیاں ذکر کریں گے۔

تحیۃ المسجد میں رخصت

اگر وقت ہو تو تحیۃ المسجد دو رکعت نماز ادا کرنا مستحب عمل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ))

''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں ضرور پڑھے''

بخاري، الصلاة ، باب اذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين(٤٤٤)ومسلم(٧١٤)والترمذي (٣١٦)وأبو داؤد(٤٦٧)

اس طرح کی کئی ایک احادیث میں ان کی سخت تاکید ہے تاہم اگر کوئی کسی وقت نہیں پڑھ سکا تو

کوئی گناہ نہیں اس میں رخصت ہے کیوں کہ یہ نفلی نماز ہے فرض تو صرف پانچ نمازیں ہی ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں ایک روایت ہے کہ

((كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَدْخُلُوْنَ الْمَسْجِدَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ وَلَا يُصَلُّوْنَ))

''رسول اللہ ﷺ کے صحابہ مسجد میں داخل ہوتے پھر نکلتے اور وہ کوئی نماز (یعنی تحیۃ المسجد) نہیں پڑھتے تھے۔''

ابن ابی شیبة (٣٤٢٨)

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث سے پہلے یہ باب قائم کیا ہے ((الرخصة فی الجلوس فیه والخروج منه بغیر صلاة)) پھر حدیث ذکر کی ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے دو رکعتیں ادا کیں اور بیٹھ گئے تمام لوگ آئے آپ ﷺ سے بات کرتے اور چلے جاتے اسی طرح کعب کہتے ہیں کہ میں بھی حاضر ہوا اور آ کر بیٹھ گیا آپ ﷺ سے بات کی کہ کوئی عذر نہیں تھا...... آپ ﷺ نے فرمایا اٹھ چلا جا حتی کہ تیرے بارے اللہ کوئی فیصلہ کرے کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر چلا گیا۔

بخاری، المغازی، باب حدیث کعب بن مالك (٤٤١٨) والنسائی (٧٣٢)

مسجد میں کھانا کھانے کی رخصت

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كُنَّا نَاْكُلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ))

''ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجد میں روٹی اور گوشت کھایا کرتے تھے''

ابن ماجه ،الأطعمة ،باب الاكل فی المسجد (٣٣٠٠)

مسجد میں عسکری تربیت اور جنگی مشقیں کی جاسکتی ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے لیے پردہ کیے ہوئے تھے اور

((أَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ))

''میں حبشیوں کے اس جنگی کھیل کو دیکھ رہی تھی جو وہ مسجد میں کھیل رہے تھے''

بخاری، الصلاۃ، باب الخیمۃ فی المسجد للمریض (٤٦٣)

صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں۔

((يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))

''وہ مسجد نبوی میں نیزوں کے ساتھ کھیل رہے تھے''

بخاری کی ایک رویت میں ہے۔

((وَكَانَ يَوْمُ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ))

''کہ عید کے دن سوڈان کے کچھ صحابی ڈھال اور نیزوں کے ساتھ کھیل رہے تھے''

بخاری، الجہاد والسیر، باب الدرق (٢٩٠٦)

بوقت ضرورت مشرک مسجد میں داخل ہوسکتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مختصر سا دستہ کسی جہت روانہ کیا۔

((فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ قَدْ رَبَطُوْا بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ))

''یہ لوگ ایک آدمی (حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو گرفتار کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں لائے اور اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا''۔

بخاری، الصلاۃ، باب الاغتسال اذا اسلم (٤٦٩)

نبی اکرم ﷺ کا وفد ثقیف کو مسجد میں ٹھہرانا بھی اس کی دلیل ہے۔

مسجد میں اچھے اشعار پڑھنے کی اجازت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے

((لَيُنْشِدُ فِي الْمَسْجِدِ))

''وہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف گھور کر دیکھا اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

((قَدْ كُنْتُ أَنْشُدُ فِيْهِ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ))

''میں تو اس وقت بھی مسجد میں اشعار پڑھا کرتا تھا جب مسجد میں وہ ذات موجود ہوتی تھی جو تم سے افضل تھی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

بخاری، الصلاۃ، باب الشعر فی المسجد (٤٥٣) والنسائی (٧١٧)

مسجد میں لیٹنا جائز ہے

حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ:

((أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى))

''بے شک انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر چت لیٹے ہوئے دیکھا''

بخاری، الصلاۃ باب الاستلقاء فی المسجد ومد الرجل (٤٧٥) والترمذی (٢٧٦٥)

مسجد میں عورت سو سکتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

''عرب کے کسی قبیلے کے پاس ایک سیاہ فام باندی تھی جسے انہوں نے آزاد کر دیا مگر وہ ان کے ساتھ ہی رہا کرتی تھی اس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ اس قبیلے کی ایک لڑکی باہر نکلی اس پر سرخ تسموں کا ایک کمر بند تھا جسے اس نے اتار کر رکھ دیا یا وہ از خود گر گیا ایک چیل

ادھر سے گزری تو اس نے اسے گوشت خیال کیا اور جھپٹ کر لے گئی وہ کہتی ہے کہ اہل قبیلہ نے کمر بند تلاش کیا مگر کہیں سے نہ ملا انہوں نے مجھ پر چوری کا الزام لگا دیا اور میری تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ انہوں نے میری شرم گاہ کو بھی نہ چھوڑا اور کہتی ہے اللہ کی قسم! میں ان کے پاس کھڑی تھی کہ اتنے میں وہی چیل آئی اور اس نے کمر بند پھینک دیا تو وہ ان کے درمیان آ کر گرا میں نے کہا تم اس کی چوری کا الزام مجھ پر لگاتے تھے حالانکہ میں اس سے بری تھی اب اپنا کمر بند سنبھالو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر وہ لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلی آئی اور مسلمان ہو گئی۔اس کا خیمہ یا جھونپڑا مسجد میں تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ میرے پاس آ کر باتیں کیا کرتی تھی۔"

بخاری ،الصلاۃ،باب نوم المرأۃ فی المسجد(٤٣٩)

نوجوان مردوں کو مسجد میں سونے کی رخصت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ تمہارے چچا زاد کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا وہ مجھ پر ناراض ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں یہاں نہیں سوئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا دیکھو وہ کہاں ہیں وہ دیکھ کر آیا اور کہنے لگا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے ان پر ایک پہلو کے گرنے کی وجہ سے وہاں مٹی لگ گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جسم سے مٹی صاف کرتے ہوئے فرمانے لگے۔

"اے ابوتراب اٹھو۔"!

بخاری ،الصلاۃ،باب نوم الرجل فی المسجد (٤٤١)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں سویا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کہتے ہیں۔

((كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ وَنَقِيْلُ فِيْهِ وَنَحْنُ شَابٌّ))

''ہم زمانہ رسالت میں مسجد میں سوتے اور اسی میں قیلولہ بھی کرتے تھے اور ہم نوجوان تھے''

ترمذی، الصلاۃ ،باب ماجاء فی النوم المسجد (۳۲۱)وابن ماجه ،المساجد، باب النوم فی المسجد(۷۵۱)

مسجد میں کھڑکی اور گزرگاہ رکھنے کی اجازت ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کہ بے شک اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہے یا جو اللہ کے پاس ہے اسے اختیار کر لے تو اس نے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بوڑھا کس لیے روتا ہے

بات تو صرف یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندے کو دنیا یا آخرت دونوں میں سے جسے چاہے پسند کرنے کا اختیار دیا ہے پس اس نے آخرت کو پسند کیا ہے تو اس میں رونے کی کیا بات ہے..؟

مگر بعد میں یہ راز کھلا کہ بندے سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب میں سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر تم مت روؤ میں لوگوں میں سے کسی کے مال اور صحبت کا اتنا زیر بار نہیں جتنا ابو بکر صدیق کا ہوں۔ اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن اسلامی اخوت و محبت ضرور ہے۔ دیکھو مسجد میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔

بخاری، الصلاۃ ،باب الخوخة والممر فی المسجد (٤٦٦)

کعبہ اور دیگر مساجد کے لیے دروازے اور تالا لگانے کی رخصت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے (چابی بردار) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے بیت اللہ کا دروازہ کھول دیا پھر رسول اللہ ﷺ حضرت بلال، اسامہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما اندر گئے بعد میں دروازہ بند کرلیا گیا آپ وہاں تھوڑی دیر رہے پھر سب باہر نکلے خود ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں جلد اٹھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی میں نے پوچھا کس مقام پر تو انہوں نے کہا دونوں ستونوں کے درمیان میں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: یہ بات پوچھنے سے رہ گئی کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعات پڑھی تھی۔

بخاری ،الصلاۃ، باب الابواب والغلق للکعبۃوالمساجد(٤٦٨)

قبر کو اکھاڑ کر اس کی جگہ مسجد بنانے کی رخصت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں ایک گرجا دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کی عادت تھی کہ ان میں اگر کوئی نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد اور تصویریں بنا دیتے" قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

بخاری، الصلاۃ ،باب هل تنبش قبور مشرکی الجاهلیۃویتخذ مکانها..(٤٢٧)

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی ابْنَیْ بَیْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ))

"اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی"

مسلم،الجنائز ،باب الصلاۃ علی الجنائز فی المسجد (٢٢٥٣) ابن ماجه ،(١٥١٨)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((صَلّٰی عَلٰی عُمَرَ فِی الْمَسْجِدِ))

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی گئی''

مؤطا امام مالك(١ / ٢٣٠)وابن أبي شيبة(٣ / ٤٤)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مسجد میں نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مسجد سے باہر ادا کی جائے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اکثر ایسے ہوتا تھا۔

احکام الجنائز ص(١٣٥)

مسجد میں نماز عید پڑھنے کی رخصت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید مداومت کے ساتھ آبادی سے باہر نکل کر ادا کی ہے۔جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى اِلَى الْمُصَلّٰى))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف باہر نکلتے تھے''

بخاري ،الجمعة ،باب الخروج الى المصلىٰ بغير منبر (٩٥٦)ومسلم (٨٨٩)

مسجد میں نماز عید کی ادائیگی کے سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح سند سے روایت ثابت نہیں البتہ ایک روایت بضعف سند موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''ایک عید کے موقع پر لوگوں کو بارش نے آلیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز عید مسجد میں پڑھادی''

ضعيف أبي داؤد ،الصلاة، باب يصلى بالناس العيد فى المسجد اذا كان يوم مطر (٢٤٨)
وضعيف ابن ماجه (٢٧٠)

لیکن کسی عذر کی بناء پر مسجد میں نماز عید پڑھنے کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف نے اجازت دی ہے۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھی جا سکتی ہے۔''

بیہقی (۳/۳۱۰)

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''سنت یہ ہے کہ نماز عید کے لیے عید گاہ کی طرف نکلا جائے، تاہم عذر کی صورت میں نماز مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے۔''

شرح السنة (٤/٢٩٤) والمغنی (٣/٢٦٠)

☆ امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عید کے دن بارش ہونے کی بناء پر لوگوں کو مسجد میں نماز عید پڑھائی۔''

المحلیٰ (٥/١٢٨)

☆ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''اگر علاقے کی مسجد وسیع اور کشادہ ہو تو وہاں نماز عید ادا کی جا سکتی ہے۔''

نیل الأوطار (٢/٥٩١) وفتح الباری (٣/١٢٦)

مسجد میں لیٹنے کی رخصت

اگرچہ مساجد اللہ کا گھر اور عبادت کی خاص جگہیں ہیں تاہم شریعت نے رخصت دی ہے کہ بوقت ضرورت اس میں لیٹا اور سویا جا سکتا ہے۔

حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے چچا نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر چت لیٹے ہوئے دیکھا۔

بخاری، الصلاة، باب الاستلقاء فی المسجد ومد الرجل (٤٧٥) وأبوداؤد (٤٨٦٦)

مریض کے لیے مسجد میں خیمہ وغیرہ لگانے کی رخصت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ غزوہ خندق میں سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوادیا تا کہ قریب سے ان کی تیمارداری کر سکیں۔

بخاری، الصلاۃ، باب الخیمۃ فی المسجد للمرضیٰ وغیرہم (٤٦٣)

بوقت ضرورت عورت مسجد میں رہ سکتی ہے

اگر کسی فتنہ وفساد کا ڈر نہ ہو تو عورت مسجد میں رہ سکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک سیاہ رنگ کی لڑکی کا خیمہ مسجد میں تھا اور وہ میرے پاس باتیں کرنے کے لیے آجایا کرتی تھی۔

بخاری، الصلاۃ، باب نوم المرأۃ فی المسجد (٤٣٩)

بارش میں گھر نماز پڑھنے کی رخصت

بارش کے موسم میں سخت بارش کی صورت میں جب آمد و رفت کا مسئلہ ہو تو نماز گھر میں ادا کی جاسکتی ہے نیز برفانی علاقہ جات میں سخت سردی کے موسم میں بھی اس سہولت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ))

"جب رات سخت سرد اور برساتی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موذن کو حکم دیتے کہ وہ یہ کہے "خبردار! گھروں میں نماز پڑھ لو۔"

بخاری، الأذان، بَاب هَلْ يُصَلِّي الْإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ (٦٢٦) ومسلم (٦٩٧) وابوداؤد (١٠٦١)

ایسے موسم میں مؤذن دوران اذان ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ'' کی جگہ ''أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ'' کہے۔ بخاری، الأذان (٦٦٨)

بول و براز کی حاجت والے کے لیے رخصت

اگر کسی انسان کو بول و براز کی حاجت ہو تو اسے اسلام نے رخصت دی ہے کہ وہ اپنی حاجت سے فارغ ہو اور پھر نماز پڑھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ))

''جب کھانا حاضر ہو اور پیشاب و پاخانہ تنگ کر رہے ہوں تو اس وقت نماز جائز نہیں''

صحیح مسلم، المساجد، باب کراهية الصلاة بحضره الطعام

یعنی پہلے کھانا کھا لے یا حاجت سے فراغت پا لے پھر نماز پڑھے۔

قبلہ کی تعیین نہ ہو تو...... رخصت

تمام مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ ہے اسی کی سمت نماز پڑھنے کا حکم ہے لیکن اگر آدمی مسافر ہے یا کسی ایسی جگہ پر کہ اسے قبلہ کی تعیین کا علم نہیں ہے اس کی تعیین کی کوشش کرے نہیں تو اسلام نے اس کے لیے آسانی رکھی ہے کہ جس جانب دل مطمئن ہو نماز پڑھ لے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اندھیری رات کی وجہ سے ہمیں قبلہ کی سمت معلوم نہ ہوئی ہر شخص نے اپنے ذہن کے مطابق نماز ادا کر لی۔ صبح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات پیش کی گئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ (البقرة:١١٥)

''اور مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے۔ تو جدھر تم رخ کرو ادھر اللہ کی ذات ہے''

سنن الترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی الرجل یصلی لغیر القبلۃ فی ...... (۳۴۵) حسن

اوقات نماز میں رخصت

نماز اول وقت میں پڑھنا سب سے افضل عمل ہے۔تاہم اسلام نے ہر نماز کا اول اور آخر وقت متعین کر دیا ہے تا کہ ادائیگی نماز میں دقت نہ ہو۔

۱۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔

۲۔نماز ظہر کا وقت سورج کے زوال سے لے کر آدمی کا سایہ (اصل سائے کے علاوہ) اس کے قد کے مطابق ہو جانے تک ہے۔

۳۔ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہونے سے لے کر سورج زرد ہونے تک نماز عصر کا وقت ہے۔ (دوسری روایت میں آخیر وقت غروب آفتاب سے قبل تک ہے)

۴۔نماز مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے سرخی غائب ہونے تک ہے۔

۵۔نماز عشاء کا وقت (سرخی غائب ہونے سے) ٹھیک آدھی رات تک ہے۔

صحیح مسلم، المساجد، باب اوقات الصلوات الخمس ۶۱۲۰)

موسم گرما اور سرما میں رخصت

اللہ تعالیٰ نے گرمی کے موسم میں نماز کو ذرا تاخیر سے پڑھنے میں رخصت اور آسانی دی ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جب گرمی کی شدت ہو تو نماز (ظہر) کو ذرا ٹھنڈا وقت ہونے پر ادا کرو۔

صحیح بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر (۵۳۳)

کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکنے والے کے لیے رخصت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ))

''کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لو اور اگر بیٹھ کر بھی پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرلو۔''

صحیح بخاری، التقصیر، باب اذا لم یطق قاعدًا صل علی جنب (۱۱۱۷)

نماز میں ہاتھ باندھنے میں رخصت

حالت قیام میں آدمی سینے پر ہاتھ پر ہاتھ رکھے یا ہاتھ کو کلائی یا بازو پر رکھے سب درست ہے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ))

''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر کلائی پر اور بازو پر رکھا۔''

سنن ابی داؤد، الصلاۃ، باب رفع الیدین فی الصلاۃ (۷۲۷) صحیح

یعنی تینوں طریقوں سے ہاتھ باندھنے کی رخصت ہے۔

حائضہ عورت کو نماز کی رخصت

حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

((فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ))

''جب کچھ حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو''

صحیح بخاری، الحیض، باب الاستحاضۃ (۳۰۶)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ))

''کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نہ وہ نماز پڑھتی ہے اور نہ وہ روزہ رکھتی ہے۔''

صحیح بخاری، الحیض، بات ترک الحائض الصوم (۳۰۴)

خواتین اسلام پر اسلام کی مہربانیوں میں سے ایک مہربانی ہے کہ ان ایام مخصوصہ میں ان کو نماز کی رخصت دی ہے اور روزوں کی بھی لیکن ان دونوں سہولتوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ روزوں کی بعد میں قضا دی جائے گی جب کہ نماز کی قضا نہیں ہے۔ (الحمد للہ علی ذالک)

صرف پانچ نمازیں فرض ہیں

امت محمدیہ ﷺ کے لیے خاص انعام ہے کہ اس پر صرف فرضی نمازیں پانچ ہیں اور ثواب پچاس کا ملتا ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ!

((أَخْبِرْنِي مَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ))

''مجھے بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نماز کا کتنا حصہ فرض کیا ہے؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ))

''صرف پانچ نمازیں فرض ہیں اس کے علاوہ نفلی طور پر تم نماز ادا کر سکتے ہو۔''

مؤطا، النداء للصلاة، باب جامع الترغیب فی الصلاة (۱/۱۷۵) وابوداؤد (۳۹۱) صحیح

کیا سنتیں بھی فرض ہیں......؟

اسلام کی طرف سے دی گئی آسانیوں میں سے بہت بڑی آسانی یہ ہے کہ بندے پر پانچوں نمازوں کے فرائض پڑھنا ضروری ہیں (یعنی دو رکعتیں نماز فجر، چار رکعتیں نماز ظہر، چار رکعتیں نماز عصر، تین رکعتیں نماز مغرب اور چار رکعتیں نماز عشاء) جب کہ ان تمام نمازوں کی سنتیں انسان کے لیے زائد اور اضافی چیزیں ہیں اگر پڑھ لے تو ثواب نہ پڑھے تو گناہ گار نہیں ہوگا البتہ یہ سنتیں اور نوافل اس کی فرائض کی کمی کو ضرور پورا کرنے میں معاون ہوں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بندے سے روز قیامت سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر نماز مکمل تو ٹھیک ورنہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ میرے بندے کے اعمال نامے میں نوافل تلاش کرو۔ پھر اگر اس کے اعمال نامے میں نوافل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ

((أَكْمِلُوا بِهَا الْفَرِيضَةَ))

''ان کے ساتھ فرائض کی کمی کو پورا کردو۔''

سنن النسائی، الصلاة، باب المحاسبة على الصلاة (٤٦٨) صحيح

چھوٹے بچوں کو نماز کی رخصت

چھوٹے بچے مرفوع القلم ہیں یہ احکامات الٰہیہ کے پابند نہیں حتیٰ کہ بالغ ہو جائیں کیوں کہ بلوغت سے پہلے بچے مکلّف نہیں۔

عمرو بن شعیب اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا))

''اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز چھوڑنے پر مارو۔''

سنن ابی داؤد، الصلاة، باب مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ (٤٩٥) صحيح

کیا اذان کے لیے وضو ضروری ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤَذِّنُ إِلَّا مُتَوَضِّئٌ))

''اذان صرف باوضو آدمی ہی دے۔''

ترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ الاذان بغیر وضوء (۲۰۱)

یہ روایت سخت ضعیف ہے (ارواء الغلیل (۱/ ۲٤۰)

اذان کے لیے وضو شرط نہیں البتہ افضل واولیٰ یہی ہے کہ آدمی حالت طہارت میں اذان دے لیکن یہ فرض نہیں کیوں کہ اس سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث ہمارے علم میں نہیں۔ اسی طرح کا قول ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ محلی لابن حزم (۳/ ۹۰)

نمازی کے لباس میں سہولت

اگر عمدہ اور وافر لباس موجود ہوں تو بہترین لباس میں نماز کی ادائیگی کو آنا چاہیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

''ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کیا کرو'' [الاعراف:۳۱]

ساتھ ساتھ یہ بھی سہولت ہے کہ اگر انسان کے پاس تنگی اور وسعت نہ ہو تو صرف اپنا ستر ڈھانپ کر انسان نماز پڑھ لے تو دربار الٰہی میں قبول ہوگی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کپڑا تنگ ہو تو اس کے ساتھ ازار (تہہ بند) باندھ لو۔''

بخاری، الصلاۃ، باب اذا کان الثوب ضیقًا (۳٦۱) ومسلم (۳۰۱۰)

جوتوں سمیت نماز پڑھنے کی رخصت

جوتوں، موزوں سمیت نماز پڑھنا رخصت اور سہولت ہے ہمیشہ معمول بنا لینا درست نہیں۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ:

((أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِيْ نَعْلَيْهِ))

''کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔''

تو انہوں نے جواب دیا:

((نَعَمْ))

''ہاں''

صحیح بخاری، الصلاۃ، باب الصلاۃ فی النعال (۳۸٦ (۵۸۵) والترمذی (٤٤٠)

چراگاہوں اور باڑوں میں نماز پڑھنے کی رخصت

بھیڑ بکریوں کے باڑوں وغیرہ میں نماز پڑھی جا سکتی ہے جب کہ اونٹوں کے باڑوں میں نماز ادا کرنا منع ہے۔

((صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ))

''بھیڑ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لو لیکن اونٹوں کے باڑوں میں نماز مت پڑھو۔''

ترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء فی الصلاۃ فی مرابض الغنم..... (۳٤۸) صحیح

نماز میں قرأت قرآن میں آسانی

ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کوئی سورت ضرور پڑھتے تھے۔ مثلاً عموماً آپ نماز فجر میں ساٹھ سے سو تک آیات تلاوت کرتے۔ سورہ ق یا اذا الشمس کورت وغیرہ تلاوت فرماتے۔

نماز ظہر وعصر میں (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى) (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى) (هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ) وغیرہ پڑھتے۔

نماز مغرب میں سورہ طور (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) اور (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) وغیرہ

نماز عشاء میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى) (وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا) (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى) (وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ) (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ)

یعنی یہ عموماً آپ ﷺ کا عمل تھا جب کہ پابندی نہیں بلکہ آسانی دی ہے کہ تم جو بھی میسر ہو فاتحہ کے ساتھ قراءت کر سکتے ہو کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾

''پس جو قرآن مجید سے میسر آئے وہ پڑھ لو'' [سورة المزمل: ٢٠]

ان پڑھ کے لیے ایک سہولت

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا بلاشبہ مجھے قرآن سے کچھ بھی یاد نہیں ہے لہٰذا آپ مجھے وہ چیز سکھا دیجیے جو مجھے کفایت کر جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَاللهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

سنن ابی داؤد، الصلاة، باب ما یجزی .... (٨٣٢) والنسائی (١٤٣/٢) وصحیح ابی داؤد (٧٣٢) صحیح

قرآن نماز میں دیکھ کر بھی پڑھ سکتے ہو

سعودی عرب کی افتاء کمیٹی کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی آدمی قرآن زبانی نہیں پڑھ سکتا تو وہ اوپر سے دیکھ کر فرائض ونوافل میں پڑھ سکتا ہے۔

فتاوٰی اللجنة الدائمة (٣٩٦/٦)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام ذکوان انہیں امامت قرآن سے دیکھ کر کراتا تھا۔

بخاری تعلیقا (٩٦/١)

تشہد بیٹھنے میں سہولت

معاشرے میں مختلف جسامت کے افراد رہتے ہیں جن کے لیے بیٹھنے میں ایک ہی طرح سے بیٹھنا بسا اوقات دشوار ہو جاتا ہے تاہم شریعت نے دوران نماز تشہد کرتے وقت بیٹھنے کے لیے کئی ایک طریقے بتلائے ہیں تا کہ ہر آدمی بآسانی تشہد میں بیٹھ سکے۔ یہاں تین طریقے قابل ذکر ہیں۔

پہلا طریقہ

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ))

"جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھ کر (تشہد کے لیے) بیٹھتے تو بایاں پاؤں زمین پر بچھا لیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آخری رکعت میں (تشہد کے لیے) بیٹھتے تو بایاں پاؤں (دائیں ران کے نیچے سے) آگے بڑھا دیتے اور بایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور سرین پر بیٹھ جاتے۔"

بخاری، الأذان، باب سنة الجلوس فی التشهد (۸۲۸) وابوداؤد (۷۳۰) والترمذی (۳۰۴)

دوسرا طریقہ

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

((فَإِذَا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَفْضَى بِوَرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ))

"جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت میں ہوتے تو اپنے بائیں چوتڑ کے ساتھ زمین پر بیٹھ جاتے اور اپنے دونوں قدموں کو ایک جانب سے نکال لیتے۔"

سنن ابی داؤد، الصلاۃ، باب افتتاح الصلاۃ (۷۳۱) صحیح

تیسرا طریقہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ جَعَلَ قَدَمَهُ

الْيُسْرَى بَيْنَ فَخِذِهِ وَسَاقِهِ وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى))

''رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کوران اور پنڈلی کے درمیان میں کر لیتے اور داہنا پاؤں بچھا لیتے۔''

صحیح مسلم، الصلاۃ، باب صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ (۵۷۹)

پہلے تشہد میں درود کی رخصت

شیخ زبیر علی زئی ؒ اپنی کتاب مختصر صحیح نماز نبوی میں فرماتے ہیں کہ: پہلے تشہد میں درود پڑھنا انتہائی بہتر اور موجب ثواب ہے عام دلائل میں ''قُوْلُوا'' کے ساتھ حکم آیا ہے کہ درود پڑھو اس حکم میں آخری تشہد یا پہلے تشہد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ (نیز دیکھئے سنن النسائی ۴/۲۴۱ ح ۱۲۷۲/۲ والسنن الکبریٰ ۲/ ۴۹۹، ۵۰۰ وسندہ صحیح) تاہم اگر کوئی شخص پہلے تشہد میں درود نہ پڑھے اور صرف التحیات پڑھ کر ہی کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے التحیات (عبدہ ورسولہ تک) سکھا کر فرمایا: ''پھر اگر نماز کے دوران (اول تشہد) میں ہو تو (اٹھ کر) کھڑا ہو جائے'' (مسند احمد ۱/ ۴۵۹ ح ۴۳۸۲ وسندہ حسن)

تشہد میں دعاؤں میں آسانی

تشہد میں التحیات اور پھر درود اور اس کے بعد حسب منشاء کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے جو سنت سے ثابت ہے۔ کسی ایک دعا کے پڑھنے کو شریعت نے لازم قرار نہیں دیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو))

''تشہد اور درود کے بعد دعاؤں میں سے جو دعا اسے زیادہ پسند ہو وہ دعا کرے۔''

بخاری، الأذان، باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشهد (۸۳۵)

ادعیہ ماثورہ میں سہولت

تکبیر تحریمہ، رکوع، سجدہ وغیرہ میں نبی کریم ﷺ نے مختلف دعائیں پڑھی ان تمام جگہوں میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت دعاؤں میں سے کوئی بھی دعا پڑھ لی جائے تو درست ہے کوئی پابندی نہیں۔

دوران نماز دی گئی چند سہولتیں

ا۔ اگر کوئی موذی جانور، چرند پرند یا بچھو، سانپ وغیرہ دوران نماز آدمی کو نقصان پہنچانا چاہے تو وہ دوران نماز ہی اسے مار سکتا ہے اسے اجازت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نماز میں دو سیاہ جانوروں یعنی سانپ اور بچھو کو مار دیا کرو''

ابوداؤد، الصلاۃ، باب العمل فی الصلاۃ (۹۲۱) صحیح

۲۔ بوقت ضرورت دوران نماز کچھ آگے پیچھے ہوا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور دروازہ بند ہوتا پس میں آ کر دروازہ کھلواتی (یعنی کھٹکھٹاتی) تو آپ ﷺ چل کر دروازہ کھولتے پھر نماز گاہ کی طرف لوٹ جاتے۔''

ابوداؤد، الصلاۃ، باب العمل فی الصلاۃ (۹۲۲) حسن

۳۔ دوران نماز اگر کسی کو مطلع کرنا ہو ہاتھ لگا کر اطلاع دی جا سکتی ہے یا کھانسی، کھنکارا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں آپ ﷺ کے ساتھ لیٹی ہوتی جب آپ سجدے کا ارادہ فرماتے تو اپنا ہاتھ میری ٹانگ پر رکھتے تاکہ سجدے کی جگہ کو چھوڑ دوں (فرماتی ہیں یہ ان دنوں کی بات ہے جب گھروں میں چراغ وغیرہ

نہیں ہوتے تھے)

صحیح بخاری، الصلاۃ، باب الصلاۃ علی الفراش (۳۸۲) ومسلم (۵۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے میرے دو اوقات تھے۔ جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ ﷺ مجھے مطلع کرنے کے لیے کھنکار دیتے۔

ابن ماجة، الأدب، باب الاستئذان (۳۷۰۱) ضعیف

۴۔ اگر کسی کو کھانسی یا بلغم کی شدید شکایت ہو تو وہ دوران نماز اسے کسی کپڑے کے پہلو میں تھوک سکتا ہے اور پھر اسے مل دے۔

حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((بَزَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبِهِ وَحَكَّ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ))

''آپ ﷺ نے اپنے کپڑے میں تھوکا پھر اس کے کچھ حصے کو کچھ دوسرے حصے کے ساتھ مل دیا۔''

ابوداؤد، الطهارة، باب الصلاۃ یصیب الثوب (۳۸۹) صحیح

۵۔ ان تمام رخصتوں اور آسانیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دوران نماز کوئی اچانک حادثہ پیش آ جائے مثلاً کوئی ڈوب رہا ہے اس کو بچانا، کوئی جل رہا ہے اس کی مدد کرنا وغیرہ تو انسان نماز کو مؤخر کر کے پہلے اس کی مدد کرے۔ کیوں کہ نماز بعد میں بھی ادا کی جا سکتی ہے جب کہ جان کو بعد میں بچانا مشکل امر ہے۔

اس کو سمجھنے کے لیے واقعہ جریج کا مطالعہ بھی مفید ہے کہ جریج ایک بنی اسرائیل کا ولی تھا تو ان کی والدہ نے جب بلایا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے والدہ دو تین دن آتی رہی اور وہ نماز میں ہوتا نماز جاری رکھتا نہ مختصر کرتا نہ ختم کرتا۔ ماں روٹھ کر چلی جاتی اس نے والدہ کی بات نہ سنی جس کی وجہ سے اسے انجام بد سے گزرنا پڑا اس پر زنا کی تہمت لگی لوگوں نے رسوا کیا حتی کہ اللہ نے مدد کر

کے اسے عزت دلائی۔

صحیح بخاری، (۲۳۵۰)

دوران نماز سلام کا جواب دیا جا سکتا ہے مگر......!

بعض لوگوں نے اسلام کی اس دی ہوئی رخصت کا خوب مذاق اڑایا اور اسے ترک کرنے کی خوب تلقین بھی کی جب کہ اللہ ہمیں کوئی نیکی کمانے کا موقع دیتا ہے تو اس سے کسی کا کیا جاتا ہے۔ آیئے حدیث پڑھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دوران نماز جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کیسے جواب دیتے تو انہوں نے کہا

((يَقُوْلُ هٰكَذَا وَبَسَطَ كَفَّهُ))

''اس طرح کرتے اور اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔''

ابوداؤد، الصلاة، باب رد السلام في الصلاة (۹۲۷) والترمذی (۳٦٦) صحیح

یعنی دوران نماز جس حالت میں بھی ہو ہاتھ کو ہلکا سا اٹھا کر رکھ لے یہی سلام کا جواب ہے۔

دوران نماز امام کو لقمہ دینے کی اجازت ہے

دوران نماز امام اگر بھول جائے تو اسے یاد دلا دینا نماز کے لیے مفسد نہیں ہے بلکہ اس کی اجازت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((كُنَّا نَفْتَحُ عَلَى الْأَئِمَّةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))

''ہم عہد رسالت میں اماموں کو لقمہ دیا کرتے تھے۔''

مستدرك حاكم (۲۷٦/۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي))

''جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کروا دیا کرو۔''

بخاری، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان (٤٠١)

یاد کروانے کا طریقہ یہ ہے کہ بھولا ہوا لفظ بتا دیا جائے۔ یا مرد سبحان اللہ اور عورتیں تالی بجا دیں تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکے۔ بعض لوگ بجائے سختی کرتے ہوئے اسے برا سمجھتے ہیں یہ درست نہیں۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ پر قرأت مشتبہ ہوگئی تو نماز کے بعد آپ ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟

سنن ابی داؤد، الصلاة، باب الفتح على الامام فى الصلاة (٩٠٨) حسن

دوران نماز کسی وجہ سے امام تبدیل ہو سکتا ہے

اگر دوران نماز امام کسی وجہ سے امامت سے قاصر ہو جائے تو پیچھے کھڑے مقتدیوں میں سے کوئی بھی آگے بڑھ کر نماز مکمل کروا سکتا ہے۔

جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر نماز میں قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے پیچھے کھڑے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا اور انہوں نے نماز مکمل کرائی۔

بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (٣٧٠٠)

امام اگر کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھا سکتا ہو تو......!

امام اگر کسی عذر کی بناء پر کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتا تو بیٹھ کر پڑھا دے لیکن مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں ایک دن بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگوں نے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔

بخاری، الأذان، باب الرجل يأتم بالإمام ويأتم الناس بالمأموم (٧١٣) ومسلم (٤١٨)

امام اپنا مکبر رکھ سکتا ہے

اگر سپیکر وغیرہ کی سہولت نہ ہو اور امام کی آواز تمام لوگوں تک نہ پہنچ رہی ہو تو امام کے پیچھے کوئی آدمی اس کی آواز کو دوسروں تک پہنچا سکتا ہے تاکہ وہ امام کی اقتدا کر سکیں۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے مرض وفات میں جماعت کروائی اور کمزوری کی وجہ سے آواز لوگوں تک نہیں پہنچ رہی تھی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی آواز کو لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔

بخاری، الأذان، باب من أسمع الناس تكبير الإمام (۷۱۳) ومسلم (٤١٣)

امام اگر نفل پڑھ رہا ہے تو فرض

اگر امام نفل پڑھ رہا ہو تو آدمی اس کے پیچھے فرض نماز پڑھ سکتا ہے یہ باجماعت نماز کا ثواب پانے کے لیے شریعت نے آدمی کو سہولت دی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشَاءَ الْآخِرَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى قَوْمِهِ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ))

''بلاشبہ معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھتے تھے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹتے تو انہیں یہی نماز پڑھاتے تھے۔''

بخاری، الأذان، بَاب إِذَا طَوَّلَ الْإِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ فَصَلَّى (۷۰۰) وابوداؤد (۷۹۰)

بعض لوگ ایسا کرنا درست نہیں سمجھتے ان کا کہنا ہے کہ امام اور مقتدی کی نیت ایک ہونی چاہیے اور دلیل میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَخْتَلِفُوْا عَلٰى إِمَامِكُمْ))

''اپنے امام سے اختلاف مت کرو۔''

المجمع (۸۱/۲) وكشف الأستار للبزار (٤٧٤)

جب کہ یہ روایت سخت ضعیف ہے اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم مکی راوی ضعیف ہے۔

تقریب التهذیب (ص/١٤٤)

امام اگر فرض پڑھا رہا ہے اور نفلی پڑھنے......!

اگر امام فرض نماز پڑھا رہا ہے اور تم نفلی نماز پڑھنا چاہتے ہو تو امام کی اقتدا میں پڑھ سکتے ہو تو درست ہے۔

نبی ﷺ نے ایک دفعہ نماز پڑھائی تو دیکھا پیچھے دو آدمی ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ ﷺ نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہم گھر نماز پڑھ چکے ہیں اس لیے دوبارہ نماز نہیں پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ))

''اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہو پھر امام کو ملے ہو اور امام نے ابھی نماز نہ پڑھائی ہو تو اس کے ساتھ تم بھی نماز پڑھ لو یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔''

ترمذی، الصلاة، بَاب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ ثُمَّ يُدْرِكُ الْجَمَاعَةَ (٢١٩) وابوداؤد (٥٧٥) صحیح

فجر کی سنتیں فرض نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہیں

نماز فجر کی دو رکعتیں سنن فرضوں سے پہلے ہی پڑھنی چاہیے لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو آدمی فوراً بعد میں یا سورج طلوع ہونے کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے اس کی رخصت ہے۔

حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور اقامت ہو گئی تھی تو میں نے آپ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر جب نبی کریم ﷺ نے نماز ختم کی تو مجھے دیکھا کہ میں نماز پڑھنے لگا ہوں تو

فرمایا: ''اے قیس! کیا دو نمازیں اکٹھی پڑھنے لگے ہو؟''

میں نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھیں (وہ پڑھنے لگا ہوں)

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں''۔

ترمذی، الصلاة، باب ما جاء فیمن تفوته الرکعتان..... (٤٢٢) صحیح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَي الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ))

''جس نے فجر کی دو سنتیں نہ پڑھیں وہ سورج طلوع ہونے کے بعد یہ دو رکعتیں پڑھ لے۔''

ترمذی، الصلاة، باب ما جاء فی إعادتهما بعد طلوع الشمس (٤٢٣). وابن خزیمة (١١١٧) صحیح

نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت ہے

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ))

''نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعات پڑھو اور تیسری مرتبہ فرمایا: جس کا دل چاہے پڑھے۔''

بخاری، الجمعة، باب الصلاة قبل المغرب (١١٨٣)

نبی کریم ﷺ خود بھی یہ دو سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ حدیث میں ہے۔

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ))

''نبی کریم ﷺ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا فرمائیں''

الاحسان لابن حبان (١٥٨٦)

دورانِ خطبہ جمعہ اونگھ آئے تو......!

تھکاوٹ اور موسم کے اثرات کے باعث بسا اوقات دورانِ خطبہ نیند آنے لگتی ہے اور آدمی قرآن وسنت کی آواز سننے سے محروم ہو جاتا ہے اور حرکت کرنا بھی دورانِ خطبہ منع کیا گیا ہے

تاہم اسلام نے یہ رخصت رکھی ہے کہ ایسی حالت میں آدمی حرکت کر سکتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ))

''جمعہ کے روز جب تم میں سے کسی کو (مسجد میں) اونگھ آئے تو اپنی جگہ تبدیل کر لے۔''

ترمذی، الصلاة، باب فی من ینعس یوم الجمعة أنه یتحول من مجلسه (٥٢٦). وأبوداؤد (١١١٩) صحیح

دو نمازیں اکٹھی پڑھنے کی رخصت

بامر مجبوری یا سفر میں دو نمازوں کو اکٹھا کرنا بااختلاف جائز ہے لیکن کبھی کبھار حضر میں بھی آدمی کسی ضرورت کے پیش نظر دو نمازیں اکٹھی کر کے پڑھ لے تو درست ہے، رخصت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بغیر خوف اور بغیر سفر کے ظہر وعصر کو اکٹھا کر کے پڑھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بارش اور خوف کے بغیر نمازیں جمع کیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی مرض اور علت (ضرورت) کے دو نمازیں جمع کیں۔

مسلم، صلاة المسافرین وقصرها، باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر (٥٠) (٧٠٥) (٥٤) والطبرانی کبیر (١٢/١٢٧) (١٢٨٠٧) حسن

نوٹ: نمازیں اکٹھی کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی پہلی نماز کو مؤخر اور دوسری نماز کو تھوڑا سا مقدم کر کے پڑھے۔

کمزور مقتدیوں کے لیے اسلام کی آسانی

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ لوگوں کو لمبی نماز پڑھاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کیا

لوگوں کو فتنوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ بخاری، الأذان (٧٠٥)

مراد یہ ہے کہ امام کو چاہیے کہ پیچھے نماز پڑھنے والوں کا خیال رکھ کر نماز کو لمبا اور چھوٹا کرے، نماز کے لمبا اور چھوٹا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرأت لمبی یا مختصر کرے نہ کہ رکوع وسجود بلکہ باقی تمام ارکانِ نماز کو خشوع وخضوع، اطمینان واعتدال کے ساتھ کرنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ))

''جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرائے تو اسے (قرأت میں) تخفیف کرنی چاہیے اس لیے کہ مقتدیوں میں بچے، بوڑھے، کمزور اور حاجت مند لوگ بھی ہوتے ہیں ہاں اکیلا نماز پڑھے تو پھر جس طرح چاہے پڑھے۔''

بخاری، الأذان، باب إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء (٧٠٣) ومسلم (٤٦٧)

دوسری جماعت کی رخصت ہے مگر

ایک ہی مسجد میں دوسری جماعت کی اجازت ورخصت ہے لیکن اس کو معمول بنا کر پہلی جماعت کی اہمیت کو کم کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''کیا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ نماز ادا کرے۔''

ابوداؤد، الصلاة، باب الجمع في المسجد مرتين (٥٧٤) صحيح

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے فرمایا کیوں کہ اگر کوئی باجماعت نماز پڑھے گا تو اسے ستائیس (۲۷) گنا زیادہ ثواب ملے گا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں۔

بخاري، الأذان، باب فضل صلاة الجماعة (٦٤٥)

بچہ بھی امامت کرواسکتا ہے

حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے:

''ارے! تو عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ملا..؟ عمرو سے ملاقات ہو تو اس سے امامت والا واقعہ تو سننا۔'' اب میں عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے جاملا اور اس سے مذکورہ واقعے کے بارے میں پوچھنے لگا۔ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ مجھے بتانے لگا: ''بات یوں ہے کہ ہم لوگ ایک چشمے پر رہا کرتے تھے وہ ایسی جگہ تھی کہ آنے جانے والے مسافر وہاں سے گزرتے تھے۔ سوار لوگ بھی ہمارے پاس آتے ہوئے ٹھہرتے تھے۔ ہمارے لوگ ان مسافروں سے پوچھتے کہ یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہتا ہے اور لوگ ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ اس پر وہ بتلاتے کہ وہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس کی طرف وحی کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دلیل کے طور پر قرآن کا کوئی مقام بھی پڑھ دیتے۔ میں یہ کلام سنتا تو اسے حفظ کر لیتا۔ یہ کلام میرے دل کو خوبصورت لگتا تھا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ عرب کے عام لوگ مکہ کی فتح تک اسلام قبول کرنے سے رکے ہوئے تھے، وہ کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی قوم کو باہم لڑنے دو، اگر تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان پر غالب آ گئے تو وہ واقعی سچے نبی ہوں گے۔

چنانچہ اس سوچ کے تحت جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم کے لوگ اسلام قبول کرنے کے لیے دوڑ پڑے۔ ہمارا قبیلہ بھی دوڑا۔ میرے والد صاحب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیے آئے، پھر جب مکہ میں اسلام قبول کر کے واپس آئے تو آکر اپنے لوگوں سے کہنے لگے: ''میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر تمہیں بتلاتا ہوں کہ میں جس نبی کو مل کر تمہارے پاس آیا ہوں وہ نبی سچے نبی ہیں۔ اور پھر کہنے لگے: ''انہوں نے کہا ہے، فلاں نماز! فلاں وقت پر اور اس اس طرح پڑھنا شروع کرو اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان کہے اور پھر امامت وہ

کروائے جس کو تم لوگوں میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو۔"

اب لوگ جائزہ لینے لگے کہ کس کو سب سے زیادہ قرآن یاد ہے۔ مجھ سے بڑھ کر تو کوئی نہ تھا، کیوں کہ میں تو آنے جانے والوں سے قرآن سنتا اور اس کو یاد کر لیتا تھا۔ چنانچہ سب نے مل کر مجھے ہی آگے کر دیا۔ میری عمر اس وقت چھ سال یا حد سات سال ہوگی۔ جبکہ میرے پاس ایک چادر تھی جسے اوڑھ کر میں امامت کرواتا تھا۔ جب میں سجدے میں جاتا تو پیچھے سے ننگا ہو جاتا، ایک دفعہ ایک قبیلے کی عورت نے سجدے میں مجھے دیکھ لیا تو اس نے بلند آواز سے کہا: ارے ہم سے اپنے قاری صاحب کا ستر تو چھپا لو۔ اب کیا ہوا؟ لوگوں نے ایک کپڑا خریدا اور میرے لیے ایک لمبی سے قمیص بنائی۔ مجھے یہ قمیص پہن کر جس قدر خوشی ہوئی اتنی خوشی مجھے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

بخاری، المغازی، باب وقال اللیث حدثنی یونس...... (٤٣٠٢)

نابینا آدمی بھی امامت کرواسکتا ہے

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہی باب قائم کر کے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا اور وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ نابینے تھے۔

ابوداؤد، الصلاۃ، باب إمامة الأعمٰی (٥٩٥) حسن

نماز میں بھولنے والے کے لیے آسانی

اگر آدمی نماز میں بھول جائے تو دو سجدے کر لینے سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ))

"ہر بھول کے لیے دو سجدے ہیں۔"

ابن ماجة، إقامة الصلاة...... (١٢١٩) صحيح

صحیح بخاری (۱۲۲۴، ۱۲۲۶) میں سلام کے بعد اور سلام سے پہلے دونوں طرح سجدہ سہو کرنا ثابت ہے۔

نیز یہ بات ذہین نشین رہے کہ اگر کوئی فرض رکن رہ گیا ہے تو یہ سجدہ واجب ہوگا جیسا کہ: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ درمیانہ تشہد کرنا بھول گئے تو آپ ﷺ نے بعد میں دو سجدے کیے۔

بخاري، الجمعة (١٢٢٤)

ایک دفعہ دو رکعتیں پڑھنا بھول گئے تو ذوالیدین کے آگاہ کرنے پر آپ ﷺ نے دو رکعتیں دوبارہ پڑھیں اور دو سجدے کیے۔ بخاري، الجمعة (١٢٢٩)

ایک دفعہ آپ ﷺ سے عصر کی ایک رکعت رہ گئی تو آپ ﷺ نے اسے پڑھا اور دو سجدے کیے۔ مسلم، المساجد ومواضع الصلاة...... (٥٧٤)

سجدہ تلاوت میں رخصت

سجدہ تلاوت ضرور کرنا چاہیے کیوں کہ یہی اک سجدہ ہے جو انسان کو رب کا قرب دلاتا ہے اور شیطان اس سے رسوا ہوتا ہے اور چیختا چلاتا ہے۔

لیکن اس میں رخصت ہے اگر آدمی نہیں کرتا تو گناہ گار نہیں ہوتا بعض لوگ تعصب کی بنا پر حقائق کا انکار کر دیتے ہیں یہ غلط ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا))

"میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے سورۃ النجم کی تلاوت کی تو آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا (جب کہ اس میں سجدہ ہے)"

بخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم يسجد (١٠٧٣)

کیا سجدہ تلاوت کے لیے وضو شرط ہے

فقط سجدہ کے لیے وضو ضروری نہیں کیوں کہ یہ نماز نہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ))

''مجھے صرف نماز کے لیے وضو کا حکم دیا گیا ہے۔''

ابوداؤد، الأطعمة، باب فی غسل الیدین عند الطعام (۳۷۶۰) والترمذی (۱۸٤۷) صحیح

بعض لوگ بے جا سختیوں کے قائل یہاں بھی پابندی لگا دیتے ہیں جس کے لیے ان کے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی معمول ایسا ہی تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْجُدُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ))

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بغیر وضو کے سجدہ (تلاوت) کیا کرتے تھے۔''

بخاری تعلیقا، سجود القران، باب سجود المسلمین مع المشرکین والمشرك نجس لیس له وضوء (۱۰۷۱)

قضا نماز جب یاد آئے یا بیدار ہو پڑھ لے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص سو جائے یا نماز پڑھنا بھول جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ یاد آنے پر فوراً نماز ادا کر لے۔''

مسلم، المساجد مواضع الصلاۃ، باب قضاء الصلاۃ الفائتة...... (٦٨٤) (۳۱۵)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج کی قضا کل کی اسی نماز کے ساتھ پڑھے جب کہ یہ غلط ہے درست یہی ہے جو حدیث رسول ﷺ میں ہے کہ فوراً ادا کی جائے۔

قضائے عمری کے لیے آسانی

اگر ایک شخص سستی یا کاہلی کی وجہ سے کئی سال نمازیں نہیں پڑھتا رہا۔ اب اس نے توبہ کر کے نمازیں ادا کرنی شروع کر دیں ہیں تو کہا جاتا ہے کہ اسے چاہیے کہ سابقہ تمام نمازوں کو تھوڑا

تھوڑا کر کے ادا کرے اسے قضائے عمری کہتے ہیں۔

اسلام میں اس قسم کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

ہر مسلمان پر نماز فرض ہے وقت پر ادا کرے اور اگر کوئی شخص کئی سال تک بے نمازی رہا اور اب تائب ہو چکا ہے تو وہ سابقہ کی توبہ کرے اور آئندہ نہ چھوڑنے کا عہد کرے یہی کافی ہے جیسا کہ اس آیہ مبارکہ سے واضح ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝﴾

''پھر ان کے بعد چند نا خلف اُن کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو (چھوڑ دیا گویا اُسے) کھو دیا اور خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے لگ گئے۔ سو عنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔ ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا''

مریض کو دی گئی آسانیاں

مسلمان آدمی پر نماز فرض ہے وہ کسی بھی حالت میں ہو تاہم اسلام نے مریض کو ہر پہلو اور ہر رکن میں آسانیاں دی ہیں۔ نماز کے سلسلے میں بھی اسلام اسے بھولا نہیں۔

ا۔ اگر آدمی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو جس طرح آسانی سے پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔

حضرت عبداللہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز میں آلتی پالتی مار کر بیٹھے ہیں تو وجہ بتاتے ہوئے فرمانے لگے۔

((إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي))

''یہ اس لیے ہے کہ میری ٹانگیں میرا بوجھ نہیں اٹھا پاتیں''

بخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد (٨٢٧)

۲۔معلوم ہوا مریض کرسی وغیرہ پر بیٹھ کر یا کسی چیز کا سہارا لے کر نماز پڑھ سکتا ہے تو اسے رخصت ہے۔

ابوداؤد، الصلاة، باب الرجل يعتمد في الصلاة على عصا (٩٤٨) صحيح

۳۔اگر مریض کسی وجہ سے مسجد آ کر نماز نہیں ادا کر سکتا تو وہ گھر بھی نماز پڑھ سکتا ہے بشرط عذر شرعی ہونا چاہیے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی کیوں کہ آپ ﷺ زخمی تھے۔

بخاري، التقصير، باب صلاة القاعد (١١١٣) ومسلم (٤١٢)

عید کے دن جمعہ میں رخصت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ ثُمَّ رَخَّصَ مِنَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْمَعَ فَلْيَجْمَعْ))

''بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے روز نماز عید پڑھائی پھر جمعہ کی رخصت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو جمعہ بھی پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔''

سنن ابی داؤد، الصلاة، باب اذا وافق يوم الجمعة يوم عيد (١٠٧٠) وابن ماجة (١٣١) صحيح

جمعہ سے پہلے جتنے چاہو نفل پڑھو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو جمعہ کے دن غسل کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور جتنی اس کے مقدر میں ہو نماز پڑھے پھر خاموشی سے اس وقت تک بیٹھا رہے جب تک امام خطبے سے فارغ نہ ہو، پھر امام کے ساتھ فرض نماز ادا کرے تو اس کے دونوں جمعوں کے درمیانی گناہ معاف

کر دیے جائیں گے بلکہ مزید تین دن کے اور بھی۔"

مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وانصت فی الخطبة (۸۵۷)

معلوم ہوا نماز جمعہ کے ادائیگی سے قبل جتنے چاہے اور جتنا وقت ہو نوافل پڑھے جا سکتے ہیں کوئی قید نہیں۔

چار طرح کے لوگوں کے لیے جمعہ کی رخصت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ))

"ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جمعہ ادا کرے سوائے چار قسم کے لوگوں کے، غلام، عورت، بچہ اور مریض"

ابوداؤد، الجمعة، باب الجمعة للمملوك والمرأة (۱۰۲۷) صحیح

حاجی کے لیے جمعہ کی رخصت

رسول اللہ ﷺ نے دوران حج میں میدان عرفات میں جمعہ ادا نہیں کیا بلکہ نماز ظہر پڑھی تھی۔

مسلم، الحج، باب حج النبی ﷺ (۱۲۱۸)

جمعہ ہر جگہ شہر ہو یا دیہات

جمعہ کے انعقاد کے لیے شہر یا دیہات کی کوئی قید نہیں بلکہ جہاں چند لوگ جمع ہوں جمعہ وہیں پر ادا کرنا چاہیے۔

کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہر مثلاً مکہ اور مدینہ اور دیہات مثلاً مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے بحرین کے گاؤں "جواثی" میں مسجد عبدالقیس میں جمعہ شروع کیا۔

بخاری، الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن (۸۹۲) وابوداؤد (۱٦۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بحرین سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر جمعہ کے متعلق پوچھا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((جَمِّعُوْا حَیْثُمَا کُنْتُمْ))

''تم جہاں کہیں بھی رہ رہے ہو، وہیں جمعہ پڑھو۔''

مصنف ابن ابی شیبة (١/٤٤٠) (٥٠٦٨) صحیح

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جمعہ صرف شہر میں ہی پڑھو یہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے حدیث رسول نہیں۔ مصنف ابن ابی شیبة (٥٠٥٩)

حالت خوف و جنگ میں آسانیاں

حالت خوف یا جنگ میں جس طرح ممکن ہو نماز ادا کرنی چاہیے اور پھر ایک رکعت دو رکعت یا چاروں رکعتیں جتنا وقت ملے ادا کر لینی چاہیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا﴾

''اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیادے یا سوار (جس حال میں ہو نماز پڑھ لو)'' [البقرة:٢٣٩]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ نماز خوف کا طریقہ بیان فرمایا اور پھر فرمایا: اگر خوف اس سے زیادہ سخت ہو تو پیدل اپنے قدموں پر کھڑے کھڑے یا سوار (اسی حالت میں) قبلہ رخ ہو کر یا قبلہ کے علاوہ کسی اور سمت میں (جیسے بھی ممکن ہو) نماز پڑھ لو۔

بخاری، التفسیر، باب وقوموا لله قانتین (٤٥٣٥)

وتر پڑھنے میں رخصت

ا۔ اللہ وتر ہے اور وتروں کو پسند کرتا ہے لہٰذا وتر ادا کرنے چاہیے لیکن اگر کوئی نہیں پڑھتا تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا ہاں ثواب سے ضرور محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلَكِنَّهُ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ))

''وتر فرض نماز کی طرح لازمی نہیں ہے بلکہ یہ سنت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا۔''

سنن النسائی، قیام اللیل باب الأمر بالوتر (١٦٧٧) وابن ماجة (١١٦٩) صحيح

۲۔ وتر کتنے ہیں اس میں بھی اسلام نے آسانی دی ہے کہ آدمی چاہے ایک رکعت وتر پڑھے یا تین رکعات یا پانچ رکعات یا سات رکعات یا نو رکعات۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وتر ہر مسلمان پر حق ہے پس جس کی مرضی ہو پانچ وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو تین وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو ایک وتر پڑھے۔''

سنن النسائی (١٧١٠) صحيح

۳۔ وتر پڑھنے کا طریقہ

ا۔ ایک رکعت وتر کا طریقہ یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھیں اور پھر سلام پھیر دیں۔

بخاری، المناقب (٣٧٦٤، ٣٧٦٥) (٩٩٣)

۲۔ تین رکعات اکٹھی پڑھیں درمیان میں کوئی تشہد نہ کریں صرف آخر میں بیٹھیں اور سلام پھیر دیں۔

مسلم، صلاة المسافرين (٧٣٧)

۳۔ سات رکعات میں بھی صرف آخر میں تشہد میں بیٹھا جائے یا چھٹی رکعت پر تشہد بیٹھیں پھر کھڑے ہو جائیں اور ساتویں رکعت میں بھی تشہد بیٹھ کر سلام پھیر دیں۔

نسائی، قیام اللیل، (١٧١٠، ١٧٢٠) صحيح

۴۔ نو رکعات وتر پڑھتے وقت صرف آٹھویں رکعت پر تشہد بیٹھیں اور سلام پھیریں۔

مسلم، صلاة المسافرين (٧٤٦)

ننگے سر نماز پڑھنے کی رخصت

ننگے سر صرف عورت کی نماز نہیں ہوتی۔ ابوداؤد (٥٩٦) صحیح

عموماً سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنی چاہیے لیکن اگر کوئی ننگے سر نماز ادا کر لیتا ہے تو یہ فتویٰ لگانا غلط ہے کہ یہ خلاف سنت ہے یا اس کی نماز نہیں ہوتی کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے بھی نماز پڑھی ہے۔

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک ایسے کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا کہ جس کے دونوں کنارے آپ ﷺ نے اپنے کندھوں پر ڈال رکھے تھے۔

بخاری، الصلاة، باب الصلاة فی الثوب الواحد ملتحفا به (٣٥٤)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے ایک کپڑا بدن پر لپیٹ کر نماز پڑھی جبکہ دوسرا کپڑا ابھی قریب پڑا تھا نماز سے فراغت کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ ایک کپڑے میں (کیوں) نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ آپ کے پاس دوسرا کپڑا موجود ہے تو انہوں نے جواب دیا:

((نَعَمْ أَحْبَبْتُ أَنْ يَرَانِي الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي هٰكَذَا))

''ہاں! میں چاہتا ہوں کہ تمہارے جیسے جاہل مجھے دیکھ لیں میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا''

بخاری، الصلاة، باب الصلاة بغیر رداء (٣٧٠)

عورتیں مساجد میں نماز پڑھنے جا سکتی ہیں

اگرچہ خواتین کو مساجد میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے تاہم گھر میں نماز پڑھنا عورت کے

لیے افضل ہے، یہ سہولت دی گئی ہے کہ اگر مساجد میں تربیتی پروگرام یا اصلاحی ماحول ہو تو عورت گھر والوں کی اجازت سے باپردہ مساجد میں حاضر ہو سکتی ہے ورنہ گھر میں ہی رہے اور وہیں نماز کی ادائیگی کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَمْنَعُوْا نِسَائَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُمْ خَيْرٌ لَّهُنَّ))

''اپنی عورتوں کو مسجدوں سے مت روکو لیکن ان کے گھر ہی ان کے لیے بہتر ہیں۔''

صحيح ابوداؤد، الصلاة، باب ما جاء فى خروج النساء الى المسجد (٥٣٠) وأحمد (٧٢/٢)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْدُ بُيُوْتِهِنَّ))

''عورتوں کے لیے بہترین مساجد ان کے گھروں کی چار دیواری ہے۔''

مستدرك حاكم (٢٠٩/١) وابن خزيمة (١٦٨٣)

سفر میں نماز کی رخصت

اسلام نے دوران سفر اپنے ماننے والوں کو کئی ایک سہولتیں دی ہیں مثلاً روزہ چھوڑنے، دو نمازیں جمع کرنے اور اسی طرح چار رکعتوں کو دو رکعتیں پڑھنا اور جب تک بندہ مسافر ہو آدھی یعنی قصر نماز پڑھنا وغیرہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ﴾

''اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو'' [النساء:١٠١]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نماز قصر اللہ کی طرف سے تم پر صدقہ ہے پس اس کے صدقے کو قبول کرو۔''

ابوداؤد، صلاۃ السفر، باب صلاۃ السفر (۱۱۹۹) صحیح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''ابتدا میں نماز دو رکعتیں فرض کی گئی تھی پھر سفر کی نماز کو (پہلی حالت پر ہی) باقی رکھا گیا اور حضر کی نماز مکمل (یعنی چار رکعتیں) کر دی گئی۔''

بخاری، الجمعة، باب .... (۱۰۹۰)

نماز قصر کی سہولت کہاں سے شروع

نماز قصر کی سہولت استعمال کرنے کی کہاں سے اجازت ہے اس سلسلہ میں دو باتیں یاد کر لیں۔

ا۔ جب بندہ اپنے گاؤں یا شہر سے نکل جائے تو وہ مسافر ہے قصر کر سکتا ہے۔

جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ))

''میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعت ادا کی اور ذی الحلیفہ میں دو رکعت ادا کی۔''

بخاری، التقصیر، بَاب يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ (۱۰۸۹)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے باہر یعنی ذوالحلیفہ میں جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے نماز قصر ادا کی۔

نیل الاوطار (۴۷۷/۲)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ))

''رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ (نو میل) پر نماز قصر کرتے تھے۔''

مسلم، صلاۃ المسافرین قصرها، باب صلاۃ المسافرین (٦٩١)

تین فرسخ یعنی نو میل ہمارے موجودہ کلومیٹر کے حساب سے نو میل اکیس کلومیٹر (۲۱) اور سات سو (۷۰۰) میٹر بنتا ہے۔

نماز قصر کب تک کی جائے تو اس میں اہل علم کے ہاں کثیر اختلاف ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی حد متعین نہیں کی۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ جب تک بندہ مسافر رہے قصر کرے جب کسی جگہ کچھ عرصہ مستقل ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پوری پڑھے۔

نوٹ: ایک روایت چار برید (اڑتالیس ۴۸) میل سے زائد پر قصر کی ہے جو روایت سخت ضعیف ہے اس میں عبدالوہاب بن مجاہد بن جبر راوی متروک ہے۔

دار قطنی (١/٣٨٧) و میزان الاعتدال (٢/٦٨٢)

جنازہ اور آسانیاں

موت کی تمنا کرو مگر......!

موت کی تمنا کرنا درست نہیں کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ موت کی تمنا نہ کرو ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی زندہ رہے اور وہ نیک ہے تو زیادہ زیادہ نیکیاں کر لے اور اگر برا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ توبہ کرے۔ بخاری، المرضی، باب تمنی المریض الموت (٥٦٧٣)

لیکن اسلام میں اس سلسلہ میں بھی کچھ رخصت رکھی ہے جس کو ذکر کرنا بھی ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی کسی درپیش وصیت و تکلیف کے سبب ہرگز موت کی تمنا نہ کرے اور اگر ضروری ہی تمنا کرنا چاہتا ہو تو اس طرح کہہ لے:

((اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي))

''اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے اور اس وقت مجھے فوت کر دینا جب میرے لیے وفات بہتر ہوگی۔''

بخاری، الدعوات، باب الدعاء بالموت والحیاۃ (٦٣٥١) ومسلم (٢٦٨٠)

شہادت کی تمنا کرنے کی رخصت

مطلق موت کی تمنا ممنوع ہے البتہ جام شہادت نوش کرنے کی تڑپ رکھنا سنت نبوی ہے۔

رسول اللہ ﷺ خود اس کی تمنا کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ))

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے پسند ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جاؤں، پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر میں قتل کر دیا جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر میں قتل کر دیا جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر میں قتل کر دیا جاؤں۔''

بخاري، الجهاد، باب تمني الشهادة (٢٧٩٧) ومسلم (١٨٧٦)

قبر میں آسانیاں

قبر وحشت و ہولناکیوں سے بھرا ایک چھوٹا سا گھر ہے یہاں کی سختی ناقابل برداشت ہے لیکن کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہیں جنہیں قبر میں اللہ آسانیاں عطا فرمائے گا اور ان پر عذاب نہیں ہوگا اور قبر میں بھی اپنے ٹھکانے جنت کے نظارے کرتے رہیں گے ہم یہاں چند ایک کا ذکر کیے دیتے ہیں جن پر قبر میں آسانی ہوگی۔

شہید پر آسانی

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی رسول نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! تمام لوگوں کو قبر میں فتنوں میں مبتلا کیا جائے گا لیکن شہید کو کیوں نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَفَى بِبَارِقَةِ السُّيُوفِ عَلَى رَأْسِهِ فِتْنَةً))

''اس کے لیے (راہ جہاد میں) سر پر چمکتی ہوئی تلواروں کی آزمائش ہی کافی ہے۔''

سنن نسائي، الجنائز، باب الشهيد (٢٠٥٥) صحيح

جمعہ کے دن یا رات فوت ہونے والے......

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو اللہ تعالیٰ اسے فتنہ قبر سے بچا لیں گے۔''

ترمذي، الجنائز، باب ما جاء فيمن يموت يوم الجمعة (١٠٧٤) حسن

سورۃ الملک کثرت سے پڑھنے والے پر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید میں ایک سورۃ الملک ہے جو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گی۔"

السلسلة الاحاديث الصحيحة (١١٤٠)

فی سبیل اللہ پہرہ دینے والے پر

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو آدمی راہ جہاد میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو گیا اسے اجر مسلسل قیامت تک ملتا رہے گا اور اسے فتنہ قبر سے بھی محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

ترمذی، فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل من مات مرابطا (١٦٢١) صحيح

پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والے پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جسے پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے موت آ گئی اسے عذاب نہیں ہوگا۔"

ترمذی، الجنائز باب ما جاء فی الشهداء من هم (١٠٦٤) صحيح

مریض کے لیے انعام

حالت تندرستی میں اگر آدمی تمام عبادات کو بجا لاتا رہا ہو تو اللہ اسے حالت مرض میں بھی ثواب سے محروم نہیں رکھتا اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا))

"جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر میں تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جنہیں وہ اقامت یا صحت و تندرستی کے وقت کیا کرتا تھا"

بخاری، الجهاد، باب یکتب للمسافر ما کان یعمل فی الإقامة (۲۹۹۶)

ایک دوسرے کو دم کیا جا سکتا ہے

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ ہم نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ))

''تم مجھ پر اپنے دم پیش کرو، ایسا دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔''

مسلم، السلام، باب لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ (۲۲۰۰) وأبوداؤد (۳۸۸۶)

جب بھی کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوتی تو جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دم کیا کرتے تھے:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ)) صحیح مسلم (۲۱۸۶)

''اللہ کے نام کے ساتھ میں دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جس نے آپ کو اذیت دی اور ہر شریر نفس سے یا ہر حاسد کی نظر بد سے۔ اللہ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں۔''

مریض خود کو بھی دم کر سکتا ہے

۱...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ وفات میں خود معوذات پڑھ کر دم کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس بیماری میں جس میں آپ فوت ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو معوذات پڑھ کر یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر دم کرتے پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں (سورتوں) کے ساتھ دم کرتی۔

بخاری، الطب، باب فی المرأة ترقی الرجل (۵۷۵۱)

۲...... حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے جسم میں تکلیف کی شکایت کی جسے وہ مسلمان ہونے سے محسوس کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا ہاتھ جسم کے اس حصے پر رکھو جس میں تم تکلیف محسوس کرتے ہو اور تین مرتبہ کہو ''بسم اللہ'' اور سات مرتبہ یہ کلمات کہو

((أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ))

مسلم، السلام، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الألم مع الدعاء (۲۲۰۲)

مشرک کی عیادت کی جا سکتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی بچہ نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کر لیا۔

بخاری، المرضی، باب عیادۃ المشرك (۵٦۵۷)

عورت مرد کی عیادت کر سکتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میرے والد ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے تو میں نے جا کر دونوں کی عیادت کی اور کہا اے ابا جان! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اور اے بلال! آپ کی طبیعت کا کیا حال ہے؟

بخاری، المرضی، باب عیادۃ النساء الرجال (۵٦۵٤)

میت کا بوسہ لیا جا سکتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

((يُقَبِّلُ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ حَتّٰى رَأَيْتُ الدُّمُوعَ تَسِيلُ))

''رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا اس وقت بوسہ لیا جب وہ فوت

ہو چکے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے“

ابوداؤد، الجنائز، باب فی تقبیل المیت (۳۱٦۳) صحیح

میت کا قرض کوئی بھی ادا کر سکتا ہے

میت کی جائیداد سے سب سے پہلے اس کا قرض دیا جائے پھر وصیت کی تکمیل کے بعد ورثاء میں تقسیم کیا جائے لیکن اگر میت کا کچھ ترکہ نہیں تو میت کے ورثاء پر لازم ہے کہ اس کا قرض ادا کریں لیکن یہ ضروری نہیں اگر میت کے ورثاء کے علاوہ بھی خیر خواہی کے جذبے سے کوئی اس کا قرض اپنے ذمہ لے کر ادا کر دے تو اللہ اس کو اس کی اس نیکی کا صلہ ضرور دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد رسالت میں اگر کوئی مقروض فوت ہو جاتا تو نبی کریم ﷺ دریافت فرماتے کہ کیا اس نے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ اگر لوگ کہتے کہ اس نے چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے اور اگر لوگ کہتے کہ نہیں تو آپ فرماتے تم ہی اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتوحات سے نوازا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں مومنوں کے لیے اپنے نفسوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہوں لہٰذا جو فوت ہو جائے اور اس پر قرض ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جس نے ترکے میں کوئی مال چھوڑا تو وہ اس کے ورثاء کے لیے ہے۔

سنن ابن ماجة، الصدقات، باب التشدید فی الدین (۲٤۱۵) صحیح

میاں، اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے

معاشرے میں یہ بات عام ہے کہ عورت کی وفات کے بعد اس کا شوہر اس کو نہ چھو سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے کیوں کہ فوتگی کے ساتھ ہی ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے جب کہ یہ ساری باتیں خود ساختہ ہیں شریعت میں اس طرح کا کوئی بھی تصور اور پابندی نہیں۔

بلکہ اسلام نے تو بیوی کی وفات پر سب سے زیادہ غسل دینے کا مستحق اس کے میاں یعنی شوہر کو

سمجھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ:

((أَحَقُّ النَّاسِ بِغُسْلِ الْمَرْأَةِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهَا زَوْجُهَا))

''عورت کو غسل دینے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق اس کا شوہر ہے۔''

مصنف عبدالرزاق (٦١٦٤)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا:

((لَوْ مُتِّ قَبْلِي لَغَسَّلْتُكِ))

''اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں تمہیں غسل دوں گا۔''

سنن ابن ماجة، الجنائز، باب ما جاء في غسل الرجل المرأة. وصحيح ابن ماجة (١١٩٧) والدارمي (١/٣٧) حسن

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی انہیں غسل دیا تھا۔

دار قطني (٢/٧٩) والبيهقي (٣/٣٩٦) حسن

بیوی بھی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے

اگر بیوی مسنون غسل جانتی ہے تو وہ بھی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے یہاں ہمارا مقصود رخصت ہے فرض نہیں اگر کوئی اور غسل دے دے تو بھی درست ہے لیکن وہ صاحب علم وتقویٰ ہو تو بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں انہوں نے اپنے شوہر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد غسل دیا۔

مؤطا امام مالك، الجنائز، باب غسل الميت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

((لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِلَّا نِسَائُہٗ))

''اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا کہ جس کا مجھے تاخیر سے علم ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو صرف آپ ﷺ کی بیویاں ہی غسل دیتیں''

سنن أبی داؤد، الجنائز، باب فی ستر المیت عند غسلہ (۳۱۴۱) صحیح

غسل دینے کی تعداد میں رخصت

حسب ضرورت میت کو جتنی بار چاہو غسل دے لو اس میں رخصت اور آسانی ہے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم آپ ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اغْسِلْنَهَا ثَلاَثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ))

''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو۔''

بخاری، الجنائز، باب غسل المیت و وضوء بماء وسدر (۱۲۵۳) ومسلم (۹۳۹) وابوداؤد (۳۱۴۲)

علاوہ ازیں دورانِ غسل اس بات کا خیال رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر یعنی طاق غسل کو پسند فرمایا ہے۔

میت کو غسل دینے کے بعد غسل میں رخصت

میت کو غسل دینے والا اگر بعد میں خود غسل کرے تو عمدہ بات ہے لیکن اگر وہ صرف وضو ہی کر لیتا تو اسے سہولت دی گئی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

((كُنَّا نُغَسِّلُ الْمَيِّتَ فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لاَ يَغْتَسِلُ))

''ہم میت کو غسل دیتے تھے تو ہم میں سے کچھ غسل کر لیتے تھے اور کچھ غسل نہیں کرتے تھے''

دار قطنی (۷۶/۲) وأحکام الجنائز (ص/۷۲) حسن

ایک کفن میں کئی مردے دفن کرنے کی رخصت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کے دو دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیتے تھے۔''

بخاري، الجنائز، باب الصلاة على الشهيد (١٣٤٣) وأبوداؤد (٣١٣٨)

یہ اس وقت ہے جب کفن کم ہوں ورنہ ہر میت کو الگ اور حسب توفیق عمدہ کفن میں دفن کرنا سنت ہے۔

جنازے کے آگے پیچھے جیسے چاہو چلو اجازت ہے

معاشرے میں اس بات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ جنازے والی چارپائی سے لوگ آگے چلیں جب کہ شریعت نے ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا وَأَمَامَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيبًا مِنْهَا))

''پیدل چلنے والا جنازے کے پیچھے اس کے آگے، اس کے دائیں، اس کے بائیں اور اس کے قریب ہو کر چل سکتا ہے''

أبوداؤد، الجنائز، باب المشي أمام الجنازة (٣١٨٠) وابن ماجة (١٤٨١) صحيح

جنازے میں گاڑی پر جا کر بھی شرکت کی جاسکتی ہے

جنازے میں شرکت کے لیے جنازگاہ تک پیدل اور سوار دونوں طرح جانا درست ہے اس میں کوئی سختی اور پابندی نہیں ہاں اتنا ضرور ہے کہ جب جنازہ میں گاڑی پر سوار ہو کر شرکت کی

جائے تو سوار آدمی جنازے کے پیچھے رہے۔

أبوداؤد، الجنائز، باب المشی أمام الجنازة (۳۱۸۰) صحیح

نیز جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن دحداح کے جنازے میں جاتے ہوئے پیدل گئے اور واپسی پر سوار ہو کر لوٹے۔

أبوداؤد، الجنائز، باب الرکوب فی الجنازة (۳۱۷۸) صحیح

نیز اس سلسلہ میں نہی کی روایات کراہت پر محمول ہوں گی۔

جنازہ دیکھ کر اس کے لیے کھڑا ہونا ضروری نہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے میں ہمیں کھڑا ہونے کا حکم دیا پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دے دیا۔''

أبوداؤد، الجنائز (۳۱۷۵) وابن ماجة (۱۵٤٤) صحیح

جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنے میں کچھ حرج نہیں

پہلے یہ حکم تھا کہ جنازہ رکھا جانے سے پہلے کوئی مت بیٹھے لیکن پھر یہ حکم آسانی کرتے ہوئے ختم کر دیا گیا۔ اب اگر کوئی پہلے بیٹھنا چاہے تو کچھ حرج نہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک جنازے کو لحد میں نہ رکھ دیا جاتا پھر ایک یہودیوں کا عالم گزرا اور اس نے کہا اس طرح تو ہم کرتے ہیں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنا شروع کر دیا اور فرمایا: تم بھی بیٹھا کرو اور ان کی مخالفت کرو۔''

أبوداؤد، الجنائز، باب القیام للجنازة (۳۱۷٦) حسن

خواتین کو جنازے میں شرکت کی رخصت

خواتین جنازوں میں نہ ہی جائیں تو بہتر ہے البتہ تذکیر آخرت کے لیے شریعت نے جنازے میں شمولیت کی رخصت دے رکھی ہے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

((نُهِينَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا))

''ہمیں (عورتوں کو) جنازے کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا مگر سختی سے منع نہیں کیا گیا۔''

بخاری، الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز (١٢٧٨) ومسلم (٩٣٨)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

''جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے پیغام بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لائیں تا کہ وہ بھی ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔''

مسلم، الجنائز، باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد (٩٧٣)

نماز جنازہ میں صفوں کی کوئی قید نہیں

بعض لوگ اس سلسلہ میں بلاضرورت سختی سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفیں طاق ہونی چاہییں یا تین سے زائد ہونی چاہییں لیکن اسلام نے ایسی کوئی قید اور پابندی نہیں لگائی بلکہ حسب ضرورت کم یا زیادہ صفیں بنائی جاسکتی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ ہم نے ایک جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پڑھا ((وَنَحْنُ صُفُوْفٌ)) ''ہماری کئی صفیں تھیں۔''

بخاری، الجنائز، باب الصفوف علی الجنازۃ (١٣٢٠)

اور ایک روایت میں ہے:

((فَقُمْنَا فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ))

''پھر ہم کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے ہماری دو صفیں بنائیں''

مسلم، الجنائز باب التكبير على الجنازة (٩٥٢)

اور جو لوگ طاق صفیں اور تین سے زیادہ کی پابندی عائد کرتے ہیں ان کے پاس کوئی مرفوع صحیح روایت دلیل نہیں ہے۔

چار سے زائد تکبیرات کی رخصت

نبی کریم ﷺ کا عموماً عمل تو چار تکبیروں کا ہی ہے البتہ اس سے زیادہ کہنے کی بھی رخصت ہے جیسا کہ

نبی کریم ﷺ نے نجاشی کا نماز جنازہ پڑھایا تو

((فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا))

''تو اس پر آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں''

بخاری، الجنائز، باب التكبير على الجنازة أربعا (١٣٣٤)

اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر نو تکبیریں کہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَى حَمْزَةَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ تِسْعَ تَكْبِيرَاتٍ))

''رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی تو ان پر نو تکبیریں کہیں۔''

أحكام الجنائز للالبانی (ص/١٠٦) حسن

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جنازہ میں پانچ، چھ اور سات تکبیریں کہنا بھی ثابت ہے۔

اگر چار سے زائد تکبیریں کہنا ہوں تو پھر ہر تکبیر کے بعد دعائیں ہی مانگنی ہوں گی۔

جنازے میں قرأت سری اور جہری دونوں میں رخصت

اس معاملہ میں بھی اسلام نے اپنے ماننے والوں کو آسانی دی ہے کہ دونوں طرح قرأت کرنے میں رخصت ہے۔

۱......جہری جنازے کی دلیل

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں پڑھیں میں نے وہ دعائیں یاد کر لیں۔

مسلم، الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاة (۹۶۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک نماز جنازہ پڑھایا اور انہوں نے

((فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً وَجَهَرَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُنَّةٌ وَحَقٌّ))

''اس میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھی اور اونچی آواز سے قرأت کی پھر جب فارغ ہوئے تو فرمانے لگے یہ سنت اور حق (جائز) ہے۔''

نسائی، الجنائز، باب قرأة فاتحة الکتاب علی الجنازة (۱۹۷۸) صحیح

۲......سری نماز جنازہ کی دلیل

حضرت ابوامامہ بن سہیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

((اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى بِأُمِّ الْقُرْآنِ مُخَافَتَةً ثُمَّ يُكَبِّرَ ثَلَاثًا وَالتَّسْلِيمُ عِنْدَ الْآخِرَةِ))

''نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد ہلکی آواز میں سورۃ فاتحہ پڑھی جائے پھر تین تکبیریں کہی جائیں اور آخری تکبیر کے ساتھ سلام پھیر دیا جائے۔''

نسائی، الجنائز، باب الدعاء (۲۸۱/۱) صحیح

نماز جنازہ میں سلام ایک جانب یا دونوں جانب

آپ ﷺ کا عام معمول تو نماز کی طرح دونوں جانب سلام پھیرنا ہی ہے تاہم یہ رخصت ہے کہ اگر آدمی نماز جنازہ کو ختم کرنے کے لیے ایک جانب ہی سلام پھیر کر چھوڑ دے تو درست ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَسَلَّمَ تَسْلِيْمَةً وَاحِدَةً))

''رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور ایک مرتبہ ہی سلام پھیرا''

مستدرك حاكم (١/٣٦٠) والبيهقي (٤/٤٣) حسن

اکھٹے کئی جنازے ایک ہی بار

ایک ہی بار کئی ایک جنازے اکھٹے پڑھے جا سکتے ہیں یہ سہولت ایسی صورت میں ہے جب کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو تو ایسا کرنا درست ہے اگر چہ یہ جنازے مردوں، عورتوں اور بچوں سبھی کے ہوں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ نو جنازوں کی اکھٹی نماز جنازہ پڑھی اور مردوں کو امام کے قریب اور عورتوں کو قبلے کے قریب کر لیا۔

دار قطني (١٩٤) والبيهقي (٤/٣٣) صحيح

شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھنے میں رخصت

شہید کی نماز جنازہ کے متعلق آسانی ہے پڑھ لو تب بھی درست نہ پڑھو تب بھی درست ہے جیسا کہ شہدائے احد کی آپ ﷺ نے نماز جنازہ نہیں پڑھی صرف حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی البتہ ایک لمبے عرصے بعد بھی آپ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔

بخاری (۱۳٤٤) وأبوداؤد، الجنائز، باب فی الشهيد يغسل (۳۱۳۷)

قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے

اگر تدفین ہو چکی اور کچھ لوگ نماز جنازہ میں شرکت نہ کر سکے تو وہ قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ مسجد میں ایک جھاڑو دینے والی عورت کے متعلق ہے کہ گزشتہ رات اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دفن کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نماز جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

((فَأَتٰی قَبْرَهُ فَصَلّٰی عَلَيْهِ))

"پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر آئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی"

بخاری، الجنائز، باب الصلاة علی القبر بعد ما يدفن (۱۳۳۷) وابن ماجة (٤٦٥/۱)

نماز جنازہ غائبانہ بھی پڑھا جا سکتا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی جو کہ حبشہ میں انتقال کر گیا تھا اس کی نماز جنازہ خبر ملنے پر مدینہ منورہ میں ادا کی۔

بخاری، الجنائز، باب التكبير علی الجنازة أربعا (۱۳۳۳)

بعض منکرین کا کہنا ہے کہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نجاشی کی میت کو لا دیا تھا اس قسم کی تمام روایات فاسد و باطل ہیں۔

نيل الأوطار (۲۰۳/۲) والمجموع (۲۵۳/۵)

قبر سیدھی اور لحد دونوں طرح درست ہے

علاقائی اور زمینی سطح کے اعتبار سے دونوں طرح کی قبر بنانا درست ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے تو مدینہ میں ایک آدمی لحد (بغلی) قبر بناتا تھا اور دوسرا سیدھی قبر بناتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم استخارہ کرتے ہیں اور ان دونوں کی

طرف آدمی بھیج دیتے ہیں۔ ان میں سے جو بھی پیچھے رہ گیا ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ پھران دونوں کی طرف پیغام بھیج دیا گیا تو لحد (بغلی) قبر بنانے والا پہلے آ گیا لہٰذا اس نے نبی ﷺ کی قبر (لحد) بغلی بنائی۔

ابن ماجة، الجنائز، باب ما جاء فی الشق (١٥٥٧) حسن

ایک سے زائد افراد کی تدفین ایک قبر میں درست ہے

جب شہدائے احد کو دفن کرنے کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو دو یا تین تین کو ایک ہی قبر میں رکھو۔

بخاری، الجنائز، باب دفن الرجلین والثلاثة فی قبر واحد (١٣٤٥) وأبوداؤد (٣٢١٥)

مرد غیر عورت کو قبر میں اتار سکتا ہے مگر......!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے جنازے میں شریک ہوئے۔ آپ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہا رہیں تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا، کیا ایسا آدمی بھی یہاں موجود ہے جو گزشتہ رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو (ہم بستری نہ کی ہو) یہ سن کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم قبر میں اترو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ قبر میں اترے اور میت کو دفن کیا۔

بخاری، الجنائز، باب من یدخل قبر المرأة (١٣٧٢)

اگر محرم ہوں تو زیادہ بہتر یہی ہے کہ محرم ہی عورت کو قبر میں اتاریں اگر محرم نہ ہوں یا طاقت نہ ہو تو غیر محرم بھی قبر میں غیر عورت کو اتار سکتا ہے مذکورہ شرط کے ساتھ۔

کسی ضرورت کے وقت قبر کشائی کی رخصت

جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کے ساتھ قبر میں ایک اور صحابی بھی دفن تھے۔ (یعنی دونوں ایک قبر میں اکھٹے) لیکن میرا دل اس پر راضی نہ تھا اس لیے میں نے ان کی

لاش نکال کر دوسری قبر میں دفن کر دی۔

بخاری، الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة (١٣٥٢)

رسول اللہ ﷺ کے حکم سے عبداللہ بن ابی کی لاش کو بھی قبر سے نکالا گیا تھا اور پھر دوبارہ دفن کیا گیا تھا۔ بخاری، ایضًا (١٣٥٠)

رات کو تدفین کی رخصت

رسول اللہ ﷺ نے رات کو دفن کرنا ناپسند سمجھا ہے تاہم کسی مجبوری کے وقت رات کو دفن کیا جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو رات کے وقت دفن کیا، علاوہ ازیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی رات کو دفن کیا گیا تھا۔

ابن ماجة، الجنائز، باب ما جاء في الأوقات التي لا يصلى فيها على الميت ولا يدفن (١٥٢٠)
ومسلم (٩٤٣) وبخاري (١٣٤٠)

میت کے گھر والوں پر ایک نیکی

میت کے گھر اکھٹے ہو کر کھانا کھانے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نوحہ شمار کرتے تھے اہل میت ایک تو صدمہ سے دوچار ہوتے ہیں اور اوپر سے انہیں آنے والوں کے مطالبے پر طرح طرح کے کھانے اور نڈھال کر دیتے ہیں۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((كُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ إِلٰى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَةِ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهِ مِنَ النِّيَاحَةِ))

''ہم میت کے گھر والوں کے پاس جمع ہونے اور تدفین کے بعد کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔''

ابن ماجة، الجنائز، باب ما جاء في النهي عن الاجتماع إلى أهل الميت (١٦١٢) صحيح

اس کے برعکس اسلام نے تو اہل میت کے لیے آسانی کا راستہ نکالا تھا کہ اس کے گھر میں جا کر

کھانے کی بجائے انہیں کھانا تیار کرا کے کھلاؤ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب جعفر بن ابو طالب کی خبر شہادت آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِصْنَعُوْا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا يُشْغِلُهُمْ))

''جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیوں کہ ان کو ایسی (پریشان کن) خبر ملی ہے جو انہیں کھانا پکانے سے مشغول رکھے گی۔''

أبوداؤد، الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت (٣١٣٢) والترمذى (٩٩٨) حسن

خواتین قبرستان جاسکتی ہیں مگر......!

خواتین قبرستان میں جاسکتی ہیں مگر کبھی کبھار اور وہ مانگنے کے لیے نہیں اہل قبور کے لیے دعا کرنے اور تذکیر آخرت کی خاطر کیوں کہ

((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ))

''رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے۔''

ترمذی، الجنائز، باب ما جاء فى كراهية زيارة القبور للنساء (١٠٥٦) حسن

روزہ اور آسانیاں

اگر چاند نظر نہ آئے تو......!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاَثِينَ))

''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر افطار کرو لیکن اگر مطلع ابر آلود ہونے کے باعث چاند چھپ جائے تو پھر شعبان کے تیس (۳۰) دن پورے کرلو۔''

بخاری، الصوم، باب قول النبی ﷺ إذا رایتم الهلال فصوموا...... (۱۹۰۹) ومسلم (۱۰۸۱)

مشکوک دن میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

((مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ))

''جس نے مشکوک دن میں روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔''

بخاری، تعلیقا، ایضًا (۱۹۰۶) وابن ماجة (۱٦٤٥)

روزہ دار کے لیے اسلام کی خاص آسانی

ابتدائے اسلام میں روزہ کی یہ صورت تھی کہ شام افطاری کے بعد جب تک آدمی بیدار رہتا کھانے پینے اور جماع کی اجازت ہوتی لیکن جب سو جاتا، چاہے افطاری کے بعد فوراً سو جاتا یا بغیر افطاری کیے سو جاتا تو عشاء کے بعد اس پر کھانا پینا حرام ہو جاتا یہ روزے کی شکل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نہایت گراں تھی اللہ تعالیٰ نے سہولت دیتے ہوئے اس میں آسانی فرمائی اور روزے کو صبح صادق کے وقت رکھنے اور شام کو افطار کرنے کی اجازت دی اور ساری رات

عورتوں سے جماع کی بھی رخصت دے دی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ روزہ دار ہوتے اور افطار کا وقت آیا تو کوئی روزہ دار آ کر افطار سے پہلے سو جاتا تو پھر اس رات میں بھی اور آنے والے دن میں بھی انہیں کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی تا آنکہ پھر شام ہو جاتی۔ پھر ایسا ہوا کہ حضرت قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی روزے سے تھے جب افطار کا وقت ہوا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا اس وقت تو کچھ نہیں ہے لیکن میں جاتی ہوں، کہیں سے تلاش کر کے لاتی ہوں۔ دن بھر انہوں نے کام کیا تھا اس لیے ان کی آنکھ لگ گئی جب بیوی واپس آئی اور انہیں سوتا ہوا دیکھا تو کہا افسوس! تم محروم ہی رہے، پھر دوسرے دن وہ دوپہر کو بے ہوش ہو گئے جب اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ﴾

''تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ہم بستری کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔''

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

''کھاؤ اور پیو حتی کہ تمہارے لیے سفید دھاگہ (صبح صادق) کالے دھاگے (صبح کاذب) سے ممتاز ہو جائے۔''

بخاری، الصیام، باب قول اللہ تعالٰی احل لکم لیلۃ الصیام (۱۹۱۵) وابوداؤد (۲۳۱٤)

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو صحابہ سارا رمضان اپنی عورتوں کے قریب نہیں جاتے تھے، لیکن کچھ اس خیانت میں مبتلا ہو بھی جاتے تھے تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ فَالْآنَ

بَاشِرُوْهُنَّ﴾

”اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم (اُن کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے پس اُس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمایا اب (تمہیں اختیار ہے کہ) اُن سے مباشرت کرو۔“

بخاری، التفسیر، باب احل لکم لیلۃ الصیام ...... (٤٥٠٨)

روزے کی نیت میں سہولت

روزانہ رات کو فرضی روزے کے لیے نیت کرنا ضروری ہے

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلاَ صِيَامَ لَهُ))

”جس نے فجر (صبح صادق) سے پہلے پختہ نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔“

أبوداؤد، الصوم، باب النية في الصيام (٢٤٥٤) صحيح

جب کہ نفلی روزے کے لیے سہولت ہے کہ آدمی رات کو نہ بھی نیت کر سکے تو صبح کسی وقت بھی نیت کر کے روزہ رکھ سکتا ہے اگر اس نے صبح سے کچھ کھایا نہیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب میں روزہ دار ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے دن ہمارے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں حلوہ بطور ہدیہ دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بھی حلوہ کھلاؤ۔ بے شک میں نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ کھا لیا۔

مسلم، الصيام، باب جواز صوم النافلة بنيةمن النهار قبل الزوال...... (١١٥٤) وابوداؤد (٢٤٥٥)

سحری کھاتے اذان ہو جائے تو کھانا مکمل کر لو

شریعت کی طرف سے دی گئی سہولیات میں سے ایک سہولت یہ بھی ہے کہ روزہ رکھتے وقت اگر اذان ہو جائے اور سحری کے وقت کے اختتام کا اعلان کر دیا جائے تو اتنی اجازت ہے کہ آدمی ضرورت کے مطابق کھا لے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ))

''جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور (کھانے یا پینے) کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے رکھے مت بلکہ اس سے اپنی ضرورت پوری کرے۔''

أبوداؤد، الصیام، باب الرجل یسمع النداء والإناء علی یده (۲۳۵۰) صحیح

روزہ جس چیز سے چاہو کھولو

افضل طریقہ تو یہ ہے کہ آدمی کھجور وغیرہ سے روزہ افطار کر لے اگر وہ میسر نہیں تو اسے رخصت ہے جس چیز کے ساتھ چاہے روزہ افطار کر لے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَمَرَاتٍ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چھواروں سے روزہ کھولتے، اگر چھوارے بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔''

أبوداؤد، الصيام، باب ما يفطر عليه (٢٣٥٦) والترمذي (٩٧٩) صحيح

اور کبھی کبھار آپ ﷺ ستو کے ساتھ بھی روزہ افطار کرتے تھے۔

بخاري، الصوم، باب متى يحل فطر الصائم (١٩٥٥)

روزہ میں بھول معاف ہے

اگر آدمی نے بھول کر کچھ کھالیا تو اس کا روزہ ٹوٹا نہیں بلکہ برقرار ہے ایسی صورت میں اللہ نے درگزر کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ))

''جب کوئی آدمی بھول جائے اور کچھ کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا، پلایا ہے''

بخاري، الصوم، باب الصائم إذا أكل أو شرب ناسيًا (١٩٣٣) ومسلم (١١٥٥)

یعنی ایسا آدمی بقیہ دن کے روزے کو پورا کرے اس کا روزہ درست ہے۔

روزہ دار کو مسواک کرنے کی رخصت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں اس کی رخصت نقل فرماتے ہوئے کہا ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے روزے میں مسواک کی۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دن میں صبح اور شام (ہر وقت) مسواک کیا کرتے تھے...... امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا کہ تر مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کسی نے کہا کہ اس میں تو ایک مزہ ہوتا ہے۔ اس پر آپ نے کہا کہ کیا پانی میں مزہ نہیں ہوتا؟ حالانکہ اس سے کلی کرتے ہو؟''

بخاري، الصوم، باب اغتسال الصائم، قبل الحديث (١٩٣٠)

بعض لوگوں نے یہ پابندی لگائی ہوئی ہے کہ مسواک صرف صبح کرسکتا ہے شام کو نہیں کرنی چاہیے

اس کی وہ کئی توجیہات بیان کرتے ہیں جب کہ نبی ﷺ کی روایت عام ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ))

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں اس قدر مسواک کرتے دیکھا ہے کہ جسے میں شمار ہی نہیں کرسکتا''

بخاری، الصوم، باب السواك الرطب واليابس للصائم، قبل الحديث (١٩٣٤) وابوداؤد (٢٣٦٤)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا میں روزے کی حالت میں مسواک کروں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! کرلو۔ میں نے کہا: دن کے کس حصے میں مسواک کروں؟ تو انہوں نے فرمایا: صبح یا شام (جب چاہو) کہتے ہیں میں نے کہا:

((إِنَّ النَّاسَ يَكْرَهُوْنَهُ عَشِيَّةً وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ))

''لیکن لوگ تو شام کے وقت مسواک کو ناپسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! اسی نے تو ان کو مسواک کا حکم دیا ہے اور جان بوجھ کر وہ لوگوں کو ایسی چیز کا حکم نہیں دیتا کہ وہ اپنے منہ بدبودار کرلیں۔ اس بات میں کچھ بھی خیر نہیں ہے بلکہ اس میں برائی ہے۔''

ارواء الغليل (١/١٠٦) وتلخيص الحبير (ص/١١٣) جيد)

روزہ دار اپنی اہلیہ کا بوسہ لے سکتا ہے

دوران روزہ اگر آدمی اپنی نفس پر ضبط کر سکتا ہے تو بوسہ لے سکتا ہے ورنہ نہیں اور روزے کی حالت میں صرف بوسہ لے سکتا ہے۔ جماع و دخول نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَحِكَ))

''رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لے لیا کرتے تھے پھر آپ ہنسیں''

بخاری، الصوم، باب القبلة للصائم (١٩٢٨)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''میرا دل چاہا اور میں نے روزے کی حالت میں (اپنی اہلیہ کا) بوسہ لے لیا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں نے آج بہت بڑا (برا) کام کر لیا ہے میں نے روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بتاؤ اگر تم دوران روزہ کلی کر لو تو؟ میں نے کہا کلی میں تو کوئی حرج نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کون سی چیز میں حرج ہے۔''

ابوداؤد، الصیام، باب القبلة للصائم (٢٣٨٥) صحیح

اس رخصت کو استعمال کرنے والوں کے لیے اس آنے والی حدیث کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا روزہ دار اپنی بیوی سے بغل گیر ہو سکتا ہے؟

تو آپ ﷺ نے اسے رخصت دے دی۔ آپ ﷺ کے پاس ایک اور آدمی آیا اس نے بھی یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے منع کر دیا۔ (راوی کہتے ہیں کہ)

((فَإِذَا الَّذِي رَخَّصَ لَهُ شَيْخٌ وَالَّذِي نَهَاهُ شَابٌّ))

''جسے آپ ﷺ نے رخصت دی تھی وہ بوڑھا آدمی تھا اور جسے آپ ﷺ نے منع کیا تھا وہ نوجوان تھا۔''

أبوداؤد، الصيام، باب كراهية القبلة للشاب (٢٣٨٧) صحيح

روزہ دار ہنڈیا وغیرہ کا ذائقہ چکھ سکتا ہے

روزہ دار ضرورت کے تحت کسی چیز کا ذائقہ چکھ سکتا ہے جیسا کہ گھروں میں کچن میں کام کرنے والی خواتین لیکن یہ خیال رہے کہ آگے نہ نگلے۔ کیوں کہ یہ کلی کی مانند ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ))

''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہنڈیا یا کسی چیز کا ذائقہ چکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

بخاری، الصوم، باب اغتسال الصوم تعليقا (١٩٣٠)

روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِكْتَحَلَ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ))

''نبی کریم ﷺ نے ماہِ رمضان میں روزے کی حالت میں سرمہ لگایا۔''

ابن ماجة، الصيام، باب ما جاء في السواك والكحل للصائم (١٦٧٨) صحيح

بوقت ضرورت حالت جنابت میں روزہ رکھا جا سکتا ہے

اگر آدمی اٹھا اور جنبی تھا اور سحری میں وقت کم تھا اگر وہ غسل کرتا ہے تو روزہ رہ جاتا ہے ایسی

صورت میں شریعت نے اسے رخصت دی ہے کہ وہ پہلے روزہ رکھ لے پھر غسل کر کے نماز ادا کرے۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میرے باپ عبدالرحمٰن مجھے ساتھ لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

((كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُهُ))

''جنبی حالت میں صبح کرتے احتلام کی وجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے (پھر غسل کر کے نماز ادا کرتے)''

بخاري، الصوم، باب إغتسال الصائم (١٩٣١) ومسلم (١١٠٩) وابن حبان (٣٤٨٦)

صحیح مسلم میں ایک روایت ہے کہ جسے حالت جنابت میں فجر ہو جائے وہ روزہ نہ رکھے۔ (مسلم:١١٠٩۔ و بخاری:١٩٢٦) لیکن یہ روایت منسوخ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے یہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ حالت جنابت میں رکھا ہوا روزہ درست نہیں لیکن بعد میں انہیں علم ہوا تو انہوں نے رجوع کر لیا کہ ایسے آدمی کا روزہ درست ہے۔

تلخيص الحبير (٤٤٤/٢) ونيل الأوطار (١٨٦/٣)

روزہ دار خوشبو، تیل اور کنگھی کر سکتا ہے

ان تمام چیزوں کو محدثین میں سے کسی نے بھی نواقض صوم تصور نہیں کیا بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِينًا مُتَرَجِّلًا))

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اسے چاہیے کہ یوں صبح کرے کہ اس نے تیل لگایا ہو اور کنگھی کی ہو۔''

بخاري، الصوم، باب إغتسال الصوم تعليقا (١٩٣٠)

روزہ دار سینگی لگوا سکتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار تھے۔''

بخاری، الصوم، باب الحجامة والقيء للصائم (١٩٣٨)

اس کے برعکس روایات بھی ہیں جو تمام کی تمام منسوخ ہیں۔

نيل الأوطار (١٧١/٣)

تھوک اور مکھی حلق میں چلی جائے تو......!

ان چیزوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء اور حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ وہ ان تمام چیزوں سے یعنی اپنا تھوک نگلنے اور مکھی وغیرہ کے اچانک حلق سے نیچے اترنے سے روزہ فاسد نہیں قرار دیتے۔

بخاری، الصوم، باب للصائم إذا أكل أو شرب ناسيًا تعليقًا (١٩٣٢) و (١٩٣٠)

روزہ کی حالت میں عورتوں کا مہندی لگانا اور میک اَپ کرنا

مفتی سعودی عرب شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''چہرے کو خوبصورت کرنے والی اشیاء مثلاً صابن، تیل وغیرہ جن کا تعلق صرف ظاہری جلد کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی طرح مہندی اور میک اَپ وغیرہ (روزے کو کوئی نقصان نہیں دیتا) لیکن یہ ہے کہ اگر میک اَپ کا استعمال چہرے کو نقصان دے تو استعمال کرنا ضروری نہیں۔''

مجموع الفتاوىٰ (ابن باز (٣٤٩/١)

دوران روزہ احتلام اور مذی سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ کی حالت میں اگر احتلام کے ذریعے انزال ہو جائے یا مذی وغیرہ خارج ہو جائے تو اس سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا جیسا کہ ابن حزم رحمہ اللہ محلی میں رقم طراز ہیں کہ

''اگر روزے کی حالت میں کسی کو احتلام ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیوں کہ شارع نے اسے مفسد قرار نہیں دیا۔''

المحلی لابن حزم (٤/٣٣٥)

کیا روزہ دار انجکشن لگوا سکتا ہے۔؟

ایسا ٹیکہ جو جزوِ بدن بن کر خوراک سے آدمی کو مستغنی کر دے اگر ایسا نہیں تو اس کے روزے پر کچھ اثر انداز نہیں ہوتا۔

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایسا ٹیکہ جس کا مقصد خوراک یا قوت کی فراہمی نہ ہو بلکہ صرف بیماری کا علاج ہو جائز ہے (اس کے علاوہ نہیں)''

رمضان المبارك فضائل، فوائد، ثمرات (ص/٤٥)

قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

قے (الٹی) آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر جان بوجھ کر ایسے کرے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ))

''جسے روزے کی حالت میں قے آ جائے اس پر قضا نہیں اگر جان بوجھ کر قے کرے تو قضا دے۔''

ابوداؤد، الصوم، باب الصائم لیتقیء عمدًا (۲۳۸۰) والترمذی (۷۱٦) صحیح

حاملہ اور مرضعہ کے لیے رخصت

حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی اگر کمزوری محسوس کرتی ہے اور روزہ اس پر گراں گزرتا ہے تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے لیکن دوبارہ اسے قضا دینی ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَ شَطْرَ الصَّلَاةِ، وَعَلَى الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ))

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز، اور حاملہ اور دودھ پلانے والی خاتون سے (صرف) روزہ ساقط کر دیا ہے۔"

ابوداؤد، الصوم (۲۳۰۸) والترمذی (۷۱۵) صحیح

مسافر بھی روزہ چھوڑ سکتا ہے

دوران سفر اللہ تعالیٰ نے روزہ چھوڑنے اور بعد میں اس کی قضا میں آسانی پیدا کی ہے اگر سفر آدمی کے لیے مشقت اور گراں ہے تو وہ روزہ چھوڑ دے اور اگر سفر میں ایسا معاملہ نہیں جیسا کہ دورِ حاضر میں ٹرانسپورٹ کی سہولیات میں آسانیاں ہی آسانیاں ہیں ایسے حالات میں کوئی روزہ رکھ لیتا ہے تو اس پر کوئی عیب نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں سفر میں روزہ رکھوں؟ وہ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر تم چاہو تو (سفر میں) روزہ رکھ لو اور اگر چاہو تو چھوڑ دو۔

بخاری، الصوم، باب الصوم فی السفر والافطار (۱۹۴۳)

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ))

''یہ (مسافر کا روزہ چھوڑنا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے تو چاہے اسے اختیار کرلے تو بہتر ہے اور جو شخص روزہ رکھنا پسند کرے تو اس پر بھی کوئی حرج نہیں''

مسلم، الصیام، باب التخییر فی الصوم والفطر فی السفر (۱۱۲۱)

مریض روزہ چھوڑ سکتا ہے

مریض کا حال بھی ایسا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حالت مرض میں روزہ چھوڑنے کی رخصت دے رکھی ہے البتہ تندرستی کے بعد اسے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا دینا ہوگی اور اگر روزے رکھے بغیر فوت ہوگیا تو ان روزوں کی قضاء اس کے ورثاء پر ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾

''تم میں جو شخص بیمار ہو، سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پوری کرلے۔''

[البقرۃ:۱۸۴]

بوڑھے آدمی کے لیے سہولت

ایسا بوڑھا آدمی جو روزہ نہیں رکھ سکتا یا ایسا آدمی جس کے لیے کوئی ایسی بیماری ہو جس میں اسے بار بار میڈیسن استعمال کرنی پڑتی ہو مثلاً گردوں کی درد والا آدمی اسے ڈاکٹر نے کہا کہ کثرت سے پانی پیو اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد پیتے رہو اگر وہ آدمی پانی نہیں پیتا تو مرض بڑھ جاتا ہے تو ایسا آدمی روزہ چھوڑ سکتا ہے یہاں تک کہ تندرست ہوجائے تو ان روزوں کی قضا دے دے اور اگر بوڑھا ہے جو قضا بھی دینے کی قدرت نہیں رکھ سکتا تو وہ ہر روزہ کے بدلے کسی ایک مسکین کو کھانا کھلا کر کفارہ ادا کرسکتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾

''اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے لیے ایک مسکین کو کھانے کا فدیہ دینا ہے۔'' [البقرة:١٨٤]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((رَخَّصَ لِلشَّيْخِ الْكَبِيْرِ أَنْ يُّفْطِرَ وَيُطْعِمَ عَنْ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ))

''بڑی عمر کے بوڑھے کو روزہ چھوڑنے کی رخصت دی گئی ہے تو وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے، اور اس پر قضا نہیں ہے۔''

مستدرك حاكم (٤٠٤/١) والدار قطنى (٢٠٥/٢) صحيح

رمضان کے قضائی روزے رکھنے میں آسانی

اس سلسلہ میں دو سہولتیں ہیں

۱...... رمضان میں کسی وجہ سے رہ جانے والے روزے آئندہ رمضان سے پہلے جب چاہو ان کی قضا دی جاسکتی ہے اس میں کوئی قید اور شرط نہیں کہ رمضان کے بعد فوراً شوال میں یا کسی اور مہینے میں رکھے جائیں بلکہ بآسانی جب بھی رکھ لے درست ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ:

((كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ))

''میرے ذمے رمضان کے روزے ہوتے تو میں ماہ شعبان کے علاوہ (سارا سال) ان کی قضا دینے کی طاقت نہ رکھتی۔''

بخاری، الصوم، باب متی یقضی قضاء رمضان (١٩٥٠) ومسلم (١١٤٦)

۲......رمضان کی قضا پے در پے روزوں کے ساتھ دینی چاہیے یا الگ الگ بھی دی جاسکتی ہے تو اس معاملہ میں بھی سہولت ہے۔ دونوں طرح درست ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو مفسر قرآن ہیں فرماتے ہیں یہ آیت عام ہے ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرۃ:١٨٤)

تو رمضان کے روزوں کی قضائی الگ الگ روزے رکھ کر بھی دی جائے تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ آیت میں پے در پے روزے رکھنے کا حکم نہیں ہے۔

بخاری، الصوم، ایضًا تعلیقا (١٩٥٠)

دار قطنی میں ایک صحیح روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''پہلے یہ آیت ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ نازل ہوئی کہ قضاء روزے دوسرے دنوں میں پے در پے رکھے جائیں لیکن پھر پے در پے روزے رکھنے کا حکم ختم ہوگیا۔

دار قطنی (١٩٢/٢) وبیھقی (٢٥٨/٤) صحیح

حائضہ اور نفاس والی عورت کو روزہ چھوڑنے کی آسانی

ہر ماہ ایام مخصوصہ میں جاری ہونے والے خون کو حیض اور ایسی عورت کو حائضہ کہتے ہیں اور ولادت کے بعد عموماً چالیس دن تک جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہا جاتا ہے۔

ان دونوں صورتوں میں عورت کو حکم ہے کہ وہ نہ روزے رکھے اور نہ نماز پڑھے البتہ پاکی کے بعد عورت نمازوں کی قضا نہیں دے گی لیکن روزوں کی قضا دے گی۔

جیسا کہ ایک لمبی حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ))

''کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزے رکھتی ہے۔''

بخاری، الصوم، باب الحائض ترك الصوم والصلاۃ (١٩٥١)

اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں یہ (حیض) آتا تھا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا لیکن نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

مسلم، الحیض، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلاۃ (٣٣٥)

نفلی روزہ توڑ لے تو کچھ گناہ نہیں

نفلی روزہ کسی کی دعوت کی وجہ سے کھولا جا سکتا ہے اس پر کوئی کفارہ اور قضا نہیں پڑتی جیسا کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب آ کر بیٹھ گئیں اور ام ہانی رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب پھر ایک لونڈی ایک برتن لے کر آئی اس میں پینے کی کوئی چیز تھی۔ اس نے وہ برتن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور پھر وہ برتن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو پکڑا دیا، انہوں نے بھی اس سے پیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! یقیناً میں نے روزہ توڑ دیا اور میرا تو روزہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ کیا تم کسی روزے کی قضا دے رہی تھی تو اس نے کہا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَلَا يَضُرُّكِ إِنْ كَانَ تَطَوُّعًا))

”اگر یہ نفلی روزہ تھا تو تب کوئی حرج نہیں۔“

ابوداؤد، الصیام، باب فی الرخصۃ فیہ (٢٤٥٦) والترمذی (٧٣١) صحیح

ہاں اگر کوئی نفلی روزے کی بھی قضا دینا چاہے تو اچھا عمل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند کیا ہے۔

مجمع الزوائد (٥٦/٤) حسن

ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفلی روزہ آدمی جب چاہے افطار کر سکتا ہے۔

اعتکاف جب چاہو جتنا چاہو

اس ضمن میں تین روایات پیش خدمت ہیں

۱...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((فَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ))

''آپ ﷺ نے اس ماہ (یعنی رمضان) کا اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرے کا اعتکاف کیا۔''

بخاری، الاعتکاف، باب اعتکاف النساء (۲۰۳۳)

۲......ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کرو۔

بخاری، الاعتکاف، باب اعتکاف لیلا (۲۰۳۲)

۳......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے، ایک سال آپ ﷺ اعتکاف نہ کر سکے تو اگلے سال آپ ﷺ نے بیس دنوں کا اعتکاف کیا۔

ابوداؤد، الصوم، باب الإعتکاف (۲٤٦٣) والترمذی (۸۰۳) صحیح

اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رات کو اعتکاف کے متعلق نذر پوری کرنے کا پوچھا تو آپ ﷺ نے رات کو اعتکاف کی اجازت مرحمت فرمائی جب کہ رات کو روزہ نہیں ہوتا۔ (ایضًا)

خواتین بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں مگر......

خواتین بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں لیکن صرف مسجد میں خاوند کی اجازت سے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے حتی کہ آپ ﷺ وفات پا گئے پھر آپ ﷺ کی بیویاں اعتکاف کرتیں۔

بخاری، الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر (۲۰۳٦)

معتکف سخت حاجت کے وقت مسجد سے باہر جا سکتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتی ہیں کہ

((كَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا))

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف میں ہوتے تو کسی سخت حاجت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہوتے۔''

بخاری، الاعتكاف، باب لايدخل البيت إلالحاجة (٢٠٤٩)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رمضان کے آخری عشرے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے مسجد میں آئیں کچھ دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں پھر واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں (گھر) چھوڑنے کے لیے کھڑے ہوئے، جب وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں تو دو انصاری آدمی ادھر سے گزرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں یہ میری بیوی صفیہ بنت حی ہیں۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! گویا ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ نہایت گراں گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان خون کی مانند جسم میں دوڑتا ہے۔ مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال جائے۔

بخاری، الاعتكاف، باب هل يخرج المعتكف لحوائجه إلى باب المسجد (٢٠٣٥، ٢٠٣٨)
وابوداؤد (٢٤٧٠)

زکوٰۃ اور آسانیاں

ارکان اسلام میں سے ایک رکن زکوٰۃ بھی ہے صاحب نصاب پر جس کی ادائیگی فرض ہے یقیناً دنیا میں آدمی کے لیے بہت بڑی آزمائش مال ہے اور یہی مال دنیا کی زیب وزینت ہے اگر تو احکام الٰہی کے مطابق اس مال کا تصرف کیا تو آدمی اس کے شر اور فتنے سے محفوظ رہے گا ورنہ بہت مشکل ہے، اس لیے اسلام نے بہت سی ایسی آسانیاں آدمی کو بتلائیں کہ جس سے وہ اپنے مال کو اپنے موافق اور شر سے پاک کر سکتا ہے جن کا تذکرہ ہم مختصر طور پر اس باب میں ذکر کریں گے۔

زکوٰۃ جنت کا راستہ آسان کرتی ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا:

((اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ))

''تم اپنے رب سے ڈرو، پانچوں نمازیں پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور امیر کی اطاعت کرو تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

ترمذی، الجمعة، باب منه (٦١٦)

زکوٰۃ مال کو پاک کر دیتی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ))

''زکوٰۃ کو اللہ نے مال کی پاکی کا سبب بنایا ہے۔''

بخاري، الزكاة، باب ما أدي زكاته فليس بكنز (١٤٠٤)

زکوٰۃ گناہوں کو مٹا دیتی ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''صدقہ گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو۔''

ترمذی، الإیمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة (٢٦١٦) صحیح

زکوٰۃ مال کی حفاظت کرتی ہے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَصِنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ))

''زکوٰۃ کے ذریعے اپنے اموال کو محفوظ کر لو''

البیهقی فی شعب الإیمان (٣٥٥٧) حسن

زکوٰۃ مال کے فتنے سے محفوظ رکھتی ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهُ))

''جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو یقیناً اس مال کا شر (فتنہ) ختم ہو گیا''

ابن خزیمة (١٣/٤) وصحیح الترغیب (٧٤٣)

زکوٰۃ رب کی ناراضگی دور کرتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ))

''بلاشبہ صدقہ پروردگار کی ناراضگی ختم کر دیتا ہے''

السلسلة الاحادیث الصحیحة (١٩٠٨)

سال گزرے تب ہی زکوٰۃ ہے

جب تک کسی مال پر مکمل سال نہ گزرے زکوٰۃ فرض نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا زَکَاۃَ فِيْ مَالٍ حَتّٰی یَحُوْلَ عَلَیْهِ الْحَوْلُ))

''کسی مال میں بھی اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔''

ابن ماجة، الزکاة، باب من استفاد مالا. صحیح

آلات وغیرہ میں زکوٰۃ نہیں

حدیث مبارکہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَیْسَ عَلَی الْعَوَامِلِ شَیْءٌ))

''عاملہ (جانوروں) پر کوئی چیز نہیں''

ابوداؤد، الزکاة، باب فی زکاة السائمة (۱۵۷۲)

اسی طرح وہ تمام چیزیں جو بطور آلات تجارت استعمال ہوتیں ہیں ان کی زکوٰۃ نہیں ہے مثلاً کارخانے کے آلات، کرائے کا مکان اور دکانیں اور کرائے کی گاڑیاں وغیرہ۔

سونے چاندی کی زکوٰۃ میں سہولت

سونا ساڑھے سات (۷:۵۰) تولے یعنی ستاسی (۸۷) گرام اور چاندی ساڑھے باون (۵۲:۵۰) تولے یعنی چھ سو بارہ (٦١٢) گرام یا اس سے زائد ہو تب زکوٰۃ فرض ہے ورنہ زکوٰۃ نہیں ہے۔ یعنی اگر کسی کے پاس ۵۰ تولے چاندی ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اگر کسی کے پاس سات تولے سونا ہے تو زکوٰۃ نہیں۔ شریعت کی طرف سے یہ بہت بڑی رخصت ہے۔

سنن ابی داؤد، الزکاة، باب زکاة السائمة (۱۵۷۳) صحیح

غلہ وغیرہ کی زکوٰۃ میں سہولت

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''پانچ وسق سے کم (غلے) پر زکوٰۃ نہیں''

بخاری، الزكاة، باب زكاة الورق (١٤٤٧)

پانچ وسق تقریباً بیس (۲۰) من بنتا ہے۔

گویا بیس من سے کم گندم۔ چاول وغیرہ میں کچھ نہیں ہے۔

وقت سے پہلے بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا زکوٰۃ اپنے مقررہ وقت سے پہلے بھی ادا کی جاسکتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز میں رخصت عطا فرمائی۔

ابوداؤد، الزكاة، باب فى تعجيل الزكاة (١٦٢٤) حسن

زکوٰۃ کو اس کے مصارف میں جہاں چاہو خرچ کرو

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے ہیں

۱۔ فقراء	۲۔ مساکین	۳۔ عاملین
۴۔ تالیف قلب	۵۔ گردنیں آزاد کرنے میں	۶۔ غارمین
۷۔ فی سبیل اللہ	۸۔ ابن سبیل (مسافر)	[التوبة: ٦٠]

ان تمام مصارف میں سے جہاں آدمی زیادہ ضرورت محسوس کرے اپنی زکوٰۃ کو صرف کرسکتا ہے چاہو ساری زکوٰۃ ایک مصرف میں خرچ کردے یا تمام میں صرف کرے اسے اجازت ہے۔

اسلام نے غریبوں کا خیال رکھا

اسلام غربت کو ختم کرنے کے لیے اپنے ماننے والوں کو کئی ایک طریقے بتلاتا ہے جن میں ایک یہ ہے کہ غنی لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے فقراء میں تقسیم کردی جائے تاکہ غربت کا خاتمہ ہو

سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ))

''(زکوٰۃ) مسلمانوں کے اغنیاء سے لی جائے گی اوران کے فقراء میں تقسیم کردی جائے گی۔''

بخاری، الزکاۃ، باب لاتؤخذ کرائم اموال الناس فی الصدقۃ (١٤٥٨)

حق تو یہی ہے کہ یہاں کے اغنیاء سے زکوٰۃ لی جائے وہاں کے فقراء میں تقسیم کردی جائے لیکن اگرکسی آفت، سانحہ اور حادثہ کے پیش نظر دوسرے علاقے کے لوگ زیادہ محتاج ہوں تو دوسری جگہ منتقل کر کے بھی تقسیم کی جاسکتی ہے۔

زکوٰۃ اکٹھی کرنے والوں کو زکوٰۃ کھانے کی رخصت

غنی آدمی کے لیے زکوٰۃ کا مال حرام ہے تاہم اگر زکوٰۃ وغیرہ کے وصولی پر مقرر کوئی غنی ہے تو وہ بھی زکوٰۃ کے مال سے کھا سکتا ہے اس کے لیے ایسی صورت میں حلال ہوگی جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مال دار شخص کے لیے پانچ صورتوں کے علاوہ صدقہ حلال نہیں''

١۔ فی سبیل اللہ جہاد کرنے والا

٢۔ زکوٰۃ کا مال اکھٹا کرنے والا

٣۔ مقروض شخص

٤۔ وہ شخص جو اپنے مال سے صدقے کی کوئی چیز خرید لے

٥۔ مسکین پر جو چیز صدقہ کی گئی ہو وہ اس سے کچھ مال دار کے لیے بطور تحفہ بھیج دے۔

ابوداؤد، الزکاۃ، باب من یجوز لہ اخذ الصدقۃ وھو غنی (١٦٣٦) صحیح

بیوی اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے

خاوند اپنی زکوٰۃ اپنی بیوی کو نہیں دے سکتا کیوں کہ بیوی کا خرچہ خاوند کے ذمہ ہے تاہم بیوی اپنے ذاتی مال، زیورات کی زکوٰۃ اپنے خاوند کو دے سکتی ہے اگر اس کا خاوند محتاج ہو اور زکوٰۃ کا مستحق ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے روز عید گاہ تشریف لے گئے پھر (نماز کے بعد) لوگوں کو خطاب فرمایا اور صدقہ کا حکم دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! صدقہ کرو، پھر آپ ﷺ خواتین کی طرف گئے اور ان سے بھی یہی فرمایا کہ عورتو! صدقہ کیا کرو کیوں کہ میں نے جہنم میں بکثرت تمہیں دیکھا ہے۔ عورتوں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ایسی کوئی مخلوق نہیں دیکھی جو ہوشیار مرد کی عقل کو بھی اپنی مٹھی میں لے لیتی ہو۔ ہاں اے عورتو! پھر آپ ﷺ گھر پہنچے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب آئیں اور اجازت چاہی آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ زینب آئی ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کون سی زینب ہے؟ کہا گیا ابن مسعود کی اہلیہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا انہیں اجازت دے دو چنانچہ اجازت دے دی گئی۔

انہوں نے حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول! آج آپ ﷺ نے صدقہ کا حکم ارشاد فرمایا تھا اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی مگر (میرے شوہر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ خیال ہے کہ وہ اور ان کی اولاد اس صدقہ کے ان (مساکین) سے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ))

''ابن مسعود نے درست کہا، تیرا شوہر اور اس کی اولاد تیرے صدقے کے زیادہ مستحق ہیں''

بخاری، الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الأقارب (١٤٦٢)

زکوٰۃ اپنوں کو دینے میں دوہرا فائدہ

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَعَلَى ذِي الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ))

''مسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دو چیزیں شامل ہو جاتی ہیں ایک صدقہ اور دوسرا صلہ رحمی''

ابن ماجة، الزكاة، باب فضل الصدقة (١٨٤٤) صحيح

لاعلمی میں اگر زکوٰۃ وصدقہ غیر مستحق کو دے دیا تو..!

ایسی صورت میں دینے والے کی نیت پر انحصار ہے اگر لاعلمی میں غیر مستحق کو صدقہ دیا ہے تو اس پر کچھ نہیں اس کی طرف سے صدقہ زکوٰۃ قبول ہو گی غلط لینے والے نے کیا ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسا ہی مسئلہ آیا کہ والد نے لاعلمی میں اپنے بیٹے کو صدقہ دے دیا۔ علم ہونے پر کہ بیٹے کو تو صدقہ لگتا نہیں۔ انہوں نے دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے یزید! تمہیں اس چیز کا اجر مل جائے گا جس کی تم نے نیت کی اور اے معن! جو تم نے حاصل کر لیا وہ تمہارا ہی ہے۔''

بخاري، الزكاة، باب اذا تصدق على ابنه وهو لا يشعر (١٤٢٢)

صدقہ فطر مساکین کے لیے ایک سہولت

نماز عید الفطر سے پہلے ہر آدمی کی طرف سے ایک صاع (تقریباً ۲ کلو ۱۰۰ گرام) صدقہ یعنی فطرانہ دینا فرض ہے خواہ وہ بچہ ہے یا بوڑھا، نوجوان یا عورت آزاد یا غلام۔

یہ عید سے پہلے صدقہ دینے کی تلقین مساکین کے لیے خیر خواہی کا ایک ذریعہ ہے تا کہ وہ بھی

مسلمانوں کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينَ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو اس لیے فرض کیا ہے تا کہ روزہ دار (دوران روزہ کی ہوئی) لغو فحش حرکات سے پاک ہو جائے اور مساکین کو کھانے کا سامان مل سکے۔''

ابوداؤد، الزکاة، باب زکاة الفطر (١٦٠٩) وابن ماجة (١٨٢٧) حسن

فطرانہ دینے میں آسانی

موجودہ خوراک سے ایک صاع (تقریباً ۲ کلو ۱۰۰ گرام) صدقہ فطر ادا کرنا ہے اسلام نے اس میں سہولت دی ہے کہ آدمی اپنے گھر میں عام کھائی جانے والی خوراک میں سے جس سے چاہے ادا کر دے مثلاً گندم، جو، چاول، کھجور وغیرہ۔

عرب میں عہد رسالت میں عموماً صدقہ فطر گندم، جو، کھجور، پنیر اور منقیٰ وغیرہ سے نکالا جاتا تھا۔

بخاری، الزکاة، باب صدقة الفطر صاع من طعام (١٥٠٦)

عورت کے لیے ایک رخصت

خاوند اگر بیوی کی ضروریات کو پورا نہیں کرتا اور اس کے پاس وسعت بھی ہے تو بیوی کو رخصت ہے کہ ضرورت کے مطابق اپنے اور اپنے بچوں کے لیے خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر لے سکتی ہے لیکن یہ صرف ضرورت کی حد تک ہے نہ کہ فضول خرچی کے لیے۔ جیسا کہ ہندہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوند ابوسفیان کے متعلق مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دی۔

حج اور آسانیاں

ارکان اسلام میں سے ایک اہم ترین رکن حج ہے، حج تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مطہرہ ہے اگر مومن موحد حلال کمائی سے اس کے مکمل آداب وشرائط کا خیال رکھتے ہوئے حج کر کے واپس آتا ہے تو سفید کپڑے کی مانند مکمل گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))

''جس نے حج کیا (اور اس میں) نہ عورتوں کے قریب گیا اور نہ ہی کوئی فسق و فجور کا کام کیا تو وہ اپنے گناہوں سے (پاک صاف ہوکر) اس دن کی طرح لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔''

صحیح بخاری، الحج، باب فضل الحج (۱۵۲۱) ومسلم (۱۳۵۰)

ایک دوسری روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ثواب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ))

''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک دونوں کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔حج مبرور (نیکی والا حج) کا بدلہ جنت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔''

صحیح بخاری، الحج، باب وجوب العمرة وفضلها (۱۷۷۳) ومسلم (۱۳۴۹) والترمذی (۹۳۳)

اگرچہ حج فرائض میں شامل ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اس میں بہت ہی آسانیاں اور رخصتیں دی ہیں تاکہ بندہ اس فریضہ کو ادا کرنے میں کسی مشقت اور تنگی میں نہ پڑے ہم اس مقام پر حج میں اسلام کی پیش کردہ چند آسانیوں کا تذکرہ کریں گے تفصیل کا طالب محترم ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب کی اسی موضوع پر کتاب کا مطالعہ کرسکتا ہے۔

جس کے پاس استطاعت نہیں اسے رخصت ہے

سواری، صحت اور زادِ راہ کی سہولت میسر نہ ہونے کی صورت میں اسے رخصت ہے کہ یہ حج نہ کرے کیوں کہ حج صرف اللہ نے اس پر فرض کیا ہے جس میں ہر طرح کی استطاعت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾

''اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اُس کا حج کرے'' [آل عمران:۹۷]

حج صرف ایک بار کرنا ہی کافی ہے

صاحبِ استطاعت پر اللہ چاہتا تو زندگی میں ہر سال حج فرض کر دیتا لیکن اللہ نے آسانی دیتے ہوئے زندگی میں فرض حج صرف ایک بار کیا ہے اگر بندہ اپنی مرضی اور رب کی خوشنودی کے حصول کے لیے ہر سال حج کرے تو اچھی بات ہے۔

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا حج ہر سال کرنا فرض ہے یا زندگی میں ایک بار؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

((بَلْ مَرَّةً وَاحِدَةً فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ))

''بلکہ ایک مرتبہ ہے پس جس نے زیادہ بار کیا تو وہ نفلی حج ہے۔''

سنن ابی داؤد، المناسك، باب فرض الحج (۱۷۲۱) وابن ماجة (۲۸۸٦) والدارمی (۲۹/۲) صحیح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحَجُّ مَرَّةً وَاحِدَةً فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ))

''حج ایک مرتبہ فرض ہے اور جس نے زیادہ کیا تو وہ نفلی حج ہے۔''

صحیح سنن ابی داؤد، المناسك، باب فرض الحج (١٥١٤) والدار قطنی (٢/٢٨٠) والحاکم (٤٤١/١) صحیح

حج وعمرہ میں جانے والوں کے لیے آسانی

حج کرنے والے کے لیے آسانی دی گئی ہے کہ وہ پیدل جائے یا سوار ہو کر اسے اجازت ہے جیسے اس کے لیے آسان ہے دور رسالت میں کچھ لوگوں نے اس معاملہ کو الجھا کر تنگی دینے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے انہیں منع بھی فرمایا اور آسان راستہ بھی بتایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جسے اس کے دو بیٹے سہارا دے کر چلاتے ہوئے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا۔ اس کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس نے نذر مانی ہے کہ پیدل چل کر بیت اللہ کا حج کرے گا (اب طاقت نہیں ہے تو بیٹوں کا سہارا لے کر چل رہا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ))

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے خود کو عذاب میں مبتلا کرنے سے بے نیاز ہے اور آپ ﷺ نے انہیں سوار ہونے کا حکم جاری فرمایا۔''

صحیح بخاری، جزاء الصید، باب من نذر ان یمشی الی الکعبة (١٨٦٥)

دوران سفر تجارت کی رخصت

دوران حج اگر اعمال حج میں خلل نہ ہو تو بندہ رزق حلال کے لیے تجارت وغیرہ کر سکتا ہے لیکن اگر اعمال حج میں خلل اندازی کا خدشہ ہو تو ایسا کرنا درست نہیں ہے اسلام کی طرف سے یہ بہت بڑی آسانی ہے لہٰذا اس کا استعمال صحیح رکھا جائے۔

حضرت ابوامامہ تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

''میں اپنے حج میں جانور کرایہ پر دیتا تھا لوگ کہتے تھے کہ تیرا حج نہیں ہوتا۔ میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! میں ایسا آدمی ہوں جو دورانِ حج کرایہ کماتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ میرا حج درست نہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کیا تو احرام نہیں باندھتا تلبیہ نہیں کہتا، طواف نہیں کرتا، عرفات سے نہیں لوٹتا اور کنکریاں نہیں مارتا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ سب کچھ کرتا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: پھر تو تیرا حج درست ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا تھا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سوال پوچھا تھا جیسا کہ تو نے مجھ سے پوچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ''اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے رب سے روزی طلب کرو'' [البقرة:۱۹۸]

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو بلایا اور یہ آیت سنائی اور کہا کہ تیرا حج درست ہے۔''

سنن ابی داؤد، المناسك، باب الكرى (۱۷۳۳) وصحيح سنن ابی داؤد (۱۵۲۵) والحاكم (۴۸۱/۱)

عمرہ جب چاہو کرو

حج متعین وقت میں کرنا ضروری ہے اور اس فریضے کی ادائیگی تب ہی مکمل ہوتی ہے جب ماہ ذوالحجہ کی مخصوص تاریخوں میں کیا جائے لیکن اللہ نے عمرہ کرنے میں آسانی رکھی جب چاہو کرو۔ سارے سال کے ہر دن، ہر مہینہ اور ہر وقت میں درست ہے اور یہ بھی رخصت ہے کہ اکیلا عمرہ کرو یا حج کے ساتھ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر لوگوں

سے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ بِعُمْرَةٍ قَبْلَ الْحَجِّ فَلْيَفْعَلْ))

''جو کوئی حج کیے بغیر صرف عمرہ کر کے جانا چاہے تو اسے اجازت ہے۔''

صحيح ابن خزيمة، جماع أبواب ذكر العمرة وشرائعها و سننها وفضائلها (٣٧٩) صحيح

جسے حج کی استطاعت نہ ہو اس کے لیے ایک سہولت

جو کسی وجہ سے حج نہ کر سکے وہ ماہ رمضان میں عمرہ کرے اسے حج کا ثواب مل جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ

((مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ؟))

''تو حج کرنے کیوں نہیں گئی؟''

انہوں نے عرض کیا کہ فلاں کے باپ یعنی میرے خاوند کے پاس دو اونٹ پانی پلانے کے تھے ایک پر تو وہ خود حج پر چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِيَ))

''رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے''

بخاری، الحج، باب حج النساء (١٨٦٣) والدارمی (١٨٥٩) وابن ماجة (٢٩٩٣)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً))

''جب رمضان آئے گا تو عمرہ کر لینا کیوں کہ رمضان میں عمرہ (کا اجر وثواب) حج کے برابر ہوتا ہے۔''

صحیح مسلم، الحج، باب فضل العمرة فی رمضان (١٢٥٦) والنسائی (٢١٠٩) وفی السنن الکبریٰ (٤٢٢٣/٢) وابن حبان (٣٧٠٠)

معذور کو بھی حج کا ثواب مل سکتا ہے

اگر کوئی شخص معذور ہے یا مریض ہے یا اس قدر بوڑھا ہے کہ سفر کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ بھی حج کے ثواب کو پا سکتا ہے یعنی اپنی طرف سے کسی دوسرے کو حج پر روانہ کر دے یا اس کے عزیز و اقارب میں سے کوئی اس کی طرف سے حج کر دے۔

حضرت ابوزرین عقیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول!

((إِنَّ أَبِی شَیْخٌ کَبِیرٌ لَا یَسْتَطِیعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ))

''بلاشبہ میرے والد محترم بہت بوڑھے ہیں حج و عمرے کے لیے نہ پیدل جا سکتے ہیں اور نہ ہی سوار ہونے کی طاقت ہے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حُجَّ عَنْ أَبِیكَ وَاعْتَمِرْ))

''اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرو۔''

ترمذی، الحج، باب (۹۳۳) وابن ماجة (۲۹۰۶) صحیح

یہاں ایک بات یاد رہے کہ دوسروں کی طرف سے حج (حج بدل) صرف وہی کر سکتا ہے جس نے پہلے حج و عمرہ خود کر لیا ہو اگر ایسا شخص ہے جس نے خود پہلے حج و عمرہ نہیں کیا تو وہ پہلے اپنا حج و عمرہ کرے پھر بعد میں دوسروں کی طرف سے کر سکتا ہے۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا

((لَبَّیْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ))

''میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں، حاضر ہوں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: شبرمہ کون ہے۔؟

تو اس نے عرض کیا: شبرمہ میرا بھائی یا رشتہ دار ہے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی طرف سے حج کیا ہوا ہے۔؟اس نے کہا: نہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ))

''پہلے اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے کرنا''

سنن ابی داؤد، المناسك، باب الرجل يحج عن غيره (١٨٠٨) وابن ماجة (٢٩٠٣) والدار قطني (١٤٩) ومسند ابی يعلی (١١٣)

میت کی طرف سے دوسرا آدمی بھی حج کرسکتا ہے

اگر کسی شخص پر زندگی میں صاحب استطاعت ہونے کی وجہ سے یا نذر مان لینے کی وجہ سے حج فرض ہو لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو ورثاء اس کی طرف سے حج کر دیں تو اسے ثواب ملے گا جس کی حدیث میں کئی ایک مثالیں موجود ہیں مثلاً

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا میں نے اپنی والدہ پر ایک لونڈی صدقہ کی تھی لیکن وہ فوت ہوگئی (یعنی میری والدہ) راوی نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تجھے اجر ضرور ملے گا اور اس نے وہ لونڈی تجھ پر میراث کی صورت میں لوٹا دی ہے۔پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ کے ذمے ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تو اس کی طرف سے روزے رکھ لے، پھر اس نے کہا:

((إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ حُجِّي عَنْهَا))

''کہ اس نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کی طرف سے حج کرلے۔''

مسلم، الصيام، باب قضاء الصيام عن الميت (١١٤٩) وابوداؤد (٢٨٧٧) والترمذی (٦٦٧)

مال زکوٰۃ سے حج کرنے کی رخصت

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ایک آسانی ہمارے لیے رکھی ہے کہ اگر کوئی زکوٰۃ کے مال سے کسی کو حج کروانا چاہے تو کرواسکتا ہے کیوں کہ زکوٰۃ کے مصارف میں ایک ''فی سبیل اللہ'' ہے جہاد کے علاوہ احادیث مبارکہ میں حج کو بھی فی سبیل اللہ میں شمار کیا گیا ہے۔

حضرت ام معقل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ))

''حج اور عمرہ فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔''

مسند احمد (٤/٢٢١) (٦/٤٠٥) والحاکم (١/٤٨٢) شیخ البانی فرماتے ہیں کہ عمرہ کے لفظ کے ساتھ شاذ ہے اس کے بغیر صحیح ہے۔ إرواء الغليل (٨٦٩) صحيح

سنن ابی داؤد کی ایک روایت کے بھی ایسے ہی الفاظ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِنَّ الْحَجَّ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ))

''بے شک حج اللہ کے راستے (فی سبیل اللہ) میں ہی ہے۔''

سنن ابی داؤد، المناسك، باب العمرة (١٩٨٩) وابن خزيمة (٢٣٧٦) صحيح

مکہ کے مقیم کے لیے احرام باندھنے کی آسانی

میقات کے اندر رہنے والے لوگ (مکی وغیرہ) مکہ ہی سے احرام باندھ لیں یہ ان کے لیے خداوند کی طرف سے سہولت ہے جبکہ ہر ایک علاقے کے رہنے والوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ الگ میقات مقرر فرمائے ہیں۔

جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ''ذوالحلیفہ'' شام والوں کے لیے ''جحفہ'' یمن والوں کے لیے ''یلملم'' اور نجد والوں کے لیے ''قرن (المنازل)'' میقات مقرر فرمائے۔ یہ ان علاقوں کے لوگوں کے لیے اور دوسرے

علاقوں سے حج وعمرہ کے ارادے سے آنے والے ایسے لوگوں کے لیے ہیں جو ان کے پاس سے گزریں لیکن جو لوگ ان میقات کے مقامات کے اندر ہوں تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں یہاں تک کہ مکہ والے وہیں یعنی مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

بخاري، الحج، باب مهل من كان دون المواقيت (١٥٢٩) ومسلم (٢٣٤) ومسلم (١١٨١)

بیرونی لوگ جو مکہ میں رہائش پذیر ہوں ان کے لیے آسانی

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو شخص مکہ میں ہو خواہ مکی ہو یا باہر سے آیا ہو اور وہ حج کے احرام باندھنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کے احرام باندھنے کی جگہ مکہ ہی ہوگی یعنی وہ مکہ ہی سے احرام باندھ لے۔''

شرح النووي (٨٤/٨)

بوقت ضرورت احرام سے نکلنے کی سہولت

حج وعمرے کا احرام باندھنے والا اگر کسی ضرورت کے تحت احرام سے نکلنا چاہتا ہے تو اسے اسلام نے سہولت دی ہے کہ وہ احرام کھول کر قربانی دے اگر میسر ہو اور اگر میسر نہ ہو تو واپس آ کر دس روزے رکھ لے اسے رخصت ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ میں موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾

''اور اللہ (کی خوشنودی) کیلئے حج اور عمرے کو پورا کرو اور اگر (راستے میں) روک لئے جاؤ تو جیسی قربانی میسر ہو (کردو)'' [البقرۃ:١٩٦]

مُحرم احرام نیا اور دھلا ہوا بھی پہن سکتا ہے

حج وعمرہ کرنے والے کے لیے شریعت کی طرف سے یہ بھی بہت بڑی سہولت اور آسانی ہے کہ وہ جب چاہے نیا احرام یا وہی دھونا چاہے تو کسی قسم کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں شیخ

ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ موجود ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ کیا مُحرم اپنا احرام بدل سکتا ہے، اور اسے دھو سکتا ہے کہ نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ:

''احرام کے دھونے میں کوئی حرج نہیں اور اس کو اتار کر نیا احرام باندھنے کی بھی اسے اجازت ہے۔''

فتاوی تتعلق بأحكام الحج والعمرة والزيارة (ص/٨٢)

بوقت ضرورت محرم وقت سے پہلے سر منڈوا سکتا ہے

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر عمرہ میں شامل تھے ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں جو انہیں اذیت دے رہی تھیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں عمرہ مکمل کرنے سے پہلے سر منڈوا سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر انہیں رخصت دے دی

﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾

''اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ اور اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اُس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو تو (اگر وہ سر منڈا لے تو) اُس کے بدلے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے'' [البقرة:١٩٦]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسے سر منڈوانے کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا ایک بکری ذبح کرو۔

صحيح بخاري، المحصر، باب قول الله تعالى ﴿فمن كان منكم......﴾ (١٨١٤) ومسلم (١٢٠١)

بیت اللہ میں ہر وقت طواف اور نماز کی رخصت

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے بنی عبد مناف! کسی شخص کو بھی رات یا دن کی کسی گھڑی میں جب بھی وہ چاہے

اس گھر (بیت اللہ) کے طواف اور اس میں نماز سے مت روکنا۔"

سنن ابی داؤد، المناسك (۱۸۹۱) والترمذی (۸٦٠) صحیح

طواف اور سعی میں تقدیم وتاخیر کی رخصت

اصولاً پہلے طواف اور پھر سعی کی جائے لیکن اگر کسی نے پہلے سعی اور پھر طواف کیا تو اسے اسلام نے سہولت دی ہے اور کہا کہ اس پر کچھ مضائقہ نہیں۔

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسائل دریافت کرنے لگے پس ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔

((سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُوفَ ......))

"میں نے طواف سے پہلے سعی کر لی ہے......"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ))

"کوئی حرج نہیں، کوئی مضائقہ نہیں۔"

سنن ابی داؤد، الحج، باب فیمن قدم شیئًا قبل شیءٍ فی حجه (۲۰۱۳) صحیح عند البانی رحمہ اللہ

حائضہ عورت کو طوافِ وداع کی رخصت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ))

"لوگوں کو حکم دیا گیا کہ (دورانِ حج) ان کا آخری وقت بیت اللہ میں گزرے مگر حائضہ عورت سے اس کی تخفیف کر دی گئی ہے۔"

صحیح بخاری، الحج، باب طواف الوداع (۱۷۵۵)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:

"حائضہ اور نفاس والی دونوں طرح کی عورتوں کے لیے یہ آسانی ہے۔"

فتاوی اسلامیہ (۲۳۷/۱)

آسانیاں ہی آسانیاں

رسول اللہ ﷺ نے دوران حج چار کام ترتیب سے کیے اور ایسے ہی کرنا چاہیے۔

پہلے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں

پھر قربانی کریں

پھر سر منڈوائیں

پھر طواف افاضہ کریں

لیکن اسلام نے یہ رخصت اور آسانی دی ہے کہ انہیں بترتیب نہ بھی کوئی کرے تو رخصت ہے کچھ حرج نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نے رمی سے پہلے طواف افاضہ (زیارت) کر لیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَاحَرَجَ))

"کوئی مضائقہ نہیں"

پھر اس نے عرض کیا: میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَاحَرَجَ))

"کوئی مضائقہ نہیں"

صحیح بخاری، الحج، باب الذبح قبل الحلق (۱۷۲۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ترتیب کے متعلق جس چیز کو بھی آگے

پیچھے کرنے کے متعلق سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِفْعَلْ لَا حَرَجَ))

''(جو رہ گیا ہے اسے) کرلو اور کچھ مضائقہ نہیں''

صحیح بخاری، الحج، باب الفتیا علی الدابة عند الجمرة (١٧٣٦)

حاجی یوم عرفہ کا روزہ نہ رکھیں

یوم عرفہ کا روزہ رکھنا دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے لیکن اگر حاجی رکھے گا تو کمزوری اور سستی کا شکار ہوگا جو ارکان حج کی ادائیگی میں رکاوٹ ہوگی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے خود یوم عرفہ کے دن سبھی لوگوں کے سامنے دودھ کا پیالہ نوش فرمایا کہ امت کو پتہ چل جائے کہ اس دن یعنی میدانِ عرفات میں عرفہ کا روزہ چھوڑنا ہی افضل ہے۔

عرفات ومزدلفہ میں قصر وجمع نماز کی سہولت

حج کی آسانیوں میں سے ایک آسانی یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میدان عرفات میں ظہر اور عصر کو قصر وجمع کرنے کی رخصت دی اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء جمع کرنے کی سہولت دی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر اور عصر عرفات میں جمع کر کے لوگوں کو پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفلی نماز نہ پڑھی (اور یہ دونوں نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ تھیں) نیز حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے یہ دونوں نمازیں قصر یعنی دو دو رکعتیں پڑھائیں۔

سنن ابی داؤد، المناسك، باب الرواح الی عرفة (١٩١٣) ومسلم (١٩٦) صحیح

اور مزدلفہ میں پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑھی نیز نماز عشاء کو آپ ﷺ نے قصر ادا کیا۔

صحیح مسلم، الحج، باب حجة النبی ﷺ (١٢١٨)

معذور کو رمی جمرات میں سہولت

دس ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ تک منیٰ میں ٹھہر کر ہر دن رمی کرنی چاہیے لیکن معذور لوگوں کو سہولت ہے کہ گیارہ اور بارہ تاریخ دونوں کی رمی ایک ہی دن میں کر سکتے ہیں۔

حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو (منیٰ میں) رات گزارنے کے متعلق رخصت دی وہ قربانی کے دن رمی کریں اور پھر وہ اس کے بعد والے دودنوں کی رمی ان میں سے کسی ایک دن کر لیں۔"

حج میں بال منڈواؤ یا کٹواؤ سب جائز ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود احرام کھولتے وقت سر منڈوایا تھا لیکن امت کی آسانی کے لیے اسے رخصت دے دی کہ جو ہو کر لے البتہ افضل یہ ہے کہ سر کو منڈوایا جائے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

((رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ))

"اللہ تعالیٰ بال منڈوانے والوں پر رحم فرمائیں۔"

تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال منڈوانے والوں کے لیے رحم کی دعا فرمائی اور دریافت کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی بار فرمایا:

((وَالْمُقَصِّرِينَ))

"اور (اللہ) بال کترانے والوں پر (بھی رحم فرمائے)"

صحیح مسلم، الحج (٣١٨) والبخاری (١٧٢٧)

حج تمتع کرنے والے کے لیے قربانی کی سہولت

حج قران (عمرہ اور حج ایک ہی احرام سے اکٹھا کرنا) والوں کے لیے قربانی ساتھ لے کر جانا یا

راستے سے خرید کر کرنا ضروری ہے جب کہ حج تمتع (عمرہ اور حج کے لیے الگ الگ احرام باندھنے) والوں کے لیے رخصت ہے کہ اگر قربانی میسر ہے تو کر لیں ورنہ دس روزے رکھ لیں اور وہ بھی تین ایام حج میں اور باقی گھر آ کر رکھ لیں یہ بہت بڑی آسانی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾

''جو (تم میں) حج کے وقت تک عمرے سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ جیسی قربانی میسر ہو کرے اور جس کو (قربانی) نہ ملے وہ تین روزے ایامِ حج میں رکھے اور سات جب واپس ہو۔ یہ پورے دس ہوئے۔'' [البقرۃ:١٩٦]

قربانی میں شراکت کی سہولت

یہ ایک بہت بڑی سہولت ہے کہ آدمی جس جانور کی چاہے قربانی کرے، بکرا، بھیڑ، گائے اور اونٹ وغیرہ میں سے۔ اور اس سے بڑھ کر اس میں اور آسانی دی گئی کہ گائے میں سات تک لوگ شریک ہو سکتے ہیں اور اونٹ میں دس تک لوگ شریک ہو کر فریضہ قربانی ادا کر سکتے ہیں جیسا کہ صحیحین کی احادیث سے ثابت ہے۔

قربانی کے دنوں میں سہولت

قربانی کرنے کا افضل دن دس ذوالحجہ ہے تاہم نبی کریم ﷺ نے امت کی آسانی کے لیے سہولت دی کہ تمام ایام تشریق میں جب آسانی اور میسر ہو قربانی کی جا سکتی ہے۔ اور ایام تشریق دس ذوالحجہ کے بعد تین دن ہیں یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ۔

جیسا کہ سعودی عرب کی افتاء کمیٹی نے فتویٰ دیا ہے کہ:

''اہل علم کے ہاں سب سے صحیح قول کہ تمتع، قران اور عید کی قربانی کے چار دن ہیں۔

ایک دن عید کا اور تین دن اس کے بعد۔‘‘

فتاوی اللجنة الدائمة للمبحوث والإفتاء (٤٠٦/١١)

قربانی اور آسانیاں

قربانی صرف وسعت والے پر فرض ہے

قربانی سنت ابراہیمی ہے جسے محمد ﷺ کی مہر لگا کر قیامت کے لیے رائج کر دیا گیا ہے ہر صاحب استطاعت پر ہر سال قربانی کرنا فرض ہے اگر استطاعت نہیں تو رخصت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا))

''جو آسودہ حال ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔''

ابن ماجة، الأضاحی، بَاب الْأَضَاحِيُّ وَاجِبَةٌ هِيَ أَمْ لَا (٣١٦٠) صحیح

وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ ﷺ نے شدید ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

قربانی کے جانوروں کے انتخاب میں سہولت

ہر انسان اپنی وسعت کے مطابق جانور خرید کرسکتا ہے عہد رسالت میں چار جانوروں میں سے جس کا کوئی چاہتا انتخاب کر کے قربانی دے دیتا۔ اونٹ، گائے، بھیڑ (مینڈھا) اور بکری۔

علاوہ ازیں اونٹ میں دس دس آدمی شریک ہونے کی سہولت بھی موجود ہے اور اگر کوئی ایک آدمی ہی اکیلا ایک اونٹ کرنا چاہے تو بھی اجازت ہے ایسے ہی گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

غیر دوندا جانور کی قربانی کی سہولت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ))

''دو دانت والے کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی نہ کرو، ہاں اگر دشواری پیش آ جائے

تو دو دانت سے کم عمر کا دنبہ بھی ذبح کرو۔‘‘

مسلم، الأضاحی، باب سن الأضعية (١٩٦٣)

دو دانت والے جانور کے نہ ملنے کی صورت میں بھیڑ کا جذعہ جائز ہے البتہ عام حالت میں بھی غیر دوندا یعنی جذعہ ذبح کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت کلیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّي مِمَّا يُوَفِّي مِنْهُ الثَّنِيُّ))

’’یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاں دو دانت والا جانور کافی ہے وہاں دو دانت سے کم عمر والا بھیڑ کا بچہ بھی کافی ہے۔‘‘

ابوداؤد، الضحایا، باب ما یجوز فی الضحایا من السن (٢٧٩٦) صحیح

بھیڑ کے دو دانت سے کم عمر والے جس بچے (جذع) کو بطور قربانی ذبح کرنے کی رخصت ہے اس کی عمر کتنی ہو گی اس بارے میں مختلف آراء ہیں بعض علماء نے ایک سال مدت بتائی ہے، بعض نے چھ ماہ، بعض نے سات ماہ اور بعض نے ان سے مختلف دیگر آراء پیش کی ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ثُمَّ الْجَذَعُ مَا اسْتَكْمَلَ سَنَةً عَلٰى اَصَحِّ الْاَوْجُهِ))

’’جذع کی عمر کے بارے میں سب سے زیادہ درست بات یہ ہے کہ اس کی عمر ایک سال پوری ہو چکی ہو۔‘‘

المجموع (٢٩٣/٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ایک سال عمر کی رائے والی روایت کو ترجیح دی ہے۔

فتح الباری (٥/١٠)

خصی اور غیر خصی کے انتخاب میں رخصت

خصی اور غیر خصی دونوں طرح کے جانوروں کی قربانی کرنا درست اور سنت سے ثابت ہے۔

خصی جانور کی قربانی کی دلیل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِكَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ عَظِيْمَيْنِ مَوْجُوْءَيْنِ فَاَضْجَعَ أَحَدَهُمَا وَقَالَ: بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَرُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِهِ مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ وَشَهِدَ لِيْ بِالْبَلَاغِ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو سینگوں والے، چتکبرے، بڑے بڑے خصی مینڈھے لائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے ایک کو بچھاڑا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، محمد اور ان کی امت کی طرف سے جنہوں نے تیری توحید کی گواہی دی اور میرے پیغام کو پہنچانے کی گواہی دی۔''

مجمع الزوائد (٤/٢٧) حسن

غیر خصی جانور کی قربانی کرنے کی دلیل

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُضَحِّي بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ يَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سینگوں والے، غیر خصی مینڈھے کی قربانی کیا کرتے تھے۔ اور اس کی آنکھیں، منہ اور ہاتھ پاؤں سیاہ ہوتے تھے۔''

ابوداؤد، الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا (٢٧٩٣) صحیح

قربانی کے دنوں میں رخصت

اسلام نے یہ بھی بہت بڑی آسانی دی ہے کہ ایک پہلے دن کسی مجبوری کے باعث قربانی نہیں ہو سکی تو دوسرے یا تیسرے دن بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ قربانی تین دن ہے یا چار دن، تین دن پر تو سبھی متفق ہیں البتہ چوتھے دن پر مختلف ہیں۔

قربانی کے جانور کے ذبح کرنے میں سہولت

اسلام نے یہ پابندی نہیں لگائی کہ جس کے نام کی قربانی ہے وہی ذبح کرے بلکہ دوسرے کو کہے تو وہ اس کی قربانی کا جانور ذبح کر سکتا ہے البتہ وہ خود کرے تو افضل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو (۱۰۰) قربانیاں دیں۔ جن میں سے تریسٹھ قربانیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے ذبح کیں اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے کا حکم دیا کہ میری طرف سے ان کو ذبح کرو۔

مسلم، الحج، باب حجة النبی ﷺ (۱۲۱۸)

عورت بھی اپنی قربانی ذبح کر سکتی ہے

مسلمان عورت اگر اچھی طرح ذبح کرنا جانتی ہے تو وہ بھی خود اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کر سکتی ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ

"ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی قربانیاں خود ذبح کریں۔"

بخاری، الأضاحی (۱۹/۱۰). فتح الباری (۱۹/۱۰)

تمام گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کی سہولت

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُضَحِّيْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ اَهْلِهٖ))

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سارے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے۔"

مستدرك حاكم (۲۲۹/٤) صحيح

قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنے کی رخصت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَتَصَدَّقُوا))

''میں نے تمہیں مفلوک الحال لوگوں کے آنے کی بنا پر (قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے) روکا تھا پس تم اب کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔''

مسلم، الأضاحی، باب بیان ما کان من النهی ..... (۱۹۷۱)

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا))

''کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو''

بخاری، الأضاحی، باب ما یؤکل من لحوم الأضاحی (۵۵۶۹)

معلوم ہوا کہ اگر گردونواح میں فقراء اور مساکین کثیر ہوں تو ذخیرہ اندوزی سے احتراز ہی بہتر ہے البتہ رخصت اپنی جگہ قائم ہے۔

نکاح و طلاق اور آسانیاں

پاک دامنی کے لیے آسان ترین سنت نکاح تھی جسے معاشرے نے مشکل ترین امر بنا دیا ہے

نکاح تمام انبیاء کی سنت ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾

''اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے اور ان کو بیویاں اور اولاد بھی دی تھی'' [الرعد:٣٨]

نکاح اطمینان وسکون کا ذریعہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [الروم:٢١]

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے نفسوں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کی طرف سکون حاصل کرو اور اس نے تمھارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کی، بے شک اس میں البتہ ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

ہم اس مقام پر نکاح کے سلسلہ میں جو اسلام نے آسانیاں، سہولتیں اور رخصتیں دی ہیں ان کا مختصر تذکرہ کریں گے۔

شادی میں اپنی پسند کی سہولت

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو خطاب کرتے ہوئے یہ سہولت فراہم کی فرمایا:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾

''جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو۔''

[النساء:٣]

منگیتر کو ایک نظر دیکھا جا سکتا ہے

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عہد رسالت میں ایک عورت کو پیغامِ نکاح بھیجا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دیکھ لو اس طرح زیادہ توقع ہے کہ تم میں الفت پیدا ہو جائے۔

ابن ماجة، النكاح، باب النظر الى المرأة إذا أراد أن يتزوجها (١٨٦٥) صحيح

نیز لڑکی کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے منگیتر کو ایک نظر دیکھ لے کیوں کہ عورت کو بھی مرد سے وہی کچھ اچھا لگتا ہے جو کچھ مرد کو عورت سے اچھا لگتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''اپنی بیٹیوں کی شادی بدصورت مرد سے مت کرو کیوں کہ عورتوں کو بھی مَردوں سے وہ کچھ اچھا لگتا ہے جو کچھ مردوں کو عورتوں سے اچھا لگتا ہے۔''

فقه السنة (١١٤/٢)

نکاح میں ذات پات کی سختیاں نہیں

اسلام نے ذات اور حسب و نسب نکاح میں شرط قرار نہیں دیا البتہ اگر کوئی اس کا خیال رکھنا چاہے تو روکا بھی نہیں جبکہ بنیادی ترجیح دین کو دی ہے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو جوانی کے ایام اسی تلاش میں گزار دیتے ہیں کہ انہیں ان کی برادری اور ذات کا مناسب رشتہ درکار نہیں ہوتا۔ اسلام نے اس پابندی کا قلع قمع کرتے ہوئے چند مثالیں چھوڑیں ہیں، مثلاً

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو مدینہ کے بہت بڑے تاجر اور امیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے ان کی بہن کا نکاح ایک آزاد کردہ اور سیاہ رنگ کے حبشی بلال رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔

دار قطني (٣٠٢/٣)

اسی طرح خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان کی خاتون زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح ایک غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔ تفسیر اللباب فی علوم الکتاب (۶۰۳/۱۵)

ہاں اگر کوئی آدمی اپنے حسب ونسب، مال و جائیداد دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھے لیکن دین کو بہر حال ترجیح دینے کا اشارہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَ لِحَسَبِهَا وَ لِجَمَالِهَا وَ لِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ))

''عورت سے نکاح چار اسباب سے کیا جاتا ہے اس کے مال کی وجہ سے، اس کے خاندان کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ پس دین دار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر اگر ایسا نہ کرے تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں (یعنی تو نادم و پشیمان ہو)''

بخاري، النكاح، باب الإكفاء في الدين (٥٠٩٠) وأبوداؤد (٢٠٤٧)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے ایک کو شکر گزار دل، ذکر کرنے والی زبان اور امور آخرت پر مددگار مومنہ بیوی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔''

صحيح ابن ماجة، النكاح، باب افضل النساء (١٥٠٥)

لڑکی کی پسند کا بھی خیال رکھو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

''ایک کنواری لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور ذکر کیا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا ہے حالانکہ وہ (اس شخص کو) ناپسند کرتی ہے تو آپ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا (کہ وہ نکاح ختم کرنا چاہے تو کر سکتی ہے)''

ابن ماجة، النكاح، باب من زوج ابنته وهي كارهة (١٨٧٥) صحيح

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بھی اسی طرح کا باب قائم کیا اور اسی سے ملتی جلتی حدیث ذکر کی ہے۔ باب یہ ہے:

((بَاب إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ))

''اس بات کا بیان کہ جب آدمی اپنی بیٹی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کر دے تو وہ نکاح مردود ہوگا۔''

بخاري، النكاح، باب إذا زوج ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود (٥١٣٨)

عورت کے لیے اسلام نے آسانی رکھی ہے کہ جس نے زندگی گزارنی ہے اس کا جیون ساتھی کہیں ایسا نہ بنا دیا جائے جس سے وہ نفرت کرتی ہو اس لیے اسلام نے اس کی اجازت کو لازم قرار دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا))

''کنواری سے اجازت لی جائے گی اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہی ہے۔''

مسلم، النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح (١٤٢١)

یہود ونصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کی رخصت

یہودیوں اور عیسائیوں کی پاک دامن عورتوں سے نکاح کی رخصت ہے لیکن یہ یقین ہونا چاہیے کہ وہ واقعی کتابیہ ہیں کیوں کہ نکاح کی رخصت صرف اہل کتاب سے ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [المائدۃ:۵]

''آج تمہارے لیے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کو حلال ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب کی عورتیں بھی (حلال ہیں) جب کہ اُن کا مہر دے دو اور اُن سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو نہ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنی اور جو شخص ایمان سے منکر ہو اس کے عمل ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہو گا''

آسان حق مہر افضل ہے

اگر چہ باہم رضامندی کے ساتھ حسب توفیق جتنا بھی حق مہر طے ہو جائے درست ہے حق مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کوئی مقدار شریعت نے مقرر نہیں فرمائی۔ دورِ رسالت میں کم سے کم حق مہر بھی رکھا گیا مثلاً صرف جوتی کا ایک جوڑا، قرآن کی چند سورتیں وغیرہ

بخاری، النکاح (۵۰۸۷) وابن ماجۃ (۴۱۳)

اور زیادہ سے زیادہ بھی جیسا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند عبیداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ فوت ہو گیا تو اس کا نکاح نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا دیا اور اس کا حق مہر اپنی طرف سے چار ہزار درہم (درہم چاندی کا ہوتا ہے) ادا کیا اور پھر شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ کر دیا۔

أبوداؤد، النکاح، باب الطلاق (۲۱۰۷) صحیح

ان تمام باتوں کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے آسان حق مہر مقرر کرنے کی تلقین فرمائی ہے تاکہ دین میں تنگیاں نہ پیدا ہوں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ))

''بہترین حق مہر وہ ہے جسے ادا کرنا انتہائی آسان ہو۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ))

''بہترین نکاح وہ ہے جو آسانی سے ہو۔''

ابوداؤد، النكاح، باب فيمن تزوج ولم يسم صداق حتى مات (٢١١٧) وصحيح الجامع الصغير (٣٣٠٠)

اگر عورت حق مہر معاف کردے تو جائز ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا﴾ [النساء:٤]

''اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہیں چھوڑ دیں تو اُسے ذوق وشوق سے کھالو''

نکاح ہر وقت ہر ماہ میں درست ہے

بعض لوگوں نے نکاح کے سلسلہ میں فضول کی پابندیاں لگا رکھی ہیں مثلاً اس دن اور اس مہینہ (مثلاً خصوصاً محرم اور رمضان) میں نکاح نہیں کرنا چاہیے جب کہ ان کے پاس کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔ اللہ نے تو آدمی کے لیے آسانی رکھی ہے کہ جب چاہے شادی کا پروگرام رکھ سکتا

ہے لیکن آدمی اپنی مرضی سے خواہ مخواہ کیوں پابندی عائد کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہمارے معاشرے میں بھی لوگ شوال کے مہینے میں شادی کرنا ناپسند کرتے تھے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ میرا رسول اللہ ﷺ سے نکاح بھی شوال کو ہوا اور رخصتی بھی شوال کو ہوئی (اور جن لوگوں کا نظریہ تھا کہ اس مہینے میں شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں) تو رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے کون سی بیوی تھی جو مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کے ہاں خوش نصیب ہو۔

مسلم، النکاح، باب استحباب التزوج والتزویج فی شوال (١٤٢٣) والترمذی (١٠٩٣)

بچیوں کا دف بجانا اور گیت گانے کی رخصت ہے مگر......!

نکاح کے موقع پر چھوٹی بچیوں کا کفر وشرک اور فحش و بے ہودگی سے پاک گیت گانا درست ہے اور ساتھ دف وغیرہ کا استعمال بھی مستحب ہے "دف" ایسے آلہ صوت کو کہتے ہیں جس پر چوٹ لگائی جائے تو اس سے کوئی سُر پیدا نہ ہو۔ دف پر قیاس کرکے ڈھول ڈھمکوں اور آلات ساز کو جائز قرار دینا ہرگز درست نہیں۔

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَصْلُ مَابَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ))

"حلال اور حرام کے درمیان امتیاز، نکاح کا اعلان کرنے اور نکاح کے موقع پر دف بجانے سے ہوتا ہے"

سنن ابن ماجه، النکاح، باب اعلان النکاح (١٨٩٦) والترمذی (١٠٨٨) والنسائی (٢/ ١٢٧) یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی قرابت دار انصاری لڑکی کا نکاح کرایا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم نے لڑکی کی رخصتی کر دی ہے؟ انھوں نے

اثبات میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے گیت گانے والیوں کو بھیجا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصاریوں کا گیت گانے کی طرف میلان ہے۔ کاش! تم ایک ایسی جماعت بھیجتی جو یہ گیت گاتی ''ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہمیں بھی مبارک ہو اور تمہیں بھی مبارک ہو''

سنن ابن ماجه ،النكاح ،باب الغناء و الدف (۱۹۰۰) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے ارواء الغلیل (۱۹۹۵)

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک نکاح کی مجلس میں حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں جانا ہوا، وہاں کچھ لڑکیاں گانا گا رہی تھیں میں نے ان سے کہا، آپ کو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف اور غزوہ بدر میں بھی شرکت کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ آپ کے سامنے کیا ہو رہا ہے؟ ان دونوں نے مجھ سے کہا۔ اگر آپ پسند کریں تو ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں اور گانا سنیں اور اگر جانا پسند کریں تو چلے جائیں اس لیے کہ ہمیں نکاح کے موقع پر گیت گانے کی اجازت دی گئی ہے''

سنن النسائی ،نکاح ،باب اللهو والغناء عند العرس (۲/ ۱۳۵) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے ۔هداية الرواة (۳۰۹٤)

یاد رہے کہ نکاح کے موقع پر یہ اجازت صرف عورتوں کیلئے ہے نہ کہ مردوں کیلئے جیسا کہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شادی کے موقع پر دف بجا کر مباح اشعار کے ذریعے گیت گانا جائز ہے۔ نیز شادی کے موقع پر مباح اشعار کے ذریعے گیت گانا عورتوں کیلئے خاص ہے، مردوں کے لیے یہ عمل جائز نہیں۔ تحفة الاحوذی (۳/ ۲۱٤ تا ۲۱۵)

ناجائز گانا

ایسے اشعار اور گیت جن میں کفر و شرک اور بے ہودگی پائی جاتی ہو وہ حرام ہیں۔ عموماً ہمارے

معاشرے میں شادی کے موقع پر فحش گیت ڈھول ڈھمکوں کی چاپ پر قدموں کی جھنکار سنائی دیتی ہے جو ناجائز اور حرام ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

((وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ))

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو غافل کرنے والے آلات خریدتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے مذاق بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے رسوا کرنے والا عذاب ہے'' سورة لقمان(٦/٣١)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ ''لہو الحدیث'' سے مراد گانا بجانا اور آلات موسیقی ہیں۔ مستدرك حاكم(١٨٢/٣)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ))

''میری امت میں کچھ ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور معازف کو حلال بنالیں گے''

صحيح الجامع الصغير (٥٤٦٦) والصحيحة(٩١)

جہیز کی تنگیاں اسلام کی طرف سے نہیں ہیں

مروجہ جہیز کی صورت خالصتاً ہندوانہ رسم ہے جو حقیقت میں شادی کے موقع پر عورت کو دے کر اسے وراثت سے محروم کرنے کی سازش ہے۔اسلام نے ایسی کوئی پابندی لڑکی والوں کے لیے نہیں لگائی کہ وہ جہیز کے بغیر نکاح نہ کریں اور لڑکے والوں کو بھی اسلام نے کوئی اجازت نہیں دی کہ وہ لڑکی والوں سے اس کا مطالبہ کریں۔ بلکہ یہ نفقہ اور خرچہ جو گھریلو اشیاء اور خورد و نوش کا

ہے یہ مرد کے ذمہ ہے نہ کہ عورت کے۔ البتہ اگر کوئی گھر والے اپنی بچی کو کچھ تحفہ میں دے دیں تو کچھ ممانعت نہیں جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی کو شادی (رخصتی) کے وقت ایک ہار دیا تھا۔ سیرة ابن هشام (٣٥٩/٤)

تاہم اگر لڑکے والے ضرورت مند اور کمزور ہوں تو اعانت کے طور پر ان کی کچھ مدد کر دی جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

بیوی سے ہم بستری کے وقت میں رخصت

اس سلسلہ میں شریعت نے کوئی پابندی نہیں لگائی بلکہ جب خواہش پیدا ہو اس کی تکمیل کی اجازت ہے۔ البتہ ماہ رمضان کے دنوں میں اس کی پابندی ہے جب کہ رات کو اجازت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾[البقرة: ١٨٧]

''روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا (ہم بستری) تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے۔''

حاملہ اور مرضعہ سے جماع کی اجازت

حالت حمل اگر حمل کو نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو خاوند کے لیے ہم بستری کرنے میں کچھ مانع نہیں۔ اور اسی طرح بچے کو دودھ پلانے والی عورت سے بھی ہم بستری کرنے میں کچھ حرج نہیں اور نہ ہی اسلام نے روکا ہے۔

حضرت جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے غیلہ (دودھ پلانے کی مدت کے دوران ہم بستری کرنے) سے منع کرنے کا ارادہ کیا لیکن جلد ہی میری نظر روم و فارس پر پڑی جو غیلہ کرتے ہیں اور یہ غیلہ ان کی اولاد کو کچھ بھی نقصان نہیں دیتا (اس لیے میں اس سے منع کرنے سے رک گیا)''

مسلم، النكاح، باب جواز الغيلة وهي ...... (١٤٤٢) وأبوداؤد (٣٨٨٢)

عزل کی اجازت ہے

مرد عورت سے جماع کرے اور جب انزال ہونے لگے تو آلہ تناسل کو عورت کی شرم گاہ سے باہر نکال کر انزال کرنے کو عزل کہتے ہیں وقفے کے حصول کے لیے اکثر لوگ اس سہولت کو استعمال کرتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے اس کی رخصت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

((كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ))

''ہم عہد رسالت میں عزل کرتے تھے اور قرآن اس وقت نازل ہو رہا تھا (لیکن اس سلسلہ میں ہم منع نہیں کیے گئے)''

بخاري، النكاح، باب العزل (٥٢٠٩) وأبوداؤد (٢١٧٣)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق کے لیے نکلے۔ اس غزوے میں ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور عورتوں سے الگ رہنا ہمارے لیے مشکل ہو گیا۔ ہم نے کہا کہ عزل کریں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ))

''اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن جن روحوں کی بھی قیامت تک کے لیے پیدائش مقدر ہو چکی ہے وہ تو ضرور پیدا ہو کر رہیں گی۔''

مسلم، النكاح، باب حكم العزل (١٤٣٨)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میری ایک لونڈی ہے اور میں اس سے عزل کرتا ہوں اور مجھے ناپسند ہے کہ وہ حاملہ ہو اور میں بھی وہی چاہتا ہوں جو مرد چاہتے ہیں جب کہ یہودی کہتے ہیں کہ عزل چھوٹا زندہ درگور کرنا

ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((كَذَبَتْ يَهُوْدُ لَوْ أَرَادَ اللهُ أَنْ يَخْلُقَهُ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَصْرِفَهُ))

''یہود نے جھوٹ بولا ہے ہاں اگر اللہ تعالیٰ اسے پیدا کرنا چاہے تو اسے تم پھیر نہیں سکتے۔''

أبوداؤد، النكاح، باب ماجاء في العزل (٢١٧١) صحيح

دوران حیض بیوی سے ملاپ کی رخصت

عرب جہلاء عورت کے ایام مخصوصہ (حیض کے ایام) میں ان کے قریب آنا بہت برا سمجھتے تھے۔ جب اسلام نے ہم بستری کے علاوہ سب کچھ جائز قرار دے دیا۔ مثلاً بوس وکنار وغیرہ حدیث نبوی ہے کہ ایک آدمی نے...... دریافت کیا کہ میری بیوی میں جب حائضہ ہو تو میرے لیے اس سے کیا حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَكَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ))

''تمہارے لیے وہ سب کچھ حلال ہے جو تہہ بند کے اوپر ہے''

ابوداؤد، الطهارة، باب في المذى (٢١٢) صحيح

ایک روایت میں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ))

''(حائضہ عورت) ہم بستری کے علاوہ سب کچھ کرو''

مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجله (٣٠٢) وابن ماجة (٦٤٤)

ولیمہ حسب استطاعت

شادی کے بعد جب میاں بیوی شب عروسی میں اکٹھے ہو جائیں تو اگلے روز اعزہ واقارب کی دعوت کرنا ولیمہ کہلاتا ہے اور یہ واجب ہے۔

ولیمہ کے لیے ضروری نہیں کہ بہت بڑے مجمع کو کھانا پر تکلف کھلایا جائے تو ولیمہ ہوتا ہے بلکہ اپنی

استطاعت کے مطابق اس سنت کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ اسلام نے اس حوالہ سے آسانی والا معاملہ رکھا ہے۔ جیسا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ))

''ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے ساتھ ہی کرو۔''

بخاری، النکاح، باب الولیمة ولو شاة (٥١٦٧)

اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ولیمہ گوشت کے ساتھ ہی ہو سکتا بلکہ جو چیز آسانی سے میسر آئے اس کے ساتھ ولیمہ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنی بیوی صفیہ سے شادی کے وقت کھجور اور ستو کے ساتھ ولیمہ کیا۔

ترمذی، النکاح، باب الولیمة (١٠٩٥) صحیح

ولیمہ میں دولہا کی معاونت

ولیمہ ضروری ہے اگر کوئی اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو ایسے غریب دولہا کی ولیمہ کے لیے معاونت بھی کی جا سکتی ہے جیسا کہ جب جنگ خیبر سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے دولہا بنے تو شب عروسی کی صبح کو آپ ﷺ کے پاس کچھ بھی نہ تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ))

''جس کے پاس جو بھی کھانے کی چیز ہو وہ یہاں لائے''

آپ ﷺ نے ایک چمڑے کا دستر خوان بچھایا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کھجور لائے بعض گھی (راوی کا خیال ہے کہ اس نے ستو کا بھی ذکر کیا ہے'' پھر لوگوں نے ان کا حلوہ بنا لیا یہ رسول ﷺ کا ولیمہ تھا۔

بخاری، الصلاة، باب ما یذکر فی الفخذ (٣٧١) ومسلم (١٣٦٥) وابن ماجة (١٩٥٧)

اسقاطِ حمل میں ایک رخصت

سعودی عرب کی افتاء کمیٹی کے ممبر شیخ ابن جبرین نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: کہ بلا ضرورت مستقل طور پر حمل گرانا، روکنا یا وقتی طور پر معطل کرنا، نس بندی کروانا اور حمل کو ضائع کرنا یعنی گرا دینا سب ناجائز ہیں

ضرورت کے پیش نظر ایسا عمل کرنا درست ہے ضرورت کا پیمانہ یہ ہے کہ کوالیفائیڈ ڈاکٹر یہ فیصلہ دے دیں کہ ملاوٹ بیماری میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے۔ یا حمل اور پھر وضع حمل سے عورت کی ہلاکت کا ڈر ہے۔ پھر عذر ختم ہونے پر عورت گزشتہ حالت پر لوٹ آئے گی بیوی کی بیماری، جسمانی کمزوری، وضع حمل کی تکلیف کا عدم برداشت اور مناسب طور پر بچوں کی تربیت نہ کرسکنا بھی ضرورت کے ضمن میں آتا ہے علاوہ ازیں مستقل حمل روکنے یا وقتی طور پر معطل کرنے کے لیے خاوند کی رضامندی بھی ضروری ہے۔

فتاویٰ برائے خواتین (ص/۳۵۹) وفتاوٰی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۱۹/۲۹۹)

کیا مانع حمل ادویات استعمال کرنے کی اجازت ہے......؟

سعودی عرب کی افتاء کمیٹی نے فتویٰ دیا ہے کہ:

”کثرت اولاد یا ان پر اخراجات کے خوف کے پیش نظر عورتوں کے لیے مانع حمل (حمل روکنے والی) گولیوں کا استعمال ناجائز ہے اور اگر عورت کے لیے حمل نقصان دہ ہو یا بچے کی ولادت آپریشن کے بغیر طبعی طور پر نہ ہو سکتی ہو یا اس طرح کی کوئی اور ضرورت لاحق ہو تو ایسے حالات میں ایسی گولیوں کا استعمال جائز ہے ہاں اگر کسی ماہر ڈاکٹر کے ذریعے معلوم ہو کہ ایسی گولیوں کا استعمال کسی اور اعتبار سے نقصان دہ ہے تو حکم تبدیل ہو جائے گا۔

فتاویٰ برائے خواتین (ص/۱٦۷)

لمبے سفر کے بعد مرد اچانک گھر نہ آئے

اسلام نے مرد کو لمبے سفر سے واپسی پر گھر پہنچنے سے قبل اطلاع دینے کو ضروری قرار دیا ہے یہ زوجین کے لیے اسلام نے بہت بڑی سہولت دی ہے تاکہ باہم محبت الفت برقرار رہے لیکن ہو سکتا ہے مرد اچانک گھر آئے اور اس کی بیوی ایسی حالت اور پراگندہ ہو جسے وہ دیکھ کر اس سے نفرت کرنے لگے جیسا کہ حدیث میں اس کی ممانعت کے ساتھ حکمت کا بھی ذکر ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس آرہے تھے۔ میں نے اپنے اونٹ کو جو سست تھا تیز چلا رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار مجھ سے آکر ملا اور اپنا نیزہ میرے اونٹ کو چبھو دیا۔ اس کی وجہ سے میرا اونٹ تیز چل پڑا جیسا کہ کسی عمدہ قسم کے اونٹ کی چال تم نے دیکھی ہوگی، اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کہ جلدی کیوں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ابھی میری نئی نئی شادی ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ کسی کنواری سے کیوں نہ کی تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کرتی۔'' پھر بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اور رات ہو جائے تب داخل ہونا تاکہ بکھرے بالوں والیاں کنگھا کرلیں اور جن کے شوہر موجود نہیں تھے وہ اپنے (زیرناف اور بغلوں وغیرہ کے) بال مونڈ لیں۔

بخاري، النكاح، باب تزويج الشباب (٥٠٧٩) وأبوداؤد (٢٧٧٨)

حالت روزہ میں بیوی کا بوسہ لینے کی رخصت

دیکھیں روزہ کے بیان میں

حالت وضو میں بیوی کا بوسہ لینے میں کچھ حرج نہیں

دیکھیں طہارت کے بیان میں

ازدواجی زندگی کو پرمسرت بنانے کے لیے اسلام کی عورت کو چند نصیحتیں

۱...... بلا عذر عورت اپنے خاوند کو حق زوجیت ادا کرنے سے نہ روکے بلکہ اس کے مطالبے پر اس کے حکم کی تکمیل کرے۔ مسلم، النكاح (١٤٣٦)

۲...... عورت کے لیے اس کا مرد حاکم اور اس کی جنت وجہنم ہے اس اعتراف کے ساتھ اس کی اطاعت لازم پکڑے لیکن صرف معروف کاموں میں اگر خاوند بدی کی طرف بلائے تو اطاعت واجب نہیں۔ [البقرة:٢٢٨] وصحيح الترغيب (١٩٣٣)

۳...... گھریلو کام کاج اس کی ذمہ داری ہے اسے سمجھ کر عمدہ طریقے سے خاوند کے دینی اور دنیوی کاموں میں اس کی معاون ثابت ہو جیسا کہ صحابیات کرتی تھی۔ بخاري، النكاح (٥٢٢٤)

۴...... شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی عزت وعصمت اور شوہر کے مال وجان کی حفاظت کرے۔

[النساء:٣٤]

۵...... شوہر کی اجازت کے بغیر اپنا اور اس کا مال خرچ نہ کرے۔

ترمذی (٢٧٠) وابوداؤد (٣٥٤٧) صحيح

۶...... عورت ایسے آدمی کو گھر میں نہ آنے دے جسے شوہر پسند نہیں کرتا۔

أبوداؤد، المناسك (١٩٠٥)

۷...... شوہر کی ہمیشہ شکر گزاری کرے کیوں کہ ناشکری کرنے والے کو جنت سے محرومی کی وعید ہے۔ بخاري، الحيض (٣٠٤)

۸...... قضائی کے یا نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔

بخاري، النكاح (٥١٩٥)

۹...... بازار وغیرہ میں یا کسی عزیز واقارب کے پاس گھر سے باہر خاوند کی اجازت کے بغیر مت

جائے کیوں کہ عورت کا اصل مسکن گھر کی چار دیواری ہے۔

أبوداؤد، المناسك (١٧٢٢) والاحزاب:[٣٣]

١٠......خاوند اگر استطاعت کے مطابق متعدد شادیاں جس کی اسلام نے اسے اجازت دی ہے کرنا چاہتا ہے تو اس کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے کیوں کہ اس کا ایسا عمل اس کے گھر کی تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔

میاں بیوی کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ کی رخصت

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے۔

((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا))

''جھوٹا وہ نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور بہتر بات بہتری کی نیت سے ہے۔''

امام ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے نہیں سنا کہ کسی جھوٹ میں رخصت دی گئی ہو مگر تین موقعوں پر، ایک تو لڑائی میں، دوسرے لوگوں میں صلح کرانے کے لیے اور تیسرے شوہر کو بیوی سے اور بیوی کو شوہر سے ملانے کے لیے بات بنانے سے۔

مسلم، البر والصلة والادب، باب تحريم الكذب وبيان المباح منه (١٦٠٥) وابوداؤد (٤٩٢٠)

چار تک شادیاں کرنے کی رخصت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا﴾

''اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو

اُن کے سوا جو عورتیں تمہیں پسند ہیں دو دو یا تین تین یا چار چار اُن سے نکاح کر لو اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو، اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔ اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہیں چھوڑ دیں تو اُسے ذوق وشوق سے کھا لو'' [النساء:۳]

حدیث مبارکہ میں ہے کہ غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیویاں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خُذْ مِنهُنَّ أَرْبَعًا))

''ان میں سے چار رکھ لو (باقی کو طلاق دے دو)''

ترمذی، النکاح، باب ما جاء فی الرجل یسلم وعنده عشر نسوة (۱۱۲۸) وابن ماجة (۱۹۵۳) صحیح

شادی میں غیر مسلم لوگوں کے لیے اسلام کی آسانیاں

۱......حالت کفر میں جو نکاح کیے گئے اگر شریعت کے مطابق تھے تو اسلام انہیں قائم رکھے گا جیسا کہ ایک صحابی نے دو بہنوں سے شادی کی ہوئی تھی۔ جب وہ اسلام لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے جس کو چاہو چھوڑ دو اور جس کو چاہو رکھ لو (کیوں کہ اسلام بیک وقت دو بہنوں سے شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتا)

ابوداؤد، الطلاق، باب فی من اسلم وعنده نساء (۲۲۴۳) حسن

۲......اگر زوجین میں سے ایک مسلمان ہو جائے مثلاً عورت مسلمان ہو گئی نکاح فسخ ہو جائے گا۔ عورت عدت گزار کر نیا نکاح کر سکتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ

وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَاٰتُوْهُمْ مَّا اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَا اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَا اَنْفَقُوْا ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾

''مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو ان کی آزمائش کرلو (اور) اللہ تو ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے سو اگر تم کو معلوم ہو کہ مومن ہیں تو ان کو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو کہ نہ یہ ان کو حلال ہیں اور نہ وہ ان کو جائز اور جو کچھ انہوں نے (ان پر) خرچ کیا ہو وہ ان کو دیدو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کرلو اور کافر عورتوں کی ناموس کو قبضے میں نہ رکھو (یعنی کفار کو واپس دیدو) اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہو تم ان سے طلب کرلو اور جو کچھ انہوں نے (اپنی عورتوں پر) خرچ کیا ہو وہ تم سے طلب کرلیں یہ اللہ کا حکم ہے جو تم میں فیصلہ کئے دیتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔'' [الممتحنة: ١٠]

لیکن اگر عورت نے نیا نکاح نہیں کیا اور شوہر بعد میں مسلمان ہوتا ہے تو اسلام نے اس پر یہ احسان کیا ہے کہ انہیں دوبارہ اسی نکاح کے ساتھ لوٹا دیا جائے گا جدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا جس کا شوہر مسلمان نہیں ہوا تھا آپ ﷺ نے ان کے درمیان جدائی کروادی لیکن پھر دیا تین سال بعد ابوالعاص مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ نے اسی نکاح کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کو اس کے پاس لوٹا دیا تھا۔

ابوداؤد، النكاح، باب الى متى ترد عليه امرأته إذا أسلم بعدها (٢٢٤٠) والترمذى (١١٤٣) صحيح

٣...... غیر مسلمہ عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے شرط یہ ہے کہ وہ بد دین، مشرکہ نہ ہوں پاک دامن ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

إِذَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِىٓ أَخْدَانٍ وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُۥ وَهُوَ فِى الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

''اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہلِ کتاب عورتیں بھی (حلال ہیں) جب کہ اُن کا مہر دے دو اور اُن سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو نہ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنی۔ اور جو شخص ایمان سے منکر ہو اس کے عمل ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا'' [المائدۃ:٥]

ولد زنا پر کچھ گناہ نہیں

اگر ایک بچے کو علم ہوا کہ وہ زنا کی پیدائش ہے تو اس کو اسلام نے تسلی دی ہے کہ یہ اس کا کچھ گناہ نہیں اور نہ ہی اس کا اس پر بوجھ ہے بلکہ یہ اس کے والدین کا گناہ ہے جنہیں رب کے حضور حساب دینا ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ عَلٰى وَلَدِ الزِّنَا مِنْ وِزْرِ اَبَوَيْهِ شَيْءٌ))

''زنا کی اولاد پر اپنے والدین کے گناہ کا کوئی بوجھ نہیں۔''

صحیح الجامع الصغیر (٥٢٨٢)

اسلام کی باپ پر ایک مہربانی

دورِ جاہلیت میں لوگ دوسروں کے بیٹوں کو اپنا نام دے کر انہیں اپنا بیٹا بنا لیتے اور اصل باپ کی شناخت کو ختم کر ڈالتے تھے اسی طرح لے پالک (متبنی) بیٹے کو بھی اپنا نام دیتے اسلام نے ان باتوں سے روکنے کے ساتھ ساتھ اصل باپ پر بہت بڑا احسان کیا کہ اگرچہ لے پالک بیٹا رکھنے اور بنانے کی اجازت ہے مگر اسے نام اصل باپ ہی کا دیا جائے یعنی لکھنے، پڑھنے اور بولنے میں اصل باپ کی طرف منسوب کیا جائے روزِ قیامت بھی آدمی کو اس کے اصل باپ کے

نام سے پکارا جائے گا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنی بیٹے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انہیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بجائے زید بن محمد کہہ کر پکارنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے روک دیا اور قرآن نازل فرمایا:

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ [الاحزاب:۵]

''مومنو! لے پالکوں کو اُن کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو کہ اللہ کے نزدیک یہی بات درست ہے اگر تمہیں ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہوگئی ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جو قصد دلی سے کرو (اس پر مواخذہ ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ))

''جس نے خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا اور اسے اس بات کا علم بھی ہے وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے''

بخاري، الفرائض، باب من ادعى إلى غير أبيه (٦٧٦٦)

بچپن کے نکاح کو فسخ کرنے کی رخصت

بسا اوقات لوگ بچوں کے بچپن میں نکاح کر دیتے ہیں کہ بلوغت کے بعد رخصتی کرا دیں گے اگرچہ یہ نکاح درست ہے تاہم بعد از بلوغت وہ اگر ناپسند کریں تو انہیں نکاح ختم کرنے کا اختیار ہوگا کہ لڑکا طلاق کے ذریعے اسے ختم کر دے یا لڑکی خلع لے کر نکاح فسخ کرا لے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک لڑکی کا نکاح اس کے والد نے بچپن میں کر دیا تھا اور وہ ناپسند کرتی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا (کہ اگر تم چاہو تو اس نکاح کو برقرار رکھو ورنہ اسے فسخ کر دو)

ابوداؤد، النكاح، باب في البكر يزوجها أبوها ولا يستأمرها (٢٠٩٦) وابن ماجة (١٨٧٥) صحيح

عورت کے اصلاح کے آسان طریقے

اسلام نے ہلکی پھلکی رنجش پر علیحدگی اور طلاق وخلع تک بات لے جانے کی تعلیم نہیں دی بلکہ حتی الوسع اصلاح کے طریق کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ مثلاً اگر عورت خاوند کی نافرمانی کرے اور بدخلقی سے پیش آئے تو

۱...... وہ اپنی بیوی کو وعظ ونصیحت کرے

۲...... اگر نصیحت فائدہ نہ دے تو بستر الگ کر لے

۳...... اگر یہ طریقہ بھی نفع بخش ثابت نہ ہو تو ہلکی پھلکی مار کی اجازت ہے

۴...... اور اگر پھر بھی اس کے راہِ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں تو پھر علیحدگی اختیار کر سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا﴾

”اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی (اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے) اُن کو (زبانی) سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر اُن کیساتھ سونا ترک کر دو۔ اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہو جائیں تو پھر اُن کو ایذا دینے کا کوئی

بہانہ مت ڈھونڈو بیشک اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ (اور) جلیل القدر ہے" [النساء: ٣٤]

اسلام امن پسند دین ہے جو ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ زوجین کے مابین کبھی ناچاکی نہ ہو اگر ہو تو اس کی اصلاح کی کوئی نہ کوئی صورت نکالی جائے اسی لیے ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾

"اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ میاں بیوی میں اَن بن ہے تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔ وہ اگر صلح کرا دینی چاہیں گے تو اللہ اُن میں موافقت پیدا کر دے گا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا اور سب باتوں سے خبردار ہے" [النساء: ٣٥]

طلاق کی رخصت

جب زوجین کے درمیان نباہ مشکل ہو، گھریلو جھگڑے، بچوں کی تربیت کے نقص کا اندیشہ اور دیگر قباحتیں درپیش ہوں تو اسلام نے مرد کو رخصت دی ہے کہ وہ عورت کو احسن طریقہ سے طلاق دے کر فارغ کر دے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾

"تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو" [البقرة: ٢٣٦]

اور اگر عورت دینی اور دنیوی معاملات میں بدخلق ہے تو اسے طلاق دینا ہی بہتر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس بندے کی کبھی دعا قبول نہیں ہوئی:

((رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَاَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا))

"جس کے نکاح میں برے اخلاق والی عورت ہے اور وہ اسے طلاق نہیں دیتا"

السلسلة الاحاديث الصحيحة (١٨٠٥)

اسلام نے یہاں یہ بھی نصیحت فرمائی کہ محض کسی کو پریشان کرنے اور رسوا کرنے کی غرض سے طلاق نہ دو ((وَلَا تُضَارُّوْهُنَّ)) ''اور تم انہیں (بیویوں کو) نقصان مت پہنچاؤ'' (الطلاق:٦)

نیز اس میں کوئی فیصلہ جذباتی نہ کرے بلکہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے کیوں کہ یہ آئینے کے ٹوٹنے کی مانند ہے جو دوبارہ جوڑنے کے باوجود شگاف چھوڑ دیتا ہے اور داغ نہیں مٹتے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ لَا يَجُوْزُ اللَّعِبُ فِيْهِنَّ: الطَّلَاقُ وَالنِّكَاحُ وَالْعِتْقُ))

''تین کاموں میں ہنسی مذاق بھی جائز نہیں، طلاق، نکاح اور غلام کو آزاد کرنا''

صحيح الجامع الصغير (٣٠٤٧)

تین طلاقوں تک کی سہولت

شیطان اور شیطان کے چیلوں کا کام گھروں کو برباد کرنا ہے جب کہ اسلام ہر ممکنہ کوشش کر کے گھریلو ماحول کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرتا ہے مثلاً اگر کسی انسان نے کسی صورت میں بھی طلاق دے دی تو اسلام نے اسے تین مواقع دیے ہیں تا کہ اگر اس مرد سے غلطی ہوگئی ہے تو اسے سوارنے کا موقعہ مل جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾

''یہ (رجعی) طلاقیں دو مرتبہ ہیں پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔'' [البقرة:٢٢٩]

وقفے وقفے سے دی جانے والی دو طلاقوں میں مرد کو حق ہے کہ وہ دوران عدت یعنی تین حیض (تین ماہ) کے اندر اندر بیوی سے صلح کر لے تو دوبارہ اپنا گھر بسا سکتا ہے نیز اسلام نے یہ بھی

آسانی فرمائی ہے کہ ان طلاقوں کے اندر عورت خاوند کے ہی گھر رہے گی اور اس کا خرچہ بھی خاوند ہی اٹھائے گا یہ اس لیے تھا کہ ہوسکتا ہے خاوند کے دل میں ان کے لیے دوبارہ محبت اٹھ جائے اور وہ اپنی غلطی کو سدار کر اپنا دوبارہ گھر بسا لے۔ اور اگر عدت گزر جاتی ہے اور اس کو پھر ندامت ہوتی ہے اور وہ اپنا گھر بسانا چاہتا ہے تو پھر اسلام نے اسے یہ رخصت دی ہے اب وہ نیا نکاح کے دوبارہ مل سکتے ہیں اور ان میں سے کسی کو رکاوٹ ڈالنے کی اجازت نہیں اگر میاں بیوی خوش ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ وَّلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ إِنْ أَرَادُوْا إِصْلَاحًا﴾

''اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتی ہیں تو اُن کو جائز نہیں کہ اللہ نے جو کچھ اُن کے شکم میں پیدا کیا ہے اُس کو چھپائیں اور اُن کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس (مدت) میں وہ ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں''

تیسری طلاق کے بعد بھی ایک رخصت

خاوند نے اگر اپنی بیوی کو تیسری طلاق دے دی تو وہ اس کے بعد اس کے لیے فوراً حرام ہو جاتی ہے اور جدائی لازم آتی ہے ہاں صرف ایک صورت میں اس کے لیے یہ بیوی حلال ہوسکتی ہے اور وہ یہ کہ عورت کسی اور مرد سے نکاح کرے اور یہ نکاح بسنے کی نیت سے ہو پھر وہ اپنی مرضی سے اسے زندگی میں کبھی طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو پھر یہ پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ﴾

''پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دیدے تو اُس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اُس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی۔ ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دیدے اور عورت اور پہلا خاوند پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لیں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے''

اور یہ اتفاقاً ہونا چاہیے اگر صرف تیسری طلاق کے بعد خود عورت کو کسی کے نکاح میں اپنے لیے حلال کرنے کی غرض سے دیا جائے اور پھر طلاق دلوائی جائے تو یہ حلالہ ہے جس سے شریعت نے سختی سے روکا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ادھار کے سانڈ کی خبر نہ دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ))

''وہ حلال کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے''

ابن ماجة، النكاح، باب المحلل والمحلل له (١٩٣٦) حسن

ایک رخصت جسے چھوڑ دیا گیا

انسان جلد باز اور جذباتی ہے عموماً کوئی کام کر لینے کے بعد سوچتا ہے ایسے ہی ازدواجی زندگی میں پھر کبھی گھریلو ناچاکی کی وجہ سے اپنی بیوی کو فوراً طلاق، طلاق، طلاق کہہ دیتا ہے اور پھر پشیمان اور نادم ہوتا ہے۔ اسلام نے اس کے ان تمام جذبات کا خیال رکھ کر اسے رخصت دی

کہ اگر ایسا کسی نے کرلیا تو یہ اس کی تینوں طلاقیں واقع نہیں ہوں گی بلکہ ایک ہی طلاق ہو گی اور اسے رجوع کا حق رہے گا۔ لیکن افسوس کے کچھ فقہاء اور جہلاء نے شریعت کی اس دی گئی رخصت کو چھوڑ دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ حلالہ جیسی قبیح صورت کو اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں جب کہ عہد رسالت اور خلفائے راشدین کے دور میں اسی طرح کے کئی مسائل سامنے آئے اور انہیں شریعت کے مطابق حل کیا۔ مثال کے طور پر چند ایک روایات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ))

''عہد رسالت، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے ابتدائی دو سال تک تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے ایسے معاملے میں جلدی کی ہے جس میں ان کے لیے سہولت دی گئی تھی پس چاہیے کہ ہم اسے نافذ کر دیں لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ان پر جاری کر دیا۔''

مسلم، الطلاق، باب طلاق الثلاث (۱۴۷۲) وابوداؤد (۲۱۹۹)

حضرت ابو رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ تم ان سے رجوع کر لو انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں تینوں طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے علم ہے پس تم رجوع کر لو۔

((إِنَّهَا وَاحِدَةٌ))

''وہ تینوں طلاقیں ایک ہی ہے۔''

ابوداؤد، الطلاق، باب فی البتة (۲۲۰۶) (۲۱۹۶) والترمذی (۱۱۷۷) واحمد (۱/۲۶۵) حسن

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکھٹی تین طلاقیں دے ڈالی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

((أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَقْتُلُهُ))

''کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جا رہا ہے جب کہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں حتی کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کر ڈالوں''

نسائی، الطلاق، باب الثلاث المجموعه وما فيه من التغليظ (٣٤٣٠) والتعليق على الروضة الندية للالبانی (٢/٤٧) صحيح

زبردستی دلوائی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی

اسلام نے اس سلسلہ میں بھی زوجین کا خیال رکھا ہے کہ اگر کسی آدمی کو بلاوجہ طلاق پر مجبور کر کے طلاق دلوادی جائے تو کیا طلاق ہو جائے گی شریعت نے اس کا جواب نفی میں دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا طَلَاقَ وَلَا عَتَاقَ فِيْ إِغْلَاقٍ))

''زبردستی دلوائی جانے والی طلاق اور غلام کی آزادی معتبر نہیں۔''

ابوداؤد، الطلاق، باب في الطلاق على غلط (٢١٩٣) وابن ماجه (٢٠٤٦) حسن

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے

((طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ))

''حالت نشہ میں موجود انسان اور مجبور انسان کی دی ہوئی طلاق جائز نہیں''

بخاری، الطلاق، باب الطلاق فی اغلاق والمکرہ والسکران...... تعليقا (٥٢٦٩)

عورت کو بھی جدائی طلب کرنے کا حق ہے

اسلام نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ شوہر سے اگر نباہ نہیں کر سکتی یا مرد اولاد کے قابل نہ ہو یا بدخلق اور غیر شرعی امور سر انجام دیتا ہو تو اس سے علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ......﴾

''پس اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان پر (علیحدگی میں) کوئی گناہ نہیں۔'' [البقرة:٢٢٩]

نیز اسلام نے سب سے پہلے یہی نصیحت کی کہ آپس میں جدائی کے راستے کو اپنانے کی بجائے صلح اختیار کر کے باہم رضا مندی سے ہی رہنا چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾

''ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح ہی بہتر ہے۔'' [النساء:١٢٨]

اور اگر عورت بغیر کسی شرعی عذر کے جدائی کا مطالبہ کرتی ہے تو شریعت نے سخت وعید سنائی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ))

''جو کوئی عورت بھی بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرتی ہے، اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے''

ابوداؤد، الطلاق، باب فی الخلع (٢٢٦٢) صحیح

ایک روایت میں اس طرح الفاظ ہیں۔

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ لَمْ تَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ))

''جس عورت نے بلا وجہ اپنے شوہر سے خلع لیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گی''

ترمذی، الطلاق واللعان، باب ما جاء وفی المختلعات (۱۱۸۶) صحیح

خلع میں مرد کے لیے اسلام کی ایک مہربانی

اگر مرد عورت کو جدا کرے تو اسے طلاق کہتے ہیں اور اگر عورت جدائی چاہیے اور وہ اس کا مطالبہ کرے تو اسے خلع کہتے ہیں۔ جس طرح تیسری طلاق بائن اور فسخ نکاح ہے اسی طرح خلع فسخ نکاح ہے اور اس کی عدت ایک حیض (ایک ماہ) ہے۔ چونکہ خلع میں مرد نہیں چاہتا مگر عورت ایسا کرتی ہے تو اسلام نے مرد پر یہ مہربانی کی کہ اسے یہ حق دیا کہ وہ اپنا کچھ حق مہر واپس لے سکتا ہے یا جو اس نے اس عورت کو کسی صورت میں دیا اس کی واپسی کا مطالبہ کرنے کی اسے رخصت ہے جیسا کہ اسلام میں سب سے پہلا خلع جب واقع ہوا تو مہر میں دیا ہوا باغ اس عورت کو واپس کرنا پڑا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

''ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ان کے اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں البتہ میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں (کیوں کہ ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت ادا نہیں کر سکتی) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا تو اس کا باغ (جو انہوں نے بطور حق مہر دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟ اس نے کہا: ''جی ہاں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ثابت!) باغ واپس لے لو اور انہیں طلاق دے دو''

بخاری، الطلاق، باب الخلع وکیف الطلاق فیہ (۵۲۷۳)

بیوی کو تادیب سکھانے کا آسان طریقہ

شوہر اگر بیوی کی کسی نازیبا حرکت پر پریشان ہو تو اسے طلاق و خلع کی نوبت آنے سے پہلے اسلام نے ایک آسان طریقہ بتلایا ہے اور وہ یہ کہ کسی معقول وجہ اور سبب سے سرزنش اور تادیب کی غرض سے اپنی بیوی سے چند دن دور ہو جائے۔ ویسے تو عام دنوں میں کسی سے تادیب کی غرض سے ناراض ہونا تین دن سے زیادہ جائز نہیں لیکن خاوند اپنی بیوی کی اصلاح کے لیے اس سے چار ماہ تک اس سے دور رہنے کی قسم کھا سکتا ہے شرعی اصطلاح میں اسے ''ایلاء'' کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآؤُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلاء کرلیں ان کے لیے چار مہینے کی مدت ہے پھر اگر وہ لوٹ آئیں (یعنی مدت سے پہلے یا بعد میں) تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔'' [البقرة:٢٢٦]

اگر مقررہ وقت سے پہلے رجوع کرنا چاہتا ہے تو قسم کا کفارہ دے کر رجوع کیا جا سکتا ہے قسم کا کفارہ۔ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔ [المائدة:٨٩]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کسی وجہ سے قسم کھالی (یعنی ایلاء کرلیا) کہ اپنی ازواج کے ہاں ایک ماہ تک نہیں جائیں گے پھر جب انتیس (٢٩) دن گزر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس صبح کے وقت گئے یا شام کے وقت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک نہیں آئیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ انتیس (٢٩) دن کا بھی ہوتا ہے۔

بخاري، النكاح، باب هجرة النبي ﷺ نساءه في غير بيوتهن (٥٢٠٢)

حرام بیوی کو حلال کرنے کا طریقہ

خاوند کسی وجہ سے اپنی بیوی کو کہہ دے کہ ''تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے''
یا ((أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ)) ''تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے'' شرعی اصطلاح میں اسے ظہار کہتے ہیں۔ ایسا کہنے سے خاوند کے لیے اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے اسے حلال کرنے کے لیے قرآن مجید نے کفارہ بتایا ہے جب تک وہ ادا نہیں کر لیتا وہ اس کے لیے حلال نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللَّائِيْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾

''جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ دیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں (ہو جاتیں) ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے بیشک وہ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو (ان کو) ہمبستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضروری) ہے (مومنو!) اس (حکم) سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے جس کو غلام نہ ملے وہ مجامعت

سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے جس کو اسکا بھی مقدور نہ ہو (اسے) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (چاہیئے) یہ (حکم) اس لئے (ہے) کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار ہو جاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے درد دینے والا عذاب ہے۔''

گویا اس مقام پر بھی اسلام نے آدمی کو غلطی سدارنے کا موقعہ فراہم کیا ہے علاوہ ازیں یہ بات آدمی کی نیت کے اعتبار سے بھی ہوگی یعنی اس نے اپنی بیوی کو ماں کہہ دیا اگر اس کی نیت تھی کہ میں اس کے پاس صحبت کے لیے نہیں جاؤں گا جیسے ماں میرے لیے حرام ہے اسی طرح یہ بھی حرام ہے تو پھر یہ ظہار ہوگا اور اس کی نیت محض تعظیم میں مشابہت ہے تو وہ ظہار نہیں ہوگا۔''

السيل الجرار (٢/٤١٧)

اسلام نے عورت کی عزت کا دفاع کیا

بسا اوقات معاشرے میں اگر کسی خوبصورت میاں بیوی کے ہاں کالے رنگ کا بچہ پیدا ہو جائے یا سیاہ رنگ کے زوجین کے ہاں سفید رنگ کا بچہ پیدا ہو جائے تو شک کی دیواریں کھڑی ہو جاتی ہیں جس میں عورت کی عزت کو زیادہ خطرہ ہوتا ہے اسلام نے عورت پر مہربانی کی اور اس کا دفاع فرمایا جیسا کہ آئندہ روایت سے واضح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ فَأَنَّى تُرَى ذَلِكَ جَاءَهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الِانْتِفَاءِ

مِنْهُ))

''ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی کے ہاں کالا لڑکا پیدا ہوا ہے جسے میں اپنا نہیں سمجھتا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا کہ ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ ان کے رنگ کیسے ہیں؟ اس نے کہا: سرخ ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں ان میں خاکی بھی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے پوچھا: کہ پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ اس رنگ کا کہاں سے آ گیا؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہو گا (یعنی اس کے خاندان میں کوئی پہلے ایسا گزرا ہو گا) آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ممکن ہے اس بچے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو؟ آپ ﷺ نے اس کو بچے کا انکار کرنے کی اجازت نہیں دی''

بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنة، باب من شبه اصلا معلوما باصل مبین (۷۳۱٤) وابوداؤد (۲۲٦۰)

عورت کی عزت کے دفاع میں اسلام کا دوسرا قدم

اگر کوئی اپنی بیوی پر کسی قسم کی تہمت لگاتا ہے تو وہ اپنی اس بات پر گواہ لائے ورنہ اس پر تہمت لگانے کی حد لگائی جائے گی جیسا کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ))

''گواہ لاؤ ورنہ حد لگے گی''

بخاری، النکاح (٤٧٤٧)

یہ محض اس لیے تھا کہ کوئی بھی اپنی بیوی کو رسوا کرنے کی غرض سے ایسا نہ کرے (نیز تہمت کی حد اسّی کوڑے ہے)

علاوہ ازیں اگر شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اور اس کے پاس کوئی گواہ بھی موجود نہیں اور اس کی بیوی اس کا انکار کرتی ہے تو دونوں میں لعان ہوگا لعان کا مطلب کے دونوں سے قسمیں لی جائیں گی اور جدائی کروادی جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ○ وَيَدْرَاُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ○﴾

''اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور خود اُن کے سواء اُن کے گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار اللہ کی قسم کھائے کہ بیشک وہ سچا ہے، اور پانچویں بار یہ (کہے) کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس پر اللہ کی لعنت۔ اور عورت سے سزا کو یہ بات ٹال سکتی ہے کہ وہ پہلے چار بار اللہ کی قسم کھائے کہ بیشک یہ جھوٹا ہے، اور پانچویں دفعہ یوں (کہے) کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب (نازل ہو)''

اور لعان کے بعد دونوں میں جدائی کروادی جائے گی اور یہ بھی اسلام نے اس لیے مقرر کیا ہے کوئی بھی خاوند اپنے آپ کو حاکم مطلق سمجھ کر اور عورت کو ایسی حالت میں دیکھ کر یا یہ الزام لگا کر قتل ہی نہ کردے۔

دوران عدت عورت گھر سے نکل سکتی ہے

مطلقہ رجعیہ اور بیوہ عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے شوہر ہی کے گھر میں عدت گزارے اور دورانِ عدت اپنا مسکن گھر کی چاردیواری کو بنائے لیکن بوقت ضرورت اسلام نے اسے گھر سے باہر

جانے کی اجازت دی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

میری خالہ کو طلاق دے دی گئی، انہوں نے دورانِ عدت ہی اپنے کھجور کے درخت سے پھل اتارنے کی غرض سے باہر جانا چاہا تو ایک آدمی نے انہیں ڈانٹا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَلٰی فَجُدِّی نَخْلَكِ فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا))

''ہاں تم اپنے کھجور کے درخت کا پھل توڑ سکتی ہو عین ممکن ہے کہ تم صدقہ کرو یا اس ذریعہ سے کوئی دوسرا عمل خیر تمہارے ہاتھ سے انجام پایا جائے۔''

مسلم، الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن ..... (١٤٨٣)

عورت پر اسلام کا ایک اور احسان

گھریلو اخراجات کا بوجھ اللہ تعالیٰ نے عورت کے کندھے سے اتار کر مرد کے کندھوں پر رکھا ہے یہ عورت پر اسلام کی مہربانیوں میں سے ایک مہربانی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ﴾

''انہیں اس مال سے کھلاؤ اور پہناؤ'' [النساء:٥]

حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ))

''خبردار! عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم انہیں لباس مہیا کرنے اور انہیں کھانا فراہم کرنے میں احسان کرو''

ترمذی، الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأة على زوجها (١١٦٣) وابن ماجة (١٨٥١) حسن

عورت پر یہ احسان تو ہے لیکن وہ اس احسان کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے یعنی اپنے شوہر پر اتنا بوجھ

نہ ڈالے کو وہ اس کو برداشت کرنے کی قوت نہ رکھ سکے بلکہ اس کی آمدنی کے مطابق اپنے مطالبات کو رکھے تا کہ وہ احسن انداز سے اپنے اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتَاهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝﴾

''صاحبِ وسعت کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیئے اور جس کے رزق میں تنگی ہو وہ جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے اس کے موافق خرچ کرے اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی کے مطابق جو اس کو دیا ہے اور اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش بخشے گا''

کسی دوسری عورت کا بچے کو دودھ پلایا جا سکتا ہے

اسلام نے خواتین اسلام پر ایک یہ بھی مہربانی فرمائی کہ اگر ماں کا دودھ نہیں یا بچے کو موافق نہیں یا اس ماحول میں بچے کا ماں کے پاس رہنا ناگزیر ہے تو بچے کو کسی دوسری عورت کا دودھ پلایا جا سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾

''اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ تم دونوں پلانے والیوں کو دستور کے مطابق اُن کا حق جو تم نے دینا کیا تھا دیدو''

علاوہ ازیں پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اور یہ دو سال ہونا فرض نہیں بلکہ اس میں بھی رخصت ہے کہ ماں باپ جتنا مناسب خیال کریں دودھ پلا سکتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اُس شخص کیلئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے''

نیز اللہ تعالیٰ نے رضاعت سے بھی ان رشتوں کو حرام کر دیا ہے جن رشتوں کو نسب کی وجہ سے حرام کیا ہے۔

اسلام نے ماں کی ممتا کا خیال رکھا ہے

اگر میاں بیوی کے درمیان کسی وجہ سے جدائی (طلاق) ہو جائے تو بچوں کی پرورش کا کون زیادہ حق دار ہے اسلام نے یہاں ماں کی ممتا کا خیال رکھا ہے کہ یکسر اس کے بچوں کو اس سے جدا کرنے کا فیصلہ نہیں دیا جس سے اس کی ممتا کو تکلیف ہو بلکہ حکم یہ صادر فرمایا کہ اگر بچہ چھوٹا ہے تو اسے ماں کی شفقت اور محبت کی خاص ضرورت ہے اس کی زیادہ حق دار اس کی ماں ہے جب تک وہ نیا نکاح نہیں کر لیتی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنِي هٰذَا كَانَ بَطْنِي لَهُ وِعَاءً وَثَدْيِي لَهُ سِقَاءً وَحِجْرِي لَهُ حِوَاءً وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي وَأَرَادَ أَنْ يَنْتَزِعَهُ مِنِّي فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي))

''ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ جو میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اس کے لیے برتن تھا، میری چھاتی اس کے لیے مشکیزہ تھی اور میری آغوش اس کے لیے جائے قرار تھی۔ اس کے والد نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اب وہ مجھ سے اس بچے کو چھین لینا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک تو دوسرا نکاح نہیں کرتی اس وقت تک تو ہی اس کی زیادہ حق دار ہے۔''

ابوداؤد، الطلاق، باب من احق بالولد (۲۲۷۶) حسن

جب بچہ صغر سنی سے نکل کر سمجھ بوجھ اور تمیز کی عمر کو ہو جائے تو پھر بچے کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ

ماں یا باپ جس کے پاس رہنا چاہے اسے اختیار ہے گویا یہ اسلام کی بچے پر شفقت اور مہربانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسا ہی ایک معاملہ آیا تو آپ ﷺ نے اس بچے کو درمیان میں کھڑا کیا اور بچے سے فرمایا کہ یہ تیری ماں ہے اور یہ تیرا باپ جس کو چاہے تھام لے بچے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا تو ماں اسے لے کر چلی گئی۔

ابوداؤد، الطلاق، باب من أحق بالولد (۲۲۷۷) والترمذی (۱۳۵۷) صحیح

متفرقات

مجبور آدمی حرام کھا سکتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾

''ہاں جو نالا چار ہو جائے (بشرطیکہ) اللہ کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اُس پر کچھ گناہ نہیں'' [البقرۃ:۱۷۳]

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾

''حالانکہ جو چیزیں اُس نے تمہارے لئے حرام ٹھہرا دی ہیں وہ ایک ایک کر کے بیان کر دی ہیں (بیشک اُن کو نہیں کھانا چاہیے) مگر اس صورت میں کہ اُن کے (کھانے کے) لئے لاچار ہو جاؤ'' [الانعام:۱۱۹]

جو چیزیں اسلام نے حرام یا حلال نہیں بتائی انہیں استعمال کی رخصت

اللہ تعالیٰ نے اگر کسی چیز کے بارے میں حلت و حرمت کا حکم بیان نہیں فرمایا تو گویا وہ ہماری آسانی کے لیے چھوڑ دی گئی ہیں ان اشیاء کا استعمال کرنے میں کچھ حرج نہیں خواہ وہ طعام و شراب سے ہوں یا معاملات سے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللهِ عَافِيَتَهُ ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾))

''جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے اور جسے حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے اور جس کے متعلق خاموشی اختیار فرمائی ہے وہ درگزر (کی ہوئی اشیاء جس سے) ہے پس تم اللہ کی درگزر چیز کو قبول کرو، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت

فرمائی: ''اور تیرا رب بھولا ہوا نہیں''

سنن ابن ماجه (٣٣٦٦) صحيح

تجارت میں باہم رضامندی کی سہولت

اسلام نے اشیاء کی قیمتوں کے نرخ مقرر نہیں کیے بلکہ خرید وفروخت کرنے والوں کو سہولت دی کہ اپنی رضامندی سے معاملہ طے پالو البتہ دونوں کو فیاضی اور خیرخواہی کا درس بھی دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾

''مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے)'' [النساء:٢٩]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں اشیاء کا بھاؤ چڑھ گیا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اشیاء کے نرخ بڑے تیز ہو رہے ہیں۔ آپ ہمارے لیے ان کے نرخ مقرر فرما دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنكُمْ يُطَالِبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلاَ مَالٍ))

''نرخ کا تعین کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے وہی ارزاں وسستا کرتا ہے وہی گراں کرتا ہے اور روزی دینے والا وہی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ کوئی شخص تم میں سے مجھ سے خون میں اور مال میں ظلم و ناانصافی کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔''

ابوداؤد، البيوع، باب في التسعير (٣٤٥١)، والترمذي (١٣١٤) صحيح

بیع توڑنے کی رخصت

خرید وفروخت کا اصول ہے کہ سودا دونوں طرف سے طے پا جائے اور مجلس برخواست ہو جائے تو دوبارہ بیع توڑ کر واپسی ناممکن ہے۔ البتہ اسلام نے یہ رخصت دی ہے کہ جب تک مجلس ایک ہی رہے تو بیع توڑنے کا اختیار ہے یا شرط لگائی گئی تھی تو بھی خریدی چیز واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ))

''دو خرید وفروخت کرنے والوں میں سے ہر ایک کو سودا فسخ کرنے (بیع توڑنے) کا اختیار ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں سوائے اس کے کہ سودا اختیار والا ہو (یعنی دو چار دن کی شرط لگائی گئی ہو)''

بخاری، البيوع، باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا (۲۰۷۹)

قسطوں پر اشیاء کی خریداری کی رخصت مگر......!!

اگر خریدی اور بیچی جانے والی چیز کی قیمت بذریعہ اقساط ادائیگی کی صورت میں بھی وہی ہو جو نقد ادائیگی کی صورت میں ہے تو جائز ہے اور اگر نقد کم اور قسطوں پر قیمت زیادہ ہو تو یہ ناجائز ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا ہے ایک روایت میں ہے کہ ''جس کسی نے ایک چیز کی دو قیمتیں مقرر کیں وہ یا تو کم قیمت لے یا پھر وہ سود ہوگا۔''

ترمذی، البيوع (۱۲۳۱). وابوداؤد (۳٤٦۱) حسن

بچوں کے نام رکھنے میں رخصت

اسلام نے بچوں کے نام رکھنے میں ہمیں اپنی پسند کو اختیار کرنے کی رخصت عطا کی ہے اور اس

سلسلہ میں کوئی پابندی نہیں لگائی البتہ اتنا ضرور ہے کہ آدمی پسندیدہ اور اچھے معنی والا نام رکھے کیوں کہ ناموں کا شخصیت پر اثر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا: اس اونٹنی کا دودھ کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرا نام ''مرۃ'' (کڑوا) ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا تم بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: کہ اس اونٹنی کا دودھ کون دوہے گا؟ ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام ''حرب'' (جنگ) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: اس اونٹنی کا دودھ کون دوہے گا؟ پھر ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں تو آپ ﷺ نے اس کا نام دریافت کیا تو اس نے کہا: ''یعیش'' (زندگی)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ تم دودھ نکال لاؤ۔

مؤطا، الاستئذان، باب ما یکرہ من الأسماء (١٥٤٠)

بچے، جوان اور عورتیں سبھی کنیت رکھ سکتے ہیں

کنیت رکھنے کا رواج عرب میں عام تھا جو کسی نہ کسی مناسبت سے رکھی جاتی تھی مثلاً اپنے بیٹے یا بیٹی کے نام پر یا کسی اہم واقعے اور کارنامے کی وجہ سے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اس حالت میں دیکھا کہ ان کے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں کہا اوابوتراب (مٹی والے) اٹھو۔ اسی طرح عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں بلی پکڑی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے کہا اوابوہریرہ (چھوٹی بلی والے) اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے بڑے بیٹے کے نام پر اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی ہوئی تھی۔ اور بچوں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی کنیت تھی۔ ابوعمیر اسی طرح خواتین بھی کنیت رکھ سکتی ہے چند مشہور خواتین کی کنیتیں یہ ہیں: ام ہانی، ام عبداللہ، ام سلمہ، ام سلیم وغیرہ۔

عقیقہ کے تعین میں رخصت

عقیقہ ساتویں روز کرنا سنت ہے لیکن اگر ساتویں روز نہیں کیا جا سکتا تو حدیث میں یہ رخصت بھی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((تُذْبَحُ بِسَبْعٍ أَوْ لِأَرْبَعَ عَشَرَةَ أَوْ لِاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ))

''عقیقہ کا جانور ساتویں روز ذبح کیا جائے یا چودھویں روز یا اکیسویں روز۔''

صحيح الجامع الصغير (٤٠١١)

ساتویں روز اگر عقیقہ نہیں کیا گیا تو بعد میں کرنے کے بارے میں کثیر اختلاف پایا جاتا ہے البتہ بعد میں بھی عقیقہ کرنا چاہیے کیوں کہ بچہ گروی ہوتا ہے اور وہ گروی سے صرف عقیقہ کرنے سے ہی چھڑوایا جا سکتا ہے۔اگر والدین نے آدمی کا عقیقہ نہیں کیا ہوا تو اپنا عقیقہ خود کر کے ان پر احسان کیا جا سکتا ہے۔

نيل الأوطار (٣/٥٠٠)

بچوں کے جاندار کی صورتوں میں کھلونے کی اجازت

جاندار اشیاء کی تصاویر بنانا اور رکھنا دونوں حرام ہیں لیکن صرف بچوں کے کھلونوں کی صورت میں جائز ہے۔جیسا کہ احادیث میں اس کی رخصت موجود ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہاں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی، میری بہت سے سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، جب آپ ﷺ اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں پھر آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

بخاري، الأدب، باب الانبساط الى الناس (٦١٣٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ غزوہ تبوک یا حنین سے واپس آئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا،جس کے اندر کھلونے رکھے ہوئے تھے۔پھر تیز ہوا چلی اور پردے کا ایک حصہ کھل گیا تو آپ ﷺ نے کچھ دیکھ لیا اور فرمایا:اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ میرے کھلونے ہیں،جن کے ساتھ میں کھیلتی ہوں کھلونوں کے بیچ میں ایک گھوڑا

تھا، اس کے دو پر تھے۔ جو کپڑوں کے ٹکڑوں سے بنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا یہ گھوڑے کے پر ہیں۔ تو آپ ﷺ نے مذاق سے فرمایا کہ کیا گھوڑے کے پر ہوتے ہیں؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کے دو پر بھی تھے۔ آپ ﷺ یہ جواب سن کر ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے دانت بھی دیکھ لیے۔

ابو داؤد، الادب، باب اللعب بالبنات(٤٩٣٢)والنسائی(٥٣٥٤)

کھڑے ہو کر کھانے پینے کی رخصت

کھانا بیٹھ کر ہی کھانا چاہیے کھڑے ہو کر کھانے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے البتہ چھوٹی موٹی چیزیں چلتے پھرتے اور کھڑے ہو کر کھا پی سکتا ہے اس کی گنجائش نکلتی ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَنَحْنُ نَمْشِيْ)).

''ہم رسول اللہ کے دور میں چلتے ہوئے کھا لیتے تھے۔''

سنن الترمذی، الاطعمة(١٨٠٢)حسن

اس قول سے معلوم ہوا کہ چھوٹی موٹی چیز کی رخصت نکلتی ہے جو آدمی چلتے ہوئے کھا سکتا ہے۔

ام ثابت رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ا فَشَرِبَ مِنْ فِيْ قُرْبَةٍمُعَلَّقَةٍ قَائِمًا)).

''کہ رسول اللہ امیرے پاس آئے آپ نے ایک لٹکی ہوئی مشک سے کھڑے ہو کر پانی پیا''

الترمذی، الاشربة(١٨١٤)صحیح

((اَنَّ عَائِشَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ كَانَالَايَرَيَانِ بِشُرْبِ الْإِنْسَانِ

وَهُوَ قَائِمٌ بَأْسًا)).

''حضرت عائشہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما انسان کے کھڑے ہو کر پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے''

مؤطا، الجامع (١٤٤٦)

دوسروں کے آگے سے کھانا کھانے کی رخصت

جب آپ کھانا مل کر کھا رہے ہیں تو برتن میں اپنے آگے سے کھائیں اور اپنی طرف کے کنارے سے شروع کریں. اگر کوئی غلطی کر رہا ہو تو اسے سلیقے سے بتانا چاہیے. جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے ربیب (بیوی۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ کا بیٹا] کو سمجھایا۔

عمر بن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَاغُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)).

''میں رسول اللہ کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ برتن کے اندر گھومتا تھا سو رسول اللہ نے مجھے فرمایا: اے بچے اللہ کا نام پڑھ، دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا''

البخاري، الاطعمة، (٤٩٥٧) ومسلم، الاشربة (٣٧٦٨)

جب کھانے میں مختلف چیزیں ہوں تو آدمی دوسرے کے آگے سے اٹھا سکتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

''ایک دفعہ ایک درزی نے آپ کی دعوت کی، انس فرماتے ہیں میں بھی اس دعوت میں شریک ہوا دعوت کرنے والوں نے آپ کے سامنے جو کی روٹی

اور شوربا پیش کیا جس میں کدو اور گوشت کے ٹکڑے تھے میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ برتن سے کدو تلاش کر کے کھا رہے ہیں''

البخاری، الاطعمۃ(۵۰۱۳)ومسلم، الاشربۃ (۳۸۰۳)

نیکیاں کمانے کے آسان راستے

ایک مرتبہ درود دس بار رحمت کا نزول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا))

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔''

مسلم، الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی بعد التشهد (٤٠٨) وابوداؤد (١٥٣٠)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے اور اس کی دس غلطیاں معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔''

سنن النسائی، السهو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی ﷺ (١٢٩٧) صحیح

ایک خالص توبہ سب گناہ معاف

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ))

''گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہیں۔''

ابن ماجة، الزهد، باب ذکر التوبة (٤٢٥٠) حسن

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ))

''اے میرے بندو! یقیناً تم شب و روز گناہ کرتے ہو اور میں تمہارے ہر طرح کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں اس لیے تم مجھ سے استغفار کرو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔''

مسلم، البر والصلة، باب تحریم الظلم (۲۵۷۷)

سومرتبہ وظیفہ اور گناہوں کی معافی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

''جس شخص نے دن میں سومرتبہ سبحان اللّٰه وبحمده کہا،اس کے گناہ مٹادیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

بخاری، الدعوات، باب فضل التسبيح (٦٤٠٥)

روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمانے کا طریقہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے عاجز ہو کہ روزانہ ایک ہزار نیکی کرو؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم ایک ہزار نیکیاں کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سومرتبہ سبحان اللّٰه کہنے سے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا ہزار گناہ مٹادیے جاتے ہیں۔''

مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء (٢٦٩٨)

جنت میں پھل دار درخت لگالو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ غُرِسَ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ))

''جس شخص نے ''سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ'' کے کلمات کہے تو ان میں سے ہر کلمے کے بدلے اس کے لیے جنت میں ایک (پھل دار) درخت لگ جائے گا۔''

صحیح الترغیب والترهیب، الذکر والدعاء، باب الترغیب فی التسبیح والتکبیر والتهلیل والتحمید (۱۵۵۱)

کیا سونے کا پہاڑ خرچ کرنا چاہتے ہو......؟

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے رات کے سفر سے گھبراہٹ ہو یا جو مال خرچ کرنے میں بخیل ہو یا جو دشمن سے لڑنے میں بزدل ہو تو اسے چاہیے کہ

((فَلْيُكْثِرْ مِنْ سُبْحَانِ اللهِ وَبِحَمْدِهِ فَإِنَّهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ جَبَلِ ذَهَبٍ يُنْفِقُهُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ))

''کثرت کے ساتھ ''سُبْحَانِ اللهِ وَبِحَمْدِهِ'' کے کلمے کا ورد کرے کیوں کہ یہ کلمہ اللہ کے نزدیک فی سبیل اللہ سونے کا پہاڑ خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔''

صحیح الترغیب والترهیب، الذکر والدعاء، باب الترغیب فی التسبیح والتکبیر (۱۵٤۱)

جنت کا خزانہ حاصل کرلو

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ))

''اے عبداللہ بن قیس (یہ ابوموسیٰ کی کنیت تھی)! کلمہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ'' کہا کرو کیوں کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔''

بخاری، الدعوات، باب الدعاء اذا علا عقبه (٦٣٨٤) وابو داؤد (١٥٢٦)

جنت کے آٹھوں دروازے کھول دینے والا عمل

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا پھر یہ کہا:

((أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهِ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

''تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔''

مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء (٢٣٤)

پانچ پڑھو پچاس کا ثواب لو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر پانچ نمازوں تک کمی کر دی گئی اس کے بعد اعلان کر دیا گیا کہ

((يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَإِنَّ لَكَ بِهَذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِينَ))

''اے محمد! بلاشبہ میرے نزدیک قول کو تبدیل نہیں کیا جاتا اور تمہارے لیے ان پانچ نمازوں کے بدلے پچاس نمازوں کا ثواب ہوگا۔''

ترمذی، الصلاة، باب كم فرض الله على عباده من الصلوات (٢١٣) صحيح

پتوں کی مانند گناہ گرا دینے والا عمل

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ ،لَيُصَلِّيَ الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَافَتَ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَهَافَتَ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ))

''بلاشبہ مسلمان بندہ نماز ادا کرتا ہے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا

چاہتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے جھڑتے ہیں۔"

مسند احمد (۱۷۹/۵) حسن

ستر ہزار فرشتوں کی دعا پانے والا خوش نصیب

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ))

"جب کوئی مسلمان عیادت کی غرض سے اپنے مسلمان بھائی کے پاس بیٹھتا ہے اگر وہ صبح کو عیادت کرے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ لگ جاتا ہے۔"

ترمذی، الجنائز، باب ما جاء فی عیادة المریض (۹۶۹) وابوداؤد (۳۰۹۸) صحیح

دو احد پہاڑوں کا ثواب والا عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ))

"جس شخص نے جنازے میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے پوچھا گیا کہ یہ دو قیراط کتنے ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ دو بڑے بڑے پہاڑوں کے برابر۔"

صحیح مسلم کی روایت میں ''قراط'' کا معنی احد پہاڑ کیا گیا ہے۔ (یعنی دو احد پہاڑوں جتنا ثواب ملتا ہے)

بخاري، الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن (١٣٢٥) ومسلم (٩٤٥)

دس لاکھ نیکیوں والا عمل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی بھی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی ہی کے لائق ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے فوت نہیں ہوگا اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس لاکھ برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجات بلند کر دیتا ہے۔

ترمذي، الدعوات، باب ما يقول اذا دخل السوق (٢٤٢٨) صحيح

حج اور عمرے کا ثواب دینے والا عمل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ)) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ)

''جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک

کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعت پڑھے تو اس کو ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا"
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کے طور پر فرمایا: پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دہرائی۔"

صحیح سنن الترمذی (١/٤٨٠)

سال بھر کے روزوں کا ثواب

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ))

"جو شخص رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو یہ عمل سارا سال روزے رکھنے کی مانند ہوگا۔"

مسلم، الصيام، باب استحباب صوم ستة ايام من شوال (١١٦٤) وابوداؤد (٢٤٣٣)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ پورے سال کے روزوں کی طرح ہوں گے کیوں کہ جس نے ایک نیکی کی اس کے لیے اس کی مثل دس گنا اجر ہوگا۔"

ابن ماجة، الصيام، باب صيام ستة ايام من شوال (١٧١٥) صحيح

رمضان کے روزوں کو دس سے ضرب دیا تو یہ دس ماہ کے روزے ہو گئے اور چھ روزوں کو دس سے ضرب دیا تو دو ماہ کے روزے ہو گئے گویا اس طرح پورے سال کے روزے رکھے گئے"

پورے قرآن پڑھنے کا ثواب والا عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا أَيُّنَا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ))

''کیا تم میں سے کسی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا اور انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۃ اخلاص قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے (یعنی جو تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے گا اسے پورا قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا)''

بخاری، تفسیر القرآن، باب فضل قل هو الله احد (٥٠١٥) ومسلم (٨١١)

پورے قرآن کا ثواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)) تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَ (قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْآنِ))

''سورۃ اخلاص کا تہائی قرآن کے برابر ثواب ہے اور سورۃ الکافرون کا چوتھائی قرآن کے برابر ثواب ہے''

صحيح الجامع الصغير (٤٢٨١) والصحيحة (٥٨٨)

یعنی سورۃ اخلاص تین بار پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملتا ہے اور سورۃ الکافرون چار بار پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملتا ہے۔

ستر ہزار فرشتوں کی دعا پانے والا عمل

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت کہے ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات پڑھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کر دیتے ہیں، جو اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور شام تک اس کے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اگر اس دن مر جائے شہید

ہو کر مرتا ہے اور جو شخص شام کے وقت یہ وظیفہ کرے اسے بھی یہی اجر ملتا ہے۔

مشکوۃ المصابیح ..... (۲/۲۱۵۷) صحیح

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○﴾

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے) سالم، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست بڑائی والا۔ اللہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق، ایجاد و اختراع کرنے والا، صورتیں بنانے والا، اس کے سب نام اچھے ہیں جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔“

جنت کے آٹھوں دروازے کھول دینے والا عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان چار کاموں کی پابندی کرنے والی عورت جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔

اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَهَا

جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے۔

وَصَامَتْ شَهْرَهَا

اور ماہ رمضان کے روزے رکھے۔

وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا

اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔

وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا

اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے۔

صحیح الجامع الصغیر (٧٧٠)وابن حبان (٤١٦٣) حسن

تمام گناہ مٹادینے والے اعمال

اس مقام پر ہم چند ایسی نیکیوں کا تذکرہ کریں گے جس سے انسان کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اسلام سابقہ سارے گناہ مٹادیتا ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کہ اے عمرو! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میرے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ))

”کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام گزشتہ تمام گناہ مٹادیتا ہے۔“

بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح ہجرت اور حج بھی سابقہ گناہ کو مٹادیتے ہیں۔

مسلم، الایمان، باب کون الاسلام یهدم ما قبله وکذا الهجرة والحج (١٢١) والبیهقی (٩٨/٩) واحمد (١٧٧٩٢)

روزہ سارے گناہ معاف کردیتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

''جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''

بخاری، الصیام، باب من صام رمضان ایمانا واحتسابا (۱۹۰۱) ومسلم (۷۵۹) والترمذی (۸۰۸)

نماز تراویح سارے گناہ معاف کر دیتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجزم حکم تو نہیں دیتے تھے البتہ قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

''جس نے ایمان کے ساتھ اور اجر وثواب کی امید سے قیام رمضان (نماز تراویح) میں شرکت کی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''

ترمذی، الصوم، باب الترغیب فی قیام رمضان وما جاء فیه من الفضل (۸۰۸) ومسلم (۷۵۹) وابوداؤد (۱۳۷۱)

شب قدر کا قیام سارے گناہ کی معافی کا سبب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

''جو شخص ایمان اور ثواب کی نیت سے شب قدر کا قیام کرتا ہے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''

بخاری، فضل لیلة القدر، باب فضل لیلة القدر (۲۰۱٤) ومسلم (۷٦۰) وابن ماجه (۱۳۲٦)

اچھے طریقے سے وضو کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے

آپ ﷺ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً))

''جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چلنا نفل (یعنی زائد) ہوگا''

مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه (٢٢٩)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

((مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ))

''جس نے اس طرح وضو کیا پھر وہ مسجد کی طرف نکلا اور اسے صرف نماز نے حرکت دی تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے''

مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه (٢٣٢)

صحیح بخاری کی ایک روایت میں کچھ اس طرح ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

''جس نے میرے اس طریقے پر وضو کیا پھر دو رکعات پڑھیں اس طرح کہ ان میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''

بخاري، الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا (١٥٩)

تحیۃ الوضوء پڑھنے والا

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يَسْهُو فِيهِمَا غُفِرَ لَهُ مَا

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

''جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز اس طرح ادا کی کہ ان میں کسی قسم کی بھول نہ ہوئی تو اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

ابوداؤد، الصلاة، باب كراهية الوسوسة وحديث النفس في الصلاة (٩٠٥) حسن

اذان کے بعد کی دعا پڑھنے والا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص مؤذن کے شہادتین کے کلمات ادا کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

((وَأَنَـا أَشْهَـدُ أَنْ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولاً وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا))

''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بلا شبہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر''

صحيح ابن خزيمة (٤٢٢) ومسلم (٣٨٦)

نماز گناہ ختم کر دیتی ہے

حضرت عاصم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوہ سلاسل کے لیے نکلے غزوہ تو نہ مل سکا البتہ سرحد کی حفاظت کے لیے پہرہ دیتے رہے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف آئے تو ان کے پاس ابو ایوب اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ عاصم نے کہا: اے ابو ایوب! اس سال ہمارا غزوہ تو رہ گیا اور ہمیں یہ خبر دی گئی ہے کہ جو شخص چار مسجدوں میں نماز پڑھ لے گا اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا: اے میرے بھتیجے! کیا میں تمہیں اس سے بھی

آسان عمل نہ بتلاؤں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ ﷺ فرما رہے تھے:

((مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ غُفِرَ لَهُ مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ))

''جو شخص اس طرح وضو کرے جس طرح حکم دیا گیا ہے اور ایسے ہی نماز پڑھے جیسا حکم دیا گیا ہے تو اس کے گزشتہ سارے عمل بخش دیے جاتے ہیں۔''

یہ حدیث سننے کے بعد عاصم نے عقبہ رضی اللہ عنہ سے کہا واقعی یہ حدیث ہے تو انہوں نے کہا ہاں یہ حدیث ہے۔

سنن النسائي، الطهارة، باب ثواب من توضأ كما امر (١٤٤) صحيح

آمین کہنے والوں کی معافی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیوں کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق آ گئی تو اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

ابن شہاب (راوی حدیث) نے کہا رسول اللہ ﷺ بھی آمین کہا کرتے تھے۔

بخاري، الاذان، باب جهر الامام بالتامين (٧٨٥)

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنے والے کے لیے معافی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

''جب امام ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہے تو تم ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' کہو

کیوں کہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے سے مل گیا تو اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"

بخاری، الاذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد (٧٩٦)

تمام گناہوں کی معافی والا عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا:

((يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلاَ أُعْطِيكَ أَلاَ أَمْنَحُكَ أَلاَ أَحْبُوكَ أَلاَ أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ سِرَّهُ وَعَلاَنِيَتَهُ))

"اے عباس اے چچا جی، کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کچھ عنایت نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی تحفہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو دس اچھی خصلتوں والا نہ بنا دوں؟ جب آپ یہ عمل کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے، پچھلے، پرانے، نئے، غیر دانستہ اور دانستہ، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور اعلانیہ سارے گناہ معاف کر دے۔"

(وہ عمل یہ ہے کہ)

جب آپ چار رکعات نفل ادا کریں گے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں اور جب آپ قرأت سے فارغ ہو جائیں تو قیام ہی کی حالت میں یہ کلمات پندرہ (۱۵) بار پڑھیں ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)) پھر آپ رکوع میں جائیں (اور رکوع کی تسبیحات سے فارغ ہوکر) رکوع ہی میں ان کلمات کو دس بار پڑھیں پھر آپ رکوع سے اٹھ کر (سمع اللہ لمن حمدہ وغیرہ سے فارغ ہوکر) ان کلمات کو دس بار دہرائیں، پھر سجدہ میں جائیں (اور تسبیحات سے فارغ ہوکر) ان کلمات کو دس بار پڑھیں پھر سجدہ سے سر

اٹھائیں (اور جلسہ کی دعا پڑھ کر) دس بار انہی کلمات کو پڑھیں اور پھر دوسرے سجدہ میں چلے جائیں پھر دس بار یہ تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں (اور جلسہ استراحت میں) دس بار یہ تسبیح دہرائیں، یہ ایک رکعت میں کل پچھتر (۷۵) تسبیحات ہوئیں اسی طرح ان چاروں رکعات میں یہ دہرائیں، اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو یہ نماز تسبیح روزانہ ایک بار پڑھیں۔ اگر آپ ایسا نہ کر سکیں تو ہر جمعہ میں (یعنی ہر ہفتہ میں ایک بار ادا کرلیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک بار پڑھیں یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اگر سال میں بھی ایک بار ادا نہ کر سکتے ہوں تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑھیں۔

ابوداؤد، التطوع، باب صلاۃ التسبیح (١٢٩٧) والترمذی (٤٨٣) صحیح

یہ نماز تسبیح ہے جسے پڑھنے سے اللہ تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں اسے انفرادی طور پر پڑھنے کا حکم ہے اور ایسا ہی کرنا افضل ہے با جماعت اسے پڑھنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

حج تمام گناہ معاف کر دیتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

''جس نے حج کیا اور اس میں کوئی فحش بات اور برائی کا کام نہ کیا تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''

ترمذی، الحج، باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرۃ (٨١١) صحیح

نومولود بچے کی طرح گناہوں سے پاک کر دینے والا عمل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))

''جس نے حج کیا اور اس میں نہ عورتوں کے قریب آیا اور نہ ہی کوئی فسق و فجور کا کام کیا

تو وہ اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو کر اس دن کی طرح لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا“

بخاری، الحج، باب فضل الحج المبرور (۱۵۲۱)

حج و عمرہ فقیری کو دور کر دیتا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ))

”پے در پے حج و عمرہ کرتے رہو، بلاشبہ حج اور عمرہ گناہوں اور فقیری کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔“

ترمذی، الحج، باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرة (۸۱۰) صحیح

عمرہ حج کے برابر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا کو کہا تھا:

((فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً))

”جب رمضان آئے گا تو عمرہ کر لینا کیوں کہ رمضان میں عمرہ (کا ثواب) حج کے برابر ہوتا ہے۔“

مسلم، الحج، باب فضل العمرة فی رمضان (۱۲۵۶)

مسجد جانا حج کا ثواب

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ))

”جو شخص اپنے گھر سے باوضوء ہو کر فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کے لیے نکلتا ہے

پس اس کو حج کا احرام باندھنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے“

ابو داؤد، الصلاة، باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلاة (٥٥٧)

کھانے کے بعد اللہ کا شکر کرنے والا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ))

”جس شخص نے کھانا کھایا پھر یہ دعا پڑھی ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ))

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور جس نے مجھے بغیر میری طاقت اور قوت کے یہ رزق دیا“

تو اس کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں

ابوداؤد، اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوبا جدیدا (٤٠٢٣) و ما تاخر کے الفاظ کے علاوہ باقی حدیث حسن ہے عند الألبانی

نئے لباس پر شکریہ ادا کرنے والا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ))

”اور جس شخص نے نیا کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھی ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ))

”تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور جس نے میری

طاقت اور قوت کے بغیر مجھے (اس کپڑے کا رزق دیا) تو اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''

ابوداؤد، اللباس، باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدید (۴۰۲۳) حسن دون زیادۃ «ولا تأخر»

ساری رات نماز پڑھنے کا ثواب

اس مقام پر ہم مزید چند ایسے اعمال ذکر کر رہے ہیں جن کو کرنے سے آدمی کو ساری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

نماز عشاء با جماعت آدھی رات قیام کا ثواب

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ))

''جس شخص نے عشاء کی نماز با جماعت ادا کر لی وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے آدھی رات قیام کر لیا''

مسلم، المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العشاء والصبح فی جماعۃ

نماز فجر با جماعت ساری رات قیام کا ثواب

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ))

''جس شخص نے صبح کی نماز با جماعت ادا کی گویا اس نے تمام رات نماز پڑھنے میں گزار دی''

مسلم، المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العشاء والصبح فی جماعۃ

سوتے وقت قرآن کی سو آیات پڑھنا

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے رات میں سو آیات تلاوت کیں اس کے لیے رات بھر کا قیام لکھ دیا جاتا ہے"

مسند احمد (۱۰۳/٤) والدارمی (۳٤٥) وصحیح الجامع الصغیر (٤٦٦٨) صحیح

رات کو سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھنا

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات رات میں پڑھ لے تو یہ اس کے لیے کافی ہوں گی"

بخاری (٥٠١٠) ومسلم (۸۰۷)

ایک دوسری روایت میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے سورۃ البقرہ کی آخری آیات تلاوت کیں اسے قیام اللیل سے کفایت کریں گی"

فتح الباری (٦٧٣/٨)

سونے سے پہلے قیام اللیل کی نیت کرنے والے کو

سونے سے پہلے اگر آدمی قیام اللیل کی نیت کر کے سوتا ہے اگر چہ وہ اٹھ کر قیام نہیں کر پاتا تو اللہ اسے قیام اللیل کے ثواب سے نواز دیتے ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اپنے بستر پر آئے اور رات کو اٹھ کر قیام کرنے کی اس کی نیت ہو، لیکن اس کی آنکھ لگ جائے اور صبح تک نہ جاگے تو اس کی نیت کے مطابق اس کے لیے ثواب لکھا جائے گا اور اس کا سونا اس کے رب کی طرف سے اس کے اوپر ایک صدقہ ہوگا"

سنن ابن ماجة (۱۳٤٤) والنسائی (۱۷۸۷)

جمعۃ المبارک کے آداب کا خیال رکھو

حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ

وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا))

''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب اچھی طرح غسل کرے، پھر وہ جلدی مسجد جائے، پیدل چلے اور سوار نہ ہو، امام کے نزدیک بیٹھے، دل جمعی سے خطبہ سنے اور کوئی بے ہودہ کام نہ کرے تو اسے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کے برابر ثواب ملے گا''

ابوداؤد، الطهارة، باب في غسل للجمعة (٣٤٥) والترمذي (٤٩٦) صحيح

بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کرنے سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ))

''بیواؤں اور مسکینوں کی خدمت میں بھاگ دوڑ کرنے والا شخص اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے یا رات بھر قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے کے برابر ہے۔''

بخاري، النفقات، باب فضل النفقة على الأهل...... (٥٣٥٣) ومسلم (٢٩٨٢)

اچھے اخلاق کا مالک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ))

''بلاشبہ مومن اپنے حسن اخلاق کی بدولت رات کا قیام کرنے والے اور دن کا روزہ

رکھنے والے کے مقام کو پالیتا ہے"

ابوداؤد، الأدب، باب فی حسن الخلق (٤٧٩٨) وابن حبان (٤٨٠) والمؤطا (١٦٧٥) صحیح

اس حدیث کی شرح میں صاحب عون المعبود علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں کہ "حسن اخلاق کے مالک شخص کو یہ عظیم فضیلت اس لیے عطا ہوئی ہے کہ جس طرح روزے دار اور رات کو تہجد پڑھنے والا اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے اسی طرح مختلف طبیعت کے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے والا شخص بہت سے نفسوں سے جہاد کرتا ہے۔ اس لیے جو درجہ روزے دار اور تہجد گزار کو حاصل ہے وہی اس کو حاصل ہے بلکہ بعض دفعہ اس کا درجہ ان سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

عون المعبود (١٥٤/١٣)

رات کا وظیفہ دن کو پورا کرلو

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ))

"جس شخص کا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ نیند کی وجہ سے رہ جائے اور وہ اسے نماز فجر سے نماز ظہر تک درمیانی وقفے میں پڑھ لے تو اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھا جائے گا جیسے اس نے اسے رات ہی کو پڑھا ہے"

مسلم، صلاۃ المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل ومن نام عنه أو مرض (٧٤٧) والترمذی (٥٨١)

نیند بھی قیام اللیل بن جاتی ہے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبداللہ! تم قرآن کس طرح پڑھتے ہو؟ عبداللہ (ابن قیس) رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے ہر وقت تھوڑا تھوڑا پڑھتا رہتا ہوں۔ ابو

موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: معاذ! تم قرآن کیسے پڑھتے ہو؟ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رات کے پہلے حصے میں سوتا ہوں پھر اس حالت میں قیام کرتا ہوں کہ میری نیند پوری ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر میں (نماز میں اتنا) قرآن پڑھتا ہوں جتنا اللہ نے میرے مقدر میں کیا ہوتا ہے اور میں اپنی نیند سے بھی ثواب کی اسی طرح امید رکھتا ہوں جیسے قیام سے ثواب کی توقع رکھتا ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تم قرآن کس طرح پڑھتے ہو؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے جواب دیا: کھڑے ہو کر، سواری پر، بیٹھ کر اور میرا معمول ہے کہ وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا پڑھتا رہتا ہوں۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا مگر میں قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں بس میں سوتا بھی ثواب ہی کی نیت سے ہوں جس طرح قیام ثواب کی نیت سے کرتا ہوں۔

بخاری، المغازی، باب بعث ابی موسٰی ومعاذ الی الیمن قبل حجة الوداع (٤٣٤١) (٤٣٤٥) ومسلم (١٧٣٣)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آرام کر کے اسی طرح ثواب حاصل کرتے تھے جس طرح قیام کر کے ثواب حاصل کرتے تھے۔ اس لیے کہ جب آرام سے مقصود عبادت ہی کے لیے حصول قوت ہو تو اس سے بھی ثواب ملتا ہے۔ فتح الباری (٦٢/٨)

نماز ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھنا

ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کرنا سحری کی نماز (تہجد) کے برابر ہیں“

مصنف ابن ابی شیبة (٥٩٤٠) والصحیحة (١٤٣١) حسن

نماز تراویح باجماعت پڑھنا

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے

آپ ﷺ نے ہمیں کوئی قیام نہیں کروایا۔ یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے ایک تہائی رات تک ہمیں نماز تراویح پڑھائی جب چھٹی رات تھی (یعنی چھ راتیں باقی رہ گئیں) تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام کروایا، جب پانچویں رات تھی تو آپ ﷺ نے ہمیں آدھی رات تک قیام کرایا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش اس رات آپ ﷺ ہمیں مزید نماز پڑھاتے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰی مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهٗ قِیَامُ لَیْلَةٍ))

''بے شک جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ وہ امام فارغ ہو جاتا ہے تو اس شخص کے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے''

ابوداؤد، شہر رمضان، باب فی قیام شہر رمضان (۱۳۷۵) والترمذی (۸۰۶) صحیح

ساری رات کے قیام سے بھی افضل عمل

حضرت ابوبکر بن سلیمان رحمہ اللہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو نماز فجر میں حاضر نہ پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کے وقت بازار چلے گئے۔ سلمان کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا۔ آپ سلیمان کی والدہ ''شفا'' کے پاس سے گزرے تو انہیں فرمایا: میں نے آج سلیمان کو نماز فجر میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے جواب دیا:

((اِنَّهٗ بَاتَ یُصَلِّیْ فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ))

''وہ رات کو تہجد پڑھتے رہے تو ان پر نیند کا غلبہ ہو گیا''

(جس وجہ سے وہ نماز فجر میں حاضر نہیں ہو سکے)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَاَنْ اَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِیْ جَمَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَقُوْمَ لَیْلَةً))

''نماز فجر میں جماعت کے ساتھ حاضر ہونا میرے نزدیک ساری رات کے قیام سے زیادہ پسندیدہ ہے''

موطا، النداء للصلوٰة، باب ما جاء فی العتمة والصبح (۲۹٦) وصحیح الترغیب والترھیب (٤۲۳)

اسلام اور آسانیاں

دین اسلام کی دولت سے ہمیں مالا مال کرنے والے حقیقی خالق و مالک نے بہت سی رخصتیں اور آسانیاں دی ہیں جن کا انکار معصیت الٰہی کا مرتکب ہونے کے مترادف ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو تھوڑے تقویٰ کے اظہار کے لیے اللہ کی دی ہوئی رخصتوں کا انکار کر دیتے ہیں حالانکہ نبی ﷺ کا معمول تھا کہ اگر آپ ﷺ کو دو کاموں میں سے ایک کے چناؤ کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ اس کو اختیار کرتے جو آسان ہوتا کیوں کہ جب رخصت ملے تو اس کا استعمال اللہ کو اچھا لگتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے قصر نماز کے متعلق فرمایا تھا کہ:

((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ))

"یہ ایسا صدقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے لہٰذا تم اس صدقے کو قبول کرو"

(مسلم، صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين وقصرها:686و ابوداؤد:1199)

یعنی چار رکعات نماز سفر میں دو پڑھنے کی رخصت اسلام نے دی ہے تو آدمی اس رخصت کو استعمال کرتا ہے گویا وہ اللہ کے صدقے کو قبول کرتا ہے اور اللہ کو یہ بہت پسند ہے کہ ایک معاملہ میں وہ آسانی دے تو اس کو قبول کیا جائے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ تُؤْتَى رُخْصَةٌ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ تُؤْتَى مَعْصِيَةٌ))

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کو اس طرح پسند کرتے ہیں جیسے اپنی نافرمانی کے ارتکاب کو ناپسند کرتے ہیں۔" (ابن حبان:2742 واحمد 108/2 صحیح)

دار القدس
ڈسٹری بیوٹرز اینڈ پبلیشرز اردو بازار لاہور
042-37221565, 0300-7452885